شمارہ نمبر ۱۸ | نومبر ۲۰۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقل جآء الحق وزھق الباطل‘ ان الباطل کان زھوقا

مجلّہ پشاور

راہ ہدایت

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

نائب مدیر

طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

ناشر

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

(واٹس ایپ رابطہ نمبر:03428970409)

عقیدہ ختم نبوت زندہ باد　　یا اللہ مدد　　عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد

بفیضان

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المحققین حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مجلہ　　پشاور

راہِ ہدایت

بیاد

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

ترجمان علماء دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ

مناظر اسلام حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی رحمۃ اللہ علیہ

زیرسرپرستی

متکلم اسلام حضرت مولانا سجاد الحجابی دامت برکاتہم

مناظر اسلام حضرت مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ

حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی الحنفی صاحب حفظہ اللہ

محقق اہل سنت حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ

مناظر اسلام مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی محمد وقاص رفیع حفظہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد طلحہ صاحب حفظہ اللہ

حضرت مولانا محمد محسن طارق الماتریدی حفظہ اللہ

حضرت مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ

حضرت مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

مدیراعلی

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی حفظہ اللہ

نائب مدیر

طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

فہرست مضامین

شمار	عنوانات	صفحہ

نوٹ: گزشتہ شماروں کی پی ڈی ایف حاصل کرنے کے لئے 03428970409 پر واٹس ایپ کیجئے۔

=÷

اداریہ

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چھ نمبر

رئیس المناظرین حجۃ اللہ فی الارض العلامہ الفہامہ المحقق المدقق الفقیہ المحدث النظار شیخ الشیوخ وعمدۃ اہل التحقیق ولرسوخ صاحب التصانیف الکثیرۃ المفیدۃ القیمۃ الشیخ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی دین اسلام اور مذہب احناف اور مسلک حق مسلک علمائے دیوبند کی نصرت وحمایت ونشرواشاعت سے عبارت ہے، اور رد فرق باطلہ وضالہ ومبتدعہ میں آپ کی خدمات جلیلہ ایک روشن باب ہے اور بالخصوص فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے وساوس واکاذیب وافتراءات کی تردید میں آپ کی تالیفات وتصانیف ایک نسخہ کیمیاہیں۔ حضرت کے افادات میں کئی مرتبہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چھ نمبر میں نے پڑھے جو بعینہ اس فرقہ نومولود کی حقیقی مشن کی سچی تصویر ہے۔ لہٰذا بغرض فائدہ وعبرت اس کا تذکرہ آج بطور اداریہ کرتاہوں۔ چونکہ حضرت اوکاڑوی ایک عرصہ تک صاحب البیت (یعنی غیر مقلد تھے) تھے اور صاحب البیت ادری بمافیہ کے مصداق تھے تو ان کے اکاذیب وافتراءات کو خوب جانتے تھے۔

حضرت اوکاڑوی فرماتے تھے کہ ہمارے استاذ جی (غیر مقلد) فرماتے تھے کہ حنفیوں کو زچ کرنے کے لیے قرآن، حدیث فقہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، ہر ان پڑھ ان کو تنگ کر کے سو100 شہید کا اجر لے سکتاہے۔

غیر مقلدین کے چھ نمبر

1: جب کسی حنفی سے ملو تو پہلے ہی اس پر سوال کر دو کہ آپ نے جو گھڑی باندھی ہے۔ اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ اس قسم کے سوال کے لیے کسی علم کی ضرورت نہیں، آپ ایک چھ سالہ بچے کو میڈیکل سٹور بھیج دیں وہ ہر دوائی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتاہے کہ اس دوا کا نام کس حدیث میں ہے؟ اس سوال کے بعد آکر مسجد میں بتاناہے کہ میں نے فلاں حنفی مولوی صاحب سے حدیث پوچھی وہ نہیں بتا سکے، پھر ہر غیر مقلد بچے اور بوڑھے اور جوان کا فرض ہوتاہے کہ وہ ہر ہر گلی میں ہر وقت ہر جگہ میں پروپیگنڈہ کرے کہ فلاں حنفی مولوی صاحب کو ایک حدیث بھی نہیں آئی۔

2: دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدانخواستہ اگر تم کہیں پھنس جاؤ اور تمہیں جوابا کوئی کہے کہ تم نے جو جیب میں پین قلم لگار کھاہے، اس کا نام حدیث میں دکھاؤ تو گھبرانا نہیں۔ "فورا" ان سے پوچھو کہ کس حدیث میں یہ منع ہے؟اور شور مچادو کہ منع کی حدیث نہیں دکھاسکے۔اب سب نام نہاد غیر مقلد یہ پرپیگنڈہ کریں گے جی کہاں سے بے چارے حنفی حدیث لائیں، فقہ ہی تو ساری عمر پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

(بالکل اسی دوسرے نمبر پہ رفع یدین کے مسئلے میں غیر مقلدین کے مناظرین نے عمل کیاہوا ہے ہر جگہ حنفیوں سے منع کی دلیل مانگتے ہیں۔بھائی جب اس مسئلے پر مدعی آپ ہیں تو دلیل بھی آپ نے سنیت اور دوام پہ پیش کرنی ہے الٹا حنفیوں سے سوال کرتے ہیں کہ رفع یدین منع ہے اس کا ثبوت لاؤ۔جب کہ یہ غیر مقلدین کا دوسرا نمبر ہے اور خالص پروپیگنڈا ہے۔مثلا کوئی رافضی آپ سے پوچھے کہ ہم آذان میں علی ولی اللہ خلیفة بلافصل کے کلمات کہتے ہیں لہذا قرآن وحدیث سے منع لاؤ۔تو کہاں سے منع پیش کروگے یا یہی جواب دوگے کہ مدعی آپ ہیں تو ثبوت اور دلیل آپ کے ذمے۔تو یہاں پر کیوں قوم شعیب کی طرح بنتے ہو لینے کی اور دینے کی اور۔۔)

3: اگر کسی جگہ پھنس جاؤ کہ مثلا کوئی صاحب کوئی حدیث کی کتاب لے کر آئیں کہ تم اہل حدیث ہو دیکھو کتنی احادیث ہیں جن پر تمہارا عمل نہیں؟ تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ "فورا" ایک قہقہہ لگا کر کہو کہ لو جی یہ حدیث کی پتہ نہیں کونسی کتاب لے کر آئے، ہم تو صرف بخاری مسلم اور زیادہ مجبوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں، باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استہزاء بھی کرو اور اتنا مذاق اڑادو کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اور آپ کی جان چھوٹ جائے۔

(یہ بھی صرف زبانی جمع خرچ ہے غیر مقلدین کی کہ ہم بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث کو مانتے ہیں۔حالانکہ بے شمار روایات ہیں صحیحین کی۔جس پر ان کا عمل نہیں۔تفصیل کے غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں اور حدیث اور اہل حدیث اور امام بخاری اور غیر مقلدین نامی کتب ورسائل کی طرف مراجعت کریں)

4: اگر بالفرض کوئی حنفی ان چھ کتابوں میں سے کوئی حدیث دکھادیں جو تمہارے خلاف ہو تو "فورا" کوئی شرط اپنی طرف سے لگادو کہ فلاں لفظ دکھادو تو ایک لاکھ روپیہ انعام، جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں حدیث دکھادو کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مرجوح ہو یا یہ نام نہاد اہل حدیث کہتے ہیں کہ رفع یدین کے ساتھ منسوخ کا لفظ حدیث میں دکھادو اور

اس اپنے لفظ پر اتنا شور مچا دو کہ وہ خود ہی خاموش ہو کر رہ جائے۔(اور یہی شیوہ تھا مشرکین مکہ کا، وہ ان معجزات کو نہیں مانتے تھے جو نبی پاکؐ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے بلکہ اپنی طرف سے شرطیں لگا لگا کر فرمائشی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے۔ پھر اگر فرمائشی معجزہ نہ دکھایا گیا تو ان کو یہ حق تھا کہ کہتے کہ ہمارا فرمائشی معجزہ نہیں دکھایا گیا مگر وہ یہ پر پیگنڈہ کرتے تھے کہ سرے سے کوئی معجزہ دکھایا گیا ہی نہیں۔ غیر مقلدین کو بھی سوچنا چاہیے کہ ہمارا ایمان نبی پاکؐ کے فرامین پر نہیں بلکہ اپنی شرائط پر ہے تجلیات صفدر بتغیر یسیر)

5: اگر بالفرض وہ لفظ مل ہی جائے اور مخالف حنفی دکھا دیں کہ دیکھو جس لفظ کا تم نے مطالبہ کیا تھا وہ ہم نے دکھا دیا تو پورے زور سے تین مرتبہ اعلان کر دو۔ ضعیف ہے ضعیف ہے ضعیف ہے۔ اب حدیث بھی نہ ماننی پڑے اور رعب بھی قائم ہو گیا کہ دیکھو حنفی مولوی صاحبان کو تحقیق ہی نہیں تھی اس ان پڑھ غیر مقلد کو پتہ چل گیا کہ حدیث ضعیف ہے۔(حالانکہ اصولاً غیر مقلدین کو کسی ایک حدیث کے متعلق صحیح یا ضعیف کہنے کا کوئی حق نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے دو اصول ہیں فرمان خدا اور فرمان رسول، اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول فرمان خدا فرمان رسول۔ اپنے ان دو اصولوں کے مطابق کسی ایک حدیث کو بھی اللہ تعالیٰ یا رسول اللہؐ نے صحیح یا ضعیف نہیں کہا ہے اور جن احادیث پر صحت یا ضعف کا حکم لگایا گیا ہے وہ محدثین کے اقوال ہیں جو امتی غیر معصوم ہیں۔ اور ان کی تقلید کرنا ان کے ہاں شرک ہیں لہذا غیر مقلدین احادیث پر صحیح یا ضعیف کا حکم لگا کر شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اسی طرح کسی ایک راوی کے متعلق اللہ تعالیٰ یا رسول اللہؐ کا فیصلہ موجود نہیں کہ فلاں راوی ثقہ ہے یا مجروح ہیں۔ یہ بھی محدثین کے اقوال ہیں۔ لہذا راوۃ پر توثیق یا تجریح نقل کرتے وقت غیر مقلدین ٹھیٹھ تقلید کرتے ہیں جو ان کے ہاں شرک ہے۔ اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص آیا اور یوں گویا ہوا کہ

> "غیر مقلدین کے پاس ایک کتاب ہے جس میں راویوں کا ذکر ہے وہ اس کتاب سے دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہ راوی ثقہ ہے یہ راوی ضعیف ہے اور جو راوی اس کتاب میں نہ ملے اس کو مجہول قرار دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کتاب حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعی کی ہے۔ ان کی پیدائش 773ھ میں ہوئی ہے اور وفات 852ھ میں۔ اس کتاب میں سب راویوں کا ذکر نہیں صرف صحاح ستہ کے راوی مذکور ہیں اس لیے یہ کہنا کہ جس راوی کا اس کتاب میں ذکر نہ ہو وہ مجہول ہے

خود ایک جہالت ہے اور اس کتاب میں پہلی تین صدیوں کے راوی مذکور ہیں جبکہ مولف نویں صدی کا ہے گویا کسی راوی اور مولف کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ، کہیں سات سو سال کا، کہیں آٹھ سو سال کا اور درمیان میں کوئی سند نہیں چہ جائیکہ سند کی صحت بیان کی ہو محض مولف پر بلادلیل اعتماد ہے جو ابن حجر کی تقلید شخصی ہے۔اس تقلید شخصی کے واجب ہونے کی کیا دلیل ہے جبکہ ابن حجر کے امام، امام شافعی کی تقلید شخصی شرک اور حرام ہے۔

(تجلیات صفدر 4/18)

6: چھٹا اور آخری نمبر استاذ جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھو، ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو اس کو ضرور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔(یعنی نمازیوں کو وسوسہ ڈالنا۔غنیۃ الطالبین میں پیران پیر رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ

"لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرت ؐ کی پیشانی مبارک پر پسینہ موتیوں کی طرح تھا اور آپ ؐ نے تین بار لعنت فرمائی۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس کو پھٹکار رہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس خبیث نے اپنی دم اپنی دبر میں داخل کی اور سات انڈے دیئے ان سے سات بچے پیدا ہوئے جو اولاد آدم کو گمراہ کرنے پر متعین کیے گئے ان میں سے شیطان کا جو بچہ دوسرے انڈے سے پیدا ہوا اس کا نام حدیث ہے اور وہ نمازیوں پر مسلط کیا گیا۔

(غنیۃ الطالبین 1/88)

اللہ تعالی اہل حدیث کے وسوسوں سے امت کو بچائے رکھیں۔بس یہ چھ نمبر ہمارے علم کلام کا محور تھے۔

(تجلیات صفدر جلد اول بتغیر یسیر)

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

مقلد بنو ورنہ اپنے آپ میں شرائطِ اجتہاد پیدا کیجئے

جس طرح کسی انسان کیلئے انسانیت کے اندر اندر دو انواع میں سے کسی ایک نوع میں ہونا ضروری ہے یعنی یا تو مرد ہو گا یا عورت، یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان تو ہو لیکن نہ عورتوں کی نوع میں سے ہو اور نہ ہی مردوں کے نوع میں سے۔ بالکل اسی طرح امت محمدیہ میں شامل افراد کیلئے ضروری ہیں کہ یا تو مقلد ہو یا مجتہد۔ (کسی ماہر شریعت امام کی رہنمائی میں دین پر عمل کرنے کو مقلد کہا جاتا ہے اور قرآن و سنت سے مسائل نکالنے والے کو مجتہد کہا جاتا ہے)۔ لیکن غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہر آدمی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ از خود ہی قرآن و حدیث سے مسائل نکالیں کسی امام و مجتہد کے رہنمائی کی کوئی ضرورت نہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ یہ سارے ائمہ کرام ہمارے جیسے انسان تھے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے انہی کی طرح عقل دی ہے لہذا ہم خود ہی قرآن و حدیث سے مسائل نکالیں گے۔

دراصل غیر مقلدین دعویٰ اجتہاد اس وجہ سے کرتے ہیں تاکہ لوگ مذہبی پابندیوں سے چھٹکارا پاکر خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائیں۔ لیکن یاد رہے اجتہاد بازار میں لینے کی کوئی سستی سبزی نہیں کہ ہر ایک اسکو خرید سکے۔ بلکہ اس کیلئے جید اور محققین علماء کرام نے انتہائی سخت اور کڑی شرائط لگا رکھی ہیں جس طرح امام کیلئے شرائط کا ہونا ضروری ہے ورنہ اس کا دعویٰ باطل ہو گا اسی طرح مجتہد کیلئے شرائط اجتہاد کا ہونا ضروری ہیں ورنہ دعویٰ اجتہاد باطل ہے۔

شرائطِ اجتہاد

آنے والے سطور میں جو شرائطِ اجتہاد ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ انتہائی اہم شرائط ہیں ہر مقلد کیلئے اس کو یاد کر کے ذہن میں محفوظ رکھنا لازمی ہے تاکہ بروقت کام آسکے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "تقریر الاستناد فی تفسیر الاجتہاد" میں محققین علماء کرام سے شرائطِ اجتہاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت وحاصل ذالك أن العلوم المشترط في الاجتهاد بضعة عشر

یعنی اجتہاد کیلئے دس سے زائد علوم کا جاننا ضروری ہیں۔

شرط نمبر ۱:

پہلی شرط کے متعلق علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

احدها علوم الکتاب وهی کثیرة جدًا وقد جمعت فی اصولها "کتاب الاتقان فی علوم القرآن" وکلها او اکثرمما یتوقف علیه الاجتهاد

یعنی اجتہاد کا شرط اول کتاب اللہ کے علوم کا جاننا ضروری ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے ایک ضخیم تفصیلی کتاب بنام "الاتقان فی علوم القرآن" لکھی ہے فرماتے ہیں کہ صرف کتاب اللہ کے علوم اسی (80) اقسام پر مشتمل ہیں اور ان علوم میں سے اکثر کا تعلق اجتہاد کے ساتھ ہیں۔

یہاں اکثر کا اطلاق کم از کم چالیس سے اوپر پر ہوتا ہے یعنی صرف کتاب اللہ کے متعلق چالیس سے زائد علوم کا جاننا مجتہد کیلئے ضروری ہے۔ اب فیصلہ آپ ہی کیجئے کیا غیر مقلدین میں کوئی ایسی شخصیت موجود ہیں جو کتاب اللہ کے اسی (80) اقسام کو جانتا ہوں؟

یقین سے کہتا ہوں کہ اسی علوم کا جاننا تو دور کی بات ہیں انکو اسی (80) علوم کے نام تک بھی نہیں آتے۔

شرط نمبر ۲:

الثانی: علم اصول الحدیث

وهی مأة علم شرحها فی الکتب التی اَلَّفْتُهَا فی علوم الحدیث

یعنی علوم حدیث سو اقسام پر مشتمل ہیں جسکی تفصیل علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب بنام "علوم الحدیث" میں دیکھ سکتے ہیں۔

شرط نمبر ۳:

الثالث: علم اصول الفقه وهو اهم ما بعده لاجل کیفیة الاستدلال وتقدیم بعض الادلة علی بعض والجمع بینهما عند معارضتها

یعنی تیسری شرط علم اصول فقہ سے واقف ہونا پڑے گا۔

شرط نمبر ۴:

علم اللغۃ: یعنی مجتہد کو علم لغت پہ عبور حاصل کرنا ہو گا۔

شرط نمبر ۵: علم النحو

شرط نمبر ۶: علم الصرف

شرط نمبر ۷: علم المعانی

شرط نمبر ۸: علم المنطق

علم کیفیۃ استفادۃ التصورات والتصدیقات من مادتھا وھو علم المنطق

یعنی مجتہد کیلئے علم منطق کا جاننا ضروری ہے۔

شرط نمبر ۹: علم الجرح والتعدیل

مجتہد کیلئے علم الجرح والتعدیل کا جاننا ضروری ہے کہ کہاں پر راوی پر جرح کیا جاتا ہے اور کہاں راوی کی تعدیل کی جاتی ہے۔

شرط نمبر ۱۰: علم الناسخ والمنسوخ

مجتہد کیلئے علم الناسخ والمنسوخ پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے یعنی اس کو یہ معلوم ہو کہ کونسے آیات مبارکہ اور احادیث منسوخ ہیں اور کونسے ناسخ۔

شرط نمبر ۱۱: علم الحساب

جبکہ غیر مقلدین تو ریاضی یعنی فن حساب میں حد درجے تک کمزور ہیں کیونکہ تین طلاق کو پوری امت تین ہی کہتے ہیں مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تین ایک ہے حالانکہ یہ بات تو چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں کہ تین تین ہی ہیں۔

شرط نمبر ۱۲: فقہ النفس

یعنی مجتہد کیلئے ضروری ہے کہ وہ فقہ میں بھی ماہر ہو جبکہ غیر مقلدین کا فقہ کے ساتھ انتہائی سخت دشمنی ہے۔

شرط نمبر ۱۳: علم الاجماع والخلاف

مجتہد کیلئے علم الاجماع والخلاف کا جاننا بھی ضروری ہے یعنی کس مسئلے میں مجتہدین کا اتفاق ہیں اور کونسے مسئلے میں

اختلاف ؟ اگر مجتہد نہ ہو اور دعویٰ اجتہاد کر کے بیٹھے تو امکان اس بات کی موجود ہے کہ وہ کسی اتفاقی مسئلے پر ریسرچ شروع کر کے انکو اختلافی نہ بنائیں۔

شرط نمبر ۱۴: علم التواریخ لیتبین المتقدم والمتاخر

یعنی مجتہد کیلئے علم التاریخ پر بھی عبور حاصل کرنا ہو گا تا کہ مسئلے کی اصل حقیقت ان کو معلوم ہو سکے۔

اب فیصلہ آپ ہی کیجئے کیا دنیا میں کوئی ایسا غیر مقلد موجود ہے جس میں شرائطِ اجتہاد تمام کے تمام موجود ہو؟ تمام تو دور کی بات ہے بلکہ کوئی غیر مقلد صرف تین علوم میں ماہر فن ہونے کا دعویٰ کریں اور وہاں ہمیں امتحان لینے کا موقعہ بھی دیں اگر بالفرض وہ اس میں پاس ہوا تو منہ مانگا نقد انعام دونگا یقین سے کہتا ہوں صبح قیامت آسکتی ہے مگر ایسا غیر مقلد پیدا نہیں ہو سکتا۔

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ (قسط:۴)

غیر مقلدین کا قیاسی دین

مقتدی کو امام پر قیاس

مولانا صفی الرحمن مبارک پوری لکھتے ہیں:

”ثبت فی صحیح البخاری فی المغازی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی الفریضة و هو امام بعد قوله سمع اللہ لمن حمده ربنا ولك الحمد ويقاس عليه المقتدی۔“ (اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام صفحہ ۱۱۵، ناشر: مکتبۃ دار السلام ریاض، طبع اول: ۱۹۹۲ء... ۱۴۱۳ھ)

ترجمہ: صحیح بخاری کتاب المغازی میں ثابت ہے کہ بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امام ہونے کی حالت میں فرض نماز میں سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد ربنا ولک الحمد کہا کرتے تھے اور مقتدی کو اسی (امام) پر قیاس کیا جائے گا۔

جنازہ کے مسائل

جنازہ کی ثناء کو عام نمازوں کی ثناء پر قیاس

غیر مقلدین کا ایک طبقہ نماز جنازہ میں ثناء پڑھنے کا قائل ہے اُن میں مولانا عبد الرحمن مبارک پوری بھی ہیں۔ (کتاب الجنائز صفحہ ۵۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

کتاب الجنائز کے سرورق پر درج ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے:

”جان کنی کے وقت سے لے کر تجہیز و تکفین اور اس کے بعد تک کے تمام وہ ضروری احکام و مسائل جو احادیث سے ثابت ہیں۔“

سرورق کی عبارت میں دعوی کیا گیا کہ اس کتاب میں مذکور تمام مسائل صحیح حدیث سے ثابت ہیں مگر یہ بات حقیقت کے کس قدر قریب ہے اس کا ایک نمونہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق

جنازہ میں ثناء پڑھنا عام نمازوں پر قیاس کا نتیجہ ہے جیسا کہ آگے مذکور ہو گا ان شاء اللہ۔
مولانا محمد گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اگر پہلی تکبیر کے بعد دعائے استفتاح بھی پڑھے تو بہتر ہے۔"

(مقالاتِ محدث گوندلوی صفحہ ۶۱۴)

صاحبِ حاشیہ نے لکھا:

"علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں دعائے استفتاح کی کوئی دلیل صحیح نہیں ہے۔ مزید لکھتے ہیں: یہ بات ہمارے علماء کے غرائب میں سے ہے کہ وہ فرض نمازوں پر قیاس کرتے ہوئے دعائے استفتاح کو نمازِ جنازہ میں ثابت کرتے ہیں حالاں کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔"

(اصل صفۃ صلوٰۃ النبی بحوالہ مقالات محمد گوندلوی صفحہ ۴۱۴)

صرف ثناء ہی کیا اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن میں نمازِ جنازہ کی صراحت نہیں بلکہ عام نمازوں میں قیاس کر کے انہیں اپنایا گیا تو وہ سب البانی کی عبارت کے پیشِ نظر علمائے غیر مقلدین کے غرائب ہوں گے۔
مولانا مقبول احمد سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"صراحت کے ساتھ کسی حدیث میں نماز جنازہ میں ثناء پڑھنے کا ذِکر نہیں ملتا ہے، لیکن عام نمازوں پر قیاس کرتے ہوئے نماز جنازہ میں بھی ثناء پڑھ سکتے ہیں۔"

(مجلہ تفہیم الاسلام نومبر ۲۰۱۷ء صفحہ ۱۲)

حافظ محمد اسلم حنیف غیر مقلد (جامعہ محمدیہ اہلِ حدیث لیاقت پور) لکھتے ہیں:

"پہلی تکبیر کے بعد دیگر نمازوں کی طرح انہی پر قیاس کرتے ہوئے اگر ثناء پڑھے تو پڑھ سکتا ہے کیوں کہ ذخیرہ احادیث میں نماز جنازہ میں ثناء پڑھنے کی الگ سے کوئی دلیل کم از کم میرے علم میں نہیں ہے۔"

(نماز جنازہ کے احکام و مسائل صفحہ ۷۰، ناشر جامعہ محمدیہ اہلِ حدیث لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں)

تعزیت کی دعا میں ہاتھ اُٹھانے کو سکتاتِ امام پر قیاس

مولانا محمد عبد اللہ غیر مقلد (مہتمم دار القرآن والحدیث لائل پور) لکھتے ہیں:

”شاہ محمد اسحاق دہلوی اپنی مشہور کتاب اربعین میں صفحہ ۳۴ پر ایک جواب میں فرماتے ہیں کہ اہل میت کے ہاں جا کر تعزیت کرنا، اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔[انتھی (ناقل)] دیکھئے وتروں میں مغفرت کی ہاتھ اُٹھا کر دعا کی جاتی ہے۔ حالاں کہ اس بارے میں کوئی حدیث موجود نہیں جس میں صراحت کے ساتھ ذکر ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی ہو۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد اور داماد حضرت سعید بن المسیب اور حضرت انس کے شاگرد امام زہریؒ وتروں میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ (قیام اللیل امام مروزیؒ) وتروں میں ہاتھ اُٹھانے والوں کا موقف یہی ہے کہ دعا میں ہاتھ اُٹھانا آدابِ دُعا میں شامل ہے اور ہاتھ اُٹھانے کی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ ہر وہ چیز جو حدیث میں نہیں ہے وہ بدعت نہیں ہو جاتی۔ مثلاً ہم اہلِ حدیث کے نزدیک امام کے پیچھے سری و جہری نمازوں میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے تو اب کب پڑھنا ہے۔ امام کے سکتات میں، سبل السلام صفحہ ۱۹۱ ج اول پر بات مرقوم ہے کہ سکتاتِ امام کا ذکر حدیث سے ثابت نہیں لیکن ہم اہلِ حدیث سکتات امام میں سب سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں تو کیا ہم بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں؟ ہر گز نہیں کیوں کہ بدعت کی تعریف یہ ہے نہیں کہ جو حدیث میں نہیں وہ بدعت ہے۔ بدعت کی تعریف یہ ہے کہ وہ مخالف دین ہو یا مفسد دین ہو۔“

(فتاویٰ علمائے حدیث: ۱۹۶/۵)

یہی عبارت ”مولانا عبد اللہ دیر ووالوی صفحہ ۵۹۳“ میں بھی مذکور ہے۔

عبد اللہ صاحب کے اس فتوی کی بابت فتاویٰ علمائے حدیث میں لکھا ہے:

”قنوت وتر اور قنوت فجر میں فی الجملہ مماثلت ہے، لیکن دعائے تعزیت میں رفع یدین کا تو اس سے دُور کا بھی تعلق نہیں، اب رہا سکتات امام میں مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ کا مسئلہ تو

محترم مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ امام احمد بن حنبلؒ کا خیال ہے، سب اہلِ حدیث کا یہ مسلک نہیں... مولوی صاحب نے حنابلہ کے مسلک کو اہلِ حدیث کا مسلک سمجھ لیا، اور اس پر ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کو قیاس کیا ہے، جو عقلی اور نقلی طور پر درست نہیں، صحیح عقیدہ یہ رکھنا چاہیے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل ہو چکا ہے، نہ اس میں کمی ہو سکتی ہے، نہ زیادتی کی گنجائش ہے جو آں حضرت نے فرمایا وہی سبیل رشد و ہدایت ہے اس کے ماسوا نہ ہدایت، نہ نور... جو آپ کے زمانہ میں مستحسن نہیں تھا، وہ آج بھی نہیں ہو سکتا، اسی کو بدعت کہتے ہیں۔"

(فتاویٰ علمائے حدیث: ۵/۲۰۱، مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور)

تلاوت کے ایصال ثواب کو کنواں کھودنے اور روزہ رکھنے کے ایصال ثواب پر قیاس

کسی نے سوال کیا:

"قرآن خوانی مردہ کی طرف سے بخشوانا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں علماء کا اختلاف کیوں ہے؟ (عبد اللہ مدنپور گیا)

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

"بعض افعال کا ثبوت آں حضرتؐ کے زمانہ سے ملتا ہے جیسے میت کی طرف سے کنواں کھودوانا یا روزہ رکھنا ائمہ سلف میں سے بعض تو ان ہی افعال تک محدود رکھتے ہیں جن کا ثبوت ہے اور بعض دیگر افعال کو بھی ان پر قیاس کر کے جائز بتاتے ہیں قراءت قرآن انہی قیاسی مسائل میں سے ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالکؒ کے یہی وجہ اختلاف ہے خاکسار کے نزدیک بھی جائز ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ: ۲/۵۳، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور)

یہی فتویٰ "فتاوی علمائے حدیث: ۵/۳۶۸ میں بھی ہے۔

میت کی طرف سے قضا نماز کو روزوں پر قیاس

حدیثوں میں آیا ہے کہ کسی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں نے نذر کے

روزے مانے ہوئے تھے مگر روزے رکھنے سے پہلے وہ فوت ہوگئی۔ تب آپ نے فرمایاکہ تم اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھو۔ اس قسم کی حدیثوں کے پیش نظر مولانا ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ان احادیث پر قیاس کر کے اگر کوئی میت کی طرف سے قضا نماز ادا کرے تو ثواب پہنچنے کی اُمید قوی ہے۔“

(حاشیہ: فتاوی ثنائیہ: ۳۸/۲، اسلامک پبلشنگ ہاؤس شیش محل روڈ لاہور)

جنازہ کے رفع یدین کو عام نمازوں پر قیاس

مولانا فضل الرحمن بن محمد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اہلِ علم کی اکثریت سے منقول ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اُٹھایا جائے کیوں کہ تمام نمازوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ امام شافعیؒ سے مروی ہے: عام نماز کے طریقہ پر قیاس کرتے ہوئے اور جو کچھ اس کے بارے میں منقول ہے اس بنا پر نماز جنازہ پڑھنے والا ہر تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو اُٹھائے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں قیام کرتے ہوئے ہر تکبیر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا۔“

(جنازے کے مسائل صفحہ ۶۹، دار الدعوۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے جنازہ کے رفع یدین کو عام نماز پر قیاس کیا ہے۔

مولانا ابو امامہ الحنفی الماتریدی صاحب حفظہ اللہ

کیا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حکومت کاٹ کھانے والی تھی؟ نعوذ باللہ

عصر حاضر کے ایک عالم سلمان ندوی صاحب کے سیدنا امیر معاویہؓ
کی بادشاہت پر بے جا اعتراض کا مفصل و مدلل جواب

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ:

"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ان قطعی اور متواتر نصوص اور دلائل عقلیہ و نقلیہ کی موجودگی میں اگر روایات صحیحہ احادیث (جو صحابہ کے خلاف ہوں) کی بھی موجود ہوں تو ان کو بھی مردود یا مؤوّل قرار دیا جائے گا، چہ جائیکہ روایات تاریخ!"

(مکتوبات شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالی؛ حصہ اول صفحہ ۲۸۵)

"صحابہ کی عدالت، حسن سیرت اور اتباع حق نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اس کے بر خلاف اگر کسی صحیح حدیث سے بھی انکی عدالت مجروح معلوم ہوتی ہو تو اولاً اس میں تاویل کریں گے، نہیں تو وہ روایت مردود ہو گی۔۔"

(الناہیۃ عن طعن امیر المومنین معاویۃ؛ ص ۱۲۴_ علامہ عبد العزیز پرہاریؒ)

"حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کے ترجمان ہیں ان کی ذوات مقدسہ کو مجروح کرنا دین کو مجروح کرنا ہے۔"

(ابو امامہ الحنفی صاحب)

معزز قارئین کرام؛

دور حاضر کے مشہور عالم سلمان ندوی صاحب جو اب منحرف ہو کر رافضیت کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اپنے ایک بیان میں امیر المومنین خال المومنین حضرت امیر معاویہ بن ابو سفیانؓ کی رحمت والی بادشاہت کے بارے میں کہتے ہیں:

"کہ یہ کاٹ کھانے والی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دور خلافت کے بعد کاٹ کھانے والی حکومت ہو گی اور اس کے بعد جبر سرکشی اور ظلم والی حکومت ہو گی۔ یزید کی حکومت جبر والی تھی معاویہ کی جو حکومت تھی بہ نص حدیث نبوی **مُلْكًا عَضُوضًا** تھی"

اس کے بعد ندوی صاحب مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ثابت کیا جائے کہ معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے انصاف کیا۔

معزز احباب!

ندوی صاحب نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حکومت کو کاٹ کھانے والی حکومت سے تعبیر کیا ہے معاذ اللہ ان الفاظ پر جتنا افسوس کیا جائے وہ کم ہے اللہ ان زبانوں کو ہلاک کریں جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چلیں۔

نوٹ:

جہاں تک یزید کا معاملہ ہے تو اہل سنت والجماعت کا اس سلسلے میں واضح موقف ہے کہ یزید فاسق تھا اہل سنت والجماعت کا یزید سے کوئی تعلق نہیں۔

ندوی صاحب کے دلائل کا تحقیقی و علمی جائزہ لینے سے پہلے آپ حضرات کا یہ جاننا ضروری ہے کہ سیدنا معاویہؓ کی بادشاہت کے بارے میں صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ اور اسلافؒ کا کیا نظریہ رہا ہیں!

سیدنا معاویہ کی حکومت رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظامؓ اور اسلافؒ کی نظر میں:

۱: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک:

أوَّلُ هذا الأمْر نُبُوَّةٌ ورحْمةٌ، ثمَّ يكونُ خِلافةً ورحْمة، ثمَّ يكونُ مُلْكا ورحْمة(۱)

اس امت میں اقتدار سنبھالنے کا آغاز نبوت اور رحمت کے ساتھ ہو گا اس کے بعد خلافت اور رحمت کا دور شروع ہو گا اس کے بعد بادشاہت اور رحمت کا دور آئے گا۔

۲: شہزادہ اہل بیت حبر الامہ سیدنا عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

"ما رأيْتُ رجُلا أخْلق لِلْمُلْک مِنْ مُعاوية" (صحیح)(۲)

میں نے معاویہؓ سے بڑھ کر حکومت و بادشاہت کے زیادہ لائق کوئی نہیں دیکھا۔

۳: عفیفہ اہل بیت سیدہ طاہرہ ام المومنین حضرت امی جان عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

ما زال بي ما رأيْتُ مِنْ أمْر النّاس فِي الْفِتْنةِ، حتّى إنّي لأتمنّى أنْ يزيد اللّہُ مُعاوِيةِ مِنْ عُمْري فِي عُمْرِہ"(وسنده صحيح)[۳]

میں فتنہ کے دور میں حالات کا مشاہدہ کرتی رہی، تب میں تمنا کیا کرتی تھی کہ اللہ میری عمر بھی سیدنا معاویہؓ کو لگادے۔

۴: سیدنا جابر بن عبد اللہ سیدنا امیر معاویہ کے دور کو خلافت کا دور کہا ہے۔

فبيْنا أنا فِي خلافةِ مُعاوية بْن أبي سُفْيان(سنده صحيح)[۴]

۵: شہزادہ اہل بیت حبر الامہ سیدنا عبد اللہ ابن عباس سیدنا معاویہؓ کی خلافت کے حوالے سے قرآن سے استدلال کرتے تھے چنانچہ ابو مسلم جرمی تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

كُنّا فِي سمر ابْنِ عبّاسٍ، فقال: "إنّي مُحدّثُكمْ بحدِيثٍ ليْس بسِرٍّ ولا علانِيةٍ: انہ لمّا كان مِنْ أمْر هذا الرّجُلِ ما كان - يعْنِي عُثْمان - قُلْتُ لِعليٍّ: اعْتزِلْ؛ فلوْ كُنْت فِي جُحْر طُلِبْت حتّى تُسْتخْرج، فعصانِي، وايْمُ اللّہ ليتأمّرنّ عليْكُمْ مُعاوِية، وذلك أنّ اللہ يقولُ ﴿ومنْ قُتِل مظْلُوما فقدْ جعلْنا لِوليِّہ سُلْطانا فلا يُسْرفْ فِي الْقتْلِ إنّہ كان منْصُورا﴾[الإسراء:۳۳](وسنده حسن)[۵]

ہم سیدنا ابن عباسؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی بات بیان کرنے والا ہوں کہ جو نہ مخفی ہے نہ ظاہر جب سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کا واقعہ ہوا تو میں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا کہ اس معاملے سے دور رہیں اگر آپ کسی بل میں بھی ہوں گے تو آپ کو خلافت کے لیے تلاش کر کے نکالا جائے گا لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی پھر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم معاویہؓ ضرور تمہارے حکمران بنیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

ومنْ قُتِل مظْلُوما فقدْ جعلْنا لِوليِّہ سُلْطانا فلا يُسْرفْ فِي الْقتْلِ إنّہ كان منْصُورا[الإسراء:۳۳]

ترجمہ: اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے تو ہم نے اس کے ولی کو (قصاص کا) اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اس پر لازم ہے کہ وہ قتل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ یقیناوہ اس لائق ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔

٦: عامر شعبی رحمہ اللہ (ت ١٠٠) فرماتے ہیں:

"دُهاة هذه الأمّة أربعة: عمرو بن العاص ومعاوية بن أبي سفيان والمغيرة بن شُعبة وزياد"[٦]

اس امت میں چار اصحاب بصیرت ہیں؛ سیدنا معاویہؓ، سیدنا عمرو ابن عاصؓ، سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ اور زیاد بن ابی سفیان رحمہ اللہ۔

قارئین کرام آپ سمجھ گئے ہوں گے اور خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حکومت کتنی بابرکت اور عظمت والی حکومت تھی۔

ندوی صاحب اور انکے متبعین کی طرف سے بطور دلیل پیش کی گئی روایت کا علمی و تحقیقی جائزہ۔

وہ روایات جن سے ندوی صاحب اور ان کے متبعین اپنی دلیل قائم کرتے ہیں وہ [١] حضرت سفینہؓ کی روایت اور [٢] حضرت حذیفہؓ کی روایت ہیں جن کا مضمون یہ ہے:

(١) عن العوام بن حوشب، المعنى جميعا عن سعيد بن جمهان، عن سفينة قال: قال رسول الله ﷺ خلافة النبوة ثلثون سنة ثم يؤتى الله الملك من يشاء او ملكه من يشاء [٧]

حضرت سفینہ کہتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلافت تیس سال ہو گی پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک یا اپنا ملک عطا فرمائے گا۔

نوٹ: اس روایت کی صحت پر اہل فن نے کلام کیا ہے[٨] اور اگر اس روایت پر کلام نہ بھی ہو تا تب بھی اس روایت سے سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی رحمت والی حکومت پر کوئی اثر نہ پڑتا۔

(٢) قال حذيفة: قال رسول الله ﷺ تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون، ثم يرفعها اذان شاء ان يرفعها ثم تكون خلافة على منهاج النبوة فتكون ماشاءالله

ان تکون ، ثم یرفعھا اذان شاء اللہ ان یرفعھا ، ثم تکون ملکا عاضا، فیکون ماشاءاللہ ان تکون، ثم یرفعھا اذان شاء ان یرفعھا ، ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ثم سکت[۹]

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے درمیان نبوت موجود رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالی نبوت کو اٹھالے گا اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی اور وہ اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالی خلافت کو بھی اٹھالے گا اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت قائم ہوگی اور اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالی چاہے گا پھر اللہ تعالی اس بادشاہت کو بھی اس دنیا سے اٹھالے گا اس کے بعد زور وزبردستی والی بادشاہت قائم ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالی اس بادشاہت کو بھی اٹھالے گا اس کے بعد پھر نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی اتنا فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

سلمان ندوی اور ان کے متبعین کا بے بنیاد اشکال:

سلمان ندوی اور اس کے متبعین یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کاٹ کھانے والی بادشاہت سے مراد سیدنا معاویہؓ کا دور حکومت ہے نعوذ باللہ کیونکہ خلیفہ رابعؓ کے دور حکومت کے بعد سیدنا معاویہؓ کا دور آیا تھا۔

سلمان ندوی اور ان کے متبعین کے بے جا اشکال کا ازالہ:

اس روایت میں یہ کہیں پر نہیں ہے کہ خلافت والے دور کے بعد فوراً کاٹ کھانے والی بادشاہت کا دور شروع ہو جائے گا بلکہ اس میں اتنا ہے کہ خلافت والے دور کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت کا دور آئے گا۔

چنانچہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہؓ کی حکومت کے تعلق سے فرمایا تھا کہ:

أول ھذا الامر نبوۃ ورحمۃ، ثم یکون خلافۃ ورحمۃ، ثم یکون ملکا ورحمۃ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت میں اقتدار سنبھالنے کا جو معاملہ ہے اس کا پہلا دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہے جسے نبوت اور رحمت والا دور کہا گیا ہے اس کے بعد جو دور شروع ہوگا وہ خلافت اور رحمت والا دور؛ یہ خلفائے راشدین کا ۳۰ سالہ دور ہے نیز حدیث کے اس جملے سے چار خلفائے راشدینؓ اور سیدنا حسنؓ کی مختصر مدت خلافت برحق ثابت ہوئی۔ اس صحیح حدیث میں خلافت والے دور کے بعد جس دور کا تذکرہ ہے اس کو بادشاہت اور رحمت

والا دور کہا گیا ہے اور اس سے مراد سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا دور ہے اس حدیث نے ثابت کر دیا کہ معاویہ کی بادشاہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں رحمت والی بادشاہت ہے۔اس کی تائید اجماع امت سے ہوتی ہے۔امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

فقال النبی ﷺ: ابنی هذا سید، ولعل الله ان یصلح به بین فئتین من المسلمین[۱۰]

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دلالة علی رأفة معاویة بالرعیة وشفقته علی المسلمین وقوة نظره فی تدبیر الملک ونظره فی العواقب[۱۱]

یہ دلیل ہے کہ سیدنا معاویہؓ رعایا کا بہت خیال رکھنے والے تھے، مسلمانوں پر انتہائی شفیق تھے، اور حکومتی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور ان معاملات کے انجام کار سے بخوبی آشنا تھے۔

شیخ الاسلام والمسلمین علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کانت نبوة النبی ﷺ نبوة ورحمة ، وکانت خلافة الخلفاء الراشدین خلافة نبوة ورحمة ، وکانت امارة معاویة ملکا ورحمة، وبعده وقع ملک عضوض۔[۱۲]

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، نبوت و رحمت تھی۔خلفائے راشدین کی خلافت ،خلافت نبوت اور رحمت تھی۔سیدنا معاویہؓ کی امارت رحمت والی بادشاہت تھی۔اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت شروع ہو گئی۔

نیز فرماتے ہیں:

اتفاق العلماء علی ان معاویة افضل ملوک هذه الامة فان الاربعة قبله کانو خلفاء النبوة وهو اول الملوک، کان ملکه ملکا ورحمة ، کما جاء فی الحدیث: یکون الملک نبوة ورحمة ، ثم تکون خلافة ورحمة ، ثم یکون ملک ورحمة،

ثم ملک وجبریۃ، ثم ملک عضوض،، وکان فی ملکہ من الرحمۃ والحلم ونفع المسلمین ما یعلم انہ کان خیرا من ملک غیرہ۔(۱۳)

اہل علم کا اتفاق ہے کہ سیدنا معاویہؓ اس امت کے سب سے افضل بادشاہ تھے۔ آپ سے پہلے چاروں حکمران خلفائے نبوت تھے۔ آپ ہی سب سے پہلے بادشاہ ہوئے۔ آپ کی حکمرانی باعث رحمت تھی، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ آپ کی بادشاہت مسلمانوں کے لیے اتنی فائدہ مند تھی اور اس میں اتنی رحمت وبرکت تھی کہ اس کے دنیا کی سب سے اچھی بادشاہت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واجمعت الرعایا علی بیعتہ فی سنۃ احدی واربعین کما قدمنا، فلم یزل مستقلا بالآخر فی ھذا المدۃ الی ھذہ السنۃ التی کانت فیھا وفاتہ، والجھاد فی بلاد العدو قائم، وکلمۃ اللہ عالیۃ، والغنائم ترد الیہ من اطراف الارض، والمسلمون معہ فی راحۃ وعدل، وصفح وعفو۔(۱۴)

اور تمام رعایانے ۴۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت پر اجماع کیا، آپ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی وفات (۶۰ ہجری) تک خود مختار حکمران رہے۔ آپ کے دور میں دشمنان اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃ اللہ بلند تھا اور اطراف زمین سے مال غنیمت آرہا تھا مسلمان آپ کی حکومت میں خوش وخرم تھے انہیں عدل وانصاف مہیا تھا اور عفو ودرگذر کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔

امام ابن حجر ھیتمی فرماتے ہیں:

کان ترجیہ ﷺ لوقوع الاصلاح بین اولئک الفئتین العظیمتین من المسلمین بالحسن فیہ دلالۃ علیہ صحۃ ما فعلہ الحسن وعلی انہ مختار فیہ وعلی ان تلک الفوائد الشرعیۃ وھی صحۃ الخلافۃ معاویۃ وقیامہ بامور المسلمین وتصرفہ فیھا بسائر ما تقتضیہ الخلافۃ مترتبۃ علی ذالک الصلح فالحق ثبوت الخلافۃ المعاویۃ من حینئذ وانہ بعد ذالک خلیفۃ حق وامام صدق۔(۱۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امید کہ حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح واقع ہو گی۔اس میں دلیل ہے کہ سیدنا حسنؓ نے جو کیا وہ درست تھا اور اس معاملے میں ان کا طرز عمل محبوب و مستحسن تھا اس طور پر کہ اس سے [۱]سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کا صحیح ہونا[۲]ان کا مسلمانوں کے معاملات کو سنبھالنا اور ان معاملات میں ان کا اس طرح تصرف کرنا جیسے کوئی خلیفہ برحق شرعی تقاضوں کے مطابق تصرف کرتا ہے یہ سب امور اس صلح پر مرتب ہیں۔لہذا حق بات یہی ہے کہ (جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح والی حدیث بیان کی تھی)اسی وقت سے سیدنا معاویہؓ کے لیے خلافت ثابت ہو گئی تھی پھر صلح کے بعد معاویہؓ خلیفہ حق اور سچے امام منتخب ہوئے۔

نیز فرماتے ہیں:

انہ بنزول الحسن لہ واجتماع اھل الحل العقد علیہ صار خلیفۃ حق مطاعا یجب کہ من حیث الطواعیۃ والانقیاد ما یجب الخلفاء الراشدین قبلہ(۱۶)

حضرت سیدنا حسنؓ کے حضرت سیدنا معاویہؓ کے حق میں دست برداری کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت پر اہل حل وعقد کا اجماع ہو گیا، جس سے وہ خلیفہ حق نامزد ہو گئے، ان کی اطاعت و فرمانبرداری اسی طرح واجب ہو گئی ، جس طرح ان سے پہلے خلفائے راشدین کی اطاعت واجب ہو تھی۔

بفضل اللہ تعالی ہم نے قرائن و شواہد سے ثابت کر دیا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حکومت رحمت والی برکت والی اور اللہ کو راضی کرنے والی حکومت تھی اور سیدنا معاویہؓ کے دور کے بعد کاٹ کھانے والی حکومت شروع ہوئی تھی جس سے اہل سنت والجماعت برات وبیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔واللہ اعلم بالصواب

اللہ تعالی اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے آمین۔

حوالہ جات

۱:(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۹۰/۵ — نور الدين الهيثمي (ت ۸۰۷)/ المعجم الكبير ۸۸/۱۱ —الطبراني (ت ۳٦۰)/جامع الأحاديث ۳۱۴/۱۰ — الجلال السيوطي (ت ۹۱۱)

۲:المصنف - عبد الرزاق - ۳۶۲/۱۰ — عبد الرزاق الصنعاني (ت ۲۱۱)/ معرفة الصحابة لأبي نعيم ۲۴۹٦/۵ — أبو نعيم الأصبهاني (ت ۴۳۰) / فصل المقال في شرح كتاب الأمثال ۲۴۸/۱ — أبو عبيد البكري (ت ۴۸۷)/البداية والنهاية ۴۳۹/۱۱ — ابن كثير (ت ۷۷۴)/تاريخ الإسلام - ۱٦۳/۴ — شمس الدين الذهبي (ت ۷۴۸)/السنة لأبي بكر بن الخلال ۴۴۰/۲ — أبو بكر الخلال (ت ۳۱۱)/معجم الصحابة للبغوي ۳۷۳/۵ — البغوي، أبو القاسم (ت ۳۱۷)

۳:المنتقى من كتاب الطبقات لأبي عروبة الحراني ۴۱/۱ —

۴:مسند أحمد - ۴۲۰/۲۳ — أحمد بن حنبل (ت ۲۴۱)/المصنف - عبد الرزاق - ۴۹۹/۷ — عبد الرزاق الصنعاني (ت ۲۱۱)/مسند الدارمي - ٦۵/۱ — الدارمي، أبو محمد (ت ۲۵۵) /الطبقات الكبرى - ۲۵۸/۴ — ابن سعد (ت ۲۳۰)/البداية والنهاية ۴۳/۴ — ابن كثير (ت ۷۷۴)/مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۳۵/۴ — نور الدين الهيثمي (ت ۸۰۷)

۵:مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۲۳٦/۷ — نور الدين الهيثمي (ت ۸۰۷) /المعجم الكبير للطبراني ۲٦۳/۱۰ — الطبراني (ت ۳٦۰)/تفسير ابن كثير - ۷۳/۵ — ابن كثير (ت ۷۷۴)/سير أعلام النبلاء ۱۳۹/۳ — شمس الدين الذهبي (ت ۷۴۸)

٦:الطبقات الكبرى - ۳۰۳/۲ — ابن سعد (ت ۲۳۰)/تاريخ دمشق ٦۵/۳۲ — أبو القاسم ابن عساكر (ت ۵۷۱)/الجامع لعلوم الإمام أحمد - الرجال ۹۵/۱٦ — أحمد بن حنبل (ت ۲۴۱)۔

۷:سنن أبي داود - ۴۳۳/۴ — أبو داود (ت ۲۷۵)

۸:امام بخاریؒ، ابن ابی حاتمؒ ،یحیی بن معینؒ ،ابن عدیؒ جیسے کبار محدثین نے سعید بن جمہان پر جرح کی ہے -

۹:مسند أحمد - ۳۵۵/۳۰ — أحمد بن حنبل (ت ۲۴۱)

۱۰:صحيح البخاري - ۵٦/۹ — البخاري (ت ۲۵٦)

۱۱:فتح الباري لابن حجر ٦٦/۱۳ — ابن حجر العسقلاني (ت ۸۵۲)

۱۲:جامع المسائل - ابن تيمية - ۱۵۴/۵ — ابن تيمية (ت ۷۲۸)

۱۳:مجموع الفتاوى ۴۷۸/۴ — ابن تيمية (ت ۷۲۸)

۱۴:البداية والنهاية ۱۱۹/۸ — ابن كثير (ت ۷۷۴)

۱۵:الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة ٦۲۵/۲ — ابن حجر الهيتمي (ت ۹۷۴)

۱٦:الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة ٦۲۹/۲ — ابن حجر الهيتمي (ت ۹۷۴)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلیٰ مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ (قسط:۳)

صحیفہ اہلِ حدیث کا مطالعہ

اللہ کی قدرت کے سمندر کو ناپا نہیں جاسکتا

مولانا عبد الحمید انور رحمانی اپنے مضمون ''خرق عادت: معجزہ اور کرامت میں فرق''میں لکھتے ہیں:

''کوتاہِ عقل انسان خدا کی قدرت کے ناپید اکنار سمندر کو چلوؤں سے ماپنا چاہتا ہے۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی ۱۶ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ صفحہ ۱۲)

یہ عبارت اُن غیر مقلدین کو ملاحظہ کرنی چاہیے جو بزرگوں کی کرامات کو اپنے عقل سے ماپ کر انکار کر دیتے ہیں۔

بیت اللہ میں لاکھ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار کا ثواب

مولانا عبد الجبار سلفی (خادم رسالہ صحیفہ اہلِ حدیث حدیث محل اے ایم نمبرا کراچی)''ایک لاکھ اور پچاس ہزار''کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''بیت اللہ شریف میں ایک نیک کام کرنے کا اَجر ایک لاکھ درجہ بڑھا کر اور مسجد نبوی مدینہ منورہ میں پچاس ہزار درجہ بڑھا کر اللہ پاک عطا فرماتا ہے۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی ۱۶ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ صفحہ ۱۳)

بعض غیر مقلدین پچاس لاکھ والی اس فضیلت کو نہیں مانتے۔ ان کا کہنا ہے کہ صحیح حدیث کے مطابق مسجد نبوی کی ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

مسنون قراءت والا قرآن مکہ و مدینہ بھجوانے کی حسرت

سلفی صاحب مذکورہ عبارت کے فوراً بعد لکھتے ہیں:

''آج کل ان دونوں مقامات پر حجاج کرام پوری دنیا سے لاکھوں کی تعداد میں شب و روز پہنچ رہے ہیں۔ حجاج کرام کی تلاوت کے لیے حرمین میں مسنون قراءت والے قرآن پاک کی بے حد ضرورت ہے۔ حجاج کرام کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں... الحمدللہ قرآن پاک مسنون قراءت والا طبع ہو کر آگیا ہے۔ قرآن پاک اس طریقہ پر طبع کرایا گیا ہے جو طریقے اللہ کے

رسول نے بتائے۔ آپ ایسے قرآن پاک حرمین شریفین بھجوایئے جو مسنون طریقہ پر طبع کرائے گئے ہیں۔ آپ اللہ کے گھر کے لیے ایک قرآن پاک وقف کریں گے تو اللہ پاک اعمال نامہ ایک لاکھ قرآن پاک درج فرمائے گا۔ قرآن پاک تو بہت لوگ لے جاتے ہیں لیکن آپ وہ قرآن پاک بھجوایئے جس کے بھجوانے سے سنتِ رسول کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہو اور آپ کو اَجر بھی زیادہ ملے۔ ہم نے کلام اللہ حرمین تک بھجوانے کا معقول بندوبست کیا۔ ہدیہ کلام پاک مترجم باتفسیر عکسی طباعت سفید کاغذ، موٹے حروف، بہترین جلد صرف تیس روپے، ہدیہ کلام پاک بلاترجمہ قسم اول بارہ روپے، قسم دوم پانچ روپے۔ اپنی یا اپنے مرحومین کی جانب سے کلام اللہ بھجوا کر ثواب سے مال مالا ہو جایئے۔ ہدیہ ارسال کرتے وقت وقف کرنے والے کا نام اور برائے بیت اللہ یا برائے مسجد نبوی ضرور لکھیے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی ۱۶ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ صفحہ ۲۳)

یہاں یہ سوال ہے کہ کیا مکہ و مدینہ میں پہلے سے مسنون قراءت والے قرآن نہیں؟ قراءت کی مسنونیت ہند سے مکہ و مدینہ بھجوائی جانے کی کوشش سے کیا تاثر قائم ہوتا ہے؟ یہی کہ اہلِ حرمین اَب تک غیر مسنون قراءت والا قرآن پڑھ رہے ہیں۔ یہ بھی بتایا جائے مذکورہ مسنون قراءت والے قرآن کے شائع ہونے سے پہلے صدیوں سے امت غیر مسنون قرآن کی تلاوت کر رہی ہے؟

یہاں یہ بھی واضح کریں کہ بیت اللہ میں ایک قرآن وقف کرنے کی صورت میں لاکھ قرآن وقف کرنے کا ثواب یہ قیاسی مسئلہ ہے یا منصوص؟ قیاسی ہے تو اعتراف کرلیں اور ساتھ یہ بھی بتادیں کہ کسی کا قیاس ماننا تقلید ہے یا نہیں؟۔ اور اگر منصوص ہے تو قرآن وحدیث کی نص پیش کریں۔

تقلید کی ابتداء کے متعلق رائے

مولانا محمد صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں:

"چار صدیاں گزارنے کے بعد تقلیدی مذاہب نے جنم لیا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم رجب/ ۱۳۹۸ھ صفحہ ۹)

یہ تو دعویٰ ہے اس کی دلیل؟ ایک طرف تو غیر مقلدین کا دعوی ہے کہ تقلید چار سو سال بعد پیدا ہوئی۔ اور

دوسری طرف کہتے ہیں فقہ حنفی کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حکومت کے زور سے پھیلایا۔ کیا امام ابو یوسف چوتھی صدی کے بعد کے امام ہیں؟

ائمہ اربعہ پر بے شمار رحمتیں

سیالکوٹی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"ائمہ اربعہ پر خدا کی ان گنت رحمتیں نازل ہوں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم رجب ۱۳۹۸ھ صفحہ ۹)

جب ائمہ اربعہ پر بے شمار رحمتوں کی دعا ہوئی تو یقیناً اُن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔

فقہ حنفی کا کچھ حصہ لائق تحسین و قابل عمل

سیالکوٹی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"بے شک فقہ حنفی کا کچھ حصہ لائق تحسین و عمل ہے جس پر کتاب و سنت کی روشنی پڑ رہی ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم رجب ۱۳۹۸ھ صفحہ ۹)

سیالکوٹی صاحب کی یہ سخاوت ہے کہ انہوں نے فقہ حنفی کے کچھ حصہ کو تو لائق تحسین اور قرآن و حدیث کے موافق مان لیا۔ ورنہ اگر وہ اتنا بھی نہ مانتے تو کوئی کیا کر سکتا تھا؟

صلوۃ الرسول کا سندھی میں ترجمہ کرنے کی حسرت

محمد عبد التواب (الفیصل کریانہ مرچنٹ سکرنڈ ضلع نواب شاہ) لکھتے ہیں:

"آج تک سندھی زبان میں کوئی نماز کی مستند کتاب شائع نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے سندھی داں طبقہ نماز کے مسائل سے بالکل ناواقف ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہم نے مولانا صادق صاحب سیالکوٹی کی صلوۃ الرسول کا سندھی زبان میں ترجمے کا کام شروع کر دیا ہے۔ اس کی چھپائی اور کتابت پر ہزاروں روپے کے خرچ کا امکان ہے جو سکرنڈ کی جماعت کی طاقت سے باہر ہے، اس لیے اہلِ ثروت حضرات سے میں پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ

لیں۔ اگر کوئی صاحب فرداً یا اجماعاً چھپوانا چاہیں تو ہم سے سندھی کا مسودہ حاصل کرکے چھپوا سکتے ہیں۔ (نوٹ) یہ کتاب غریب افراد میں مفت تقسیم کی جائے گی۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم رجب ۱۳۹۸ھ صفحہ ۲۴)

اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غیر مقلدین کے ہاں "صلوٰۃ الرسول" کتاب کی کیا اہمیت ہے؟ لیکن اس کے مندرجات قرآن و حدیث سے کس قدر ہم آہنگ ہیں؟ اور اس میں درج کتنے حوالے درست ہیں۔ یہ آپ اس کی تخریج "القول المقبول" کے مطالعہ سے جان سکتے ہیں۔

تعریضاً جھوٹ بولنا جائز ہے

نصرۃ الباری شرح بخاری میں لکھا ہے:

"اگرچہ اس حدیث شریف میں باب کے مطابق لڑائی وغیرہ میں جھوٹ بولنے کی بالتصریح اجازت ثابت نہیں ہو رہی ہے لیکن اس کے دوسرے طریق میں جو کہ اگلے باب میں مذکور ہے واضح الفاظ فاذن لی فاقول (مجھے کچھ بات کہنے کی اجازت دیجئے) موجود ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر تصریحاً اور تعریضاً جھوٹ بولنا جائز ہے۔ نیز جامع ترمذی میں حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے بالصراحت روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوائے تین مقامات کے جھوٹ بولنا حلال نہیں ہے۔ (۱) آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے جھوٹی بات کرے۔ (۲) لڑائی میں (کافروں سے) جھوٹ بولے۔ (۳) لوگوں میں صلح کرنے کے لیے جھوٹی بات کہے۔"

(نصرۃ الباری، کتاب الجہاد، بارہواں پارہ صفحہ ۴۹ بحوالہ پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم رجب ۱۳۹۸ھ صفحہ ۲۵)

غیر مقلدین اس حوالہ کو اپنے سامنے رکھیں۔ اور اس پر مثبت یا منفی جیسا چاہیں تبصرہ کر سکتے ہیں۔

عاشقِ سنت صحابی

مولانا عبد القہار (مفتی جماعت غرباء اہلِ حدیث) لکھتے ہیں:

"عاشقِ سنت حضرت عبد اللہ بن عمرؓ۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و۱۶/ ذوالحجہ/ ۱۴۰۱ھ صفحہ ۵)

اَب کئی غیر مقلدین لکھ رہے ہیں کہ عاشق ناجائز محبت کرنے والے کو کہتے ہیں اور محب جائز محبت کرنے والے کو۔ ان کی رائے کے مطابق سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے "عاشق سنت" کہنا درست نہیں ہو گا۔

دیوبندیوں نے دلائل میں بریلویوں پر غلبہ پایا

مولانا عبد القادر حصاروی لکھتے ہیں:

"مختلف مناظروں میں جب اہلِ حدیث اور دیوبندی علماء نے دلائل شرعیہ کے تھپڑ مارے تو اب ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی ذات سے پیدا ہو کر نور نہیں، ویسے جسمانی نور ہیں۔ نہال مہار کے ملا اور مولویوں کا یہ دعویٰ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور من نور اللہ ہیں ان کی زبان سے باطل ہوا کہ خدا کے نور کا حصہ نہیں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و۱۶/ ذوالحجہ/ ۱۴۰۱ھ صفحہ ۱۵)

اس عبارت میں حصاروی صاحب نے اعتراف کیا کہ دیوبندیوں نے دلائل شرعیہ کے ذریعہ بریلویت پہ غلبہ پایا ہے، والحمدللہ۔

شرک کی بُو کا محسوس ہونا

مولانا محمد صدیق اعظمی جھنگوی اپنے مضمون "کرامات اہلِ حدیث" (قسط:۲) میں لکھتے ہیں:

"ضلع جھنگ قصبہ حویلی بہادر شاہ میں وقت کے محدث حضرت مولانا یار محمد صاحب علیہ الرحمۃ حسب معمول تہجد کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے، آپ کو مسجد کے ایک گوشہ سے نہایت سخت قسم کی گندی بُو آئی۔ موسم سردی کا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کے اس کونہ میں کوئی مشرک آدمی سویا ہوا ہے۔ چنانچہ چراغ جلا کر دیکھا تو صف کے نیچے کوئی شخص سویا پڑا ہے۔ اس کو جگا کر پوچھا کہ میاں مسافر کہاں سے آئے ہو اور کہاں جانا چاہتے ہو تو اس نے نہایت اعتماد اور فخر سے کہا ضلع ہزارہ سے آرہا ہوں۔ یہاں ایک قریب دربار ہے اس کی زیارت کرنی ہے۔ منت یہ مانی تھی کہ پیدل چل کر یہ دُور دَراز کا سفر طے

کر کے دربار حضرت سلطان باہوؒ کی نذر نیاز ادا کروں گا۔ بات سمجھ آگئی اس مشرک انسان کے شرک کی آلودگی و تعفن آمیز بدبو سے آپ کا مقدس باطن اثر پذیر ہوا اور آپ کی رگِ توحید فوراً بے قرار ہوئی۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و۱۶/ذوالحجہ ۱۴۰۱/ھ صفحہ ۱۸)

غیر مقلدین نے اس واقعہ کو بطور کرامت ذِکر کیا ہے۔ عرض ہے کہ اگر اس طرح کی بات اہل سنت کی کسی کتاب میں آجائے تو اسے بھی کرامت تسلیم کریں، اس کا مذاق نہ اُڑائیں۔

کچھ مدت کے لیے آمین بالجہر اور رفع یدین کی چھٹی

مولانا محمد صدیق اعظمی جھنگوی نے مولانا عبد المنان وزیر آبادی کا بیان نقل کیا:

”ایک مدرسہ میں داخلہ لے لیا مگر اہلِ مدرسہ نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ اس دَوران میں یہاں آمین بالجہر، رفع یدین جیسی سنتوں پر عمل کرنے سے گریز کریں گے تو میں نے اس شرط کو مان لیا اس خیال پر کر اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد ان عمل پیرا ہو جاؤں گا۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و۱۶/ذوالحجہ ۱۴۰۱/ھ صفحہ ۱۹)

اس واقعہ سے اتنا تو ثابت ہے کہ وزیر آبادی صاحب نے کچھ عرصہ کے لیے رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ مسلکی اعمال کو چھوڑے رکھا۔ یہ بات غیر مقلدین واضح کریں کے کتنے دن، ہفتے یا مہینے انہوں نے ان اعمال کو ترک کئے رکھا۔

قرآن مجید مترجم بر مسنون قراۃ مع فوائد ستاریہ

صحیفہ میں لکھا ہے:

”قرآن مجید مترجم بر مسنون قراءۃ مع فوائد ستاریہ بفضل اللہ یہ قرآن مجید اس قدر مقبول عام ہیں کہ حال ہی میں اس کے دو ایڈیشن طبع ہو کر آئے ہیں... مکتبہ ایوبیہ حدیث محل اے ایم کراچی۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و۱۶/ذوالحجہ ۱۴۰۱/ھ صفحہ ۲۷)

مذکورہ عبارت میں " قرآن مجید مترجم بر مسنون قراءۃ مع فوائد ستاریہ" کی وضاحت کریں۔ ترجمہ کی اشاعت اور فوائد ستاریہ سمیت شائع کرنا مسنون ہے ؟اس کی اشاعت سے پہلے مسلمان قرآن کی تلاوت مسنون طریقے سے نہیں کر رہے تھے ؟مزعومہ مسنون تلاوت والے قرآن کو شائع کرنے والوں نے اپنے استادوں کے پاس کون سا قرآن پڑھا تھا۔ مسنون قراءت والا یا غیر مسنون ؟

اِعادہ روح اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے

صحیفہ میں ایک مضمون " اثباتِ اعادہ روح" قسط وار شائع ہوا۔ یہ مضمون شیخ عاصم بن عبد اللہ آل معمر القریوتی کا ہے، اس کا ترجمہ ارشد حسن ثاقب نے کیا ہے۔ اس مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> "ہم گزشتہ صفحات میں یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ اِعادہ روح کا عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے اور کوئی دوسرے مسلک کا آدمی ان سے اس عقیدہ میں متفق ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اعتقاد ہی سرے سے غلط ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۴۰۱ھ صفحہ ۲۹)

اس عبارت میں مذکور ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں روح کے لوٹائے جانے کا عقیدہ اہل سنت والجماعت والا ہے۔ جو اِس کا انکار کرے اسے سوچ لینا چاہیے کہ وہ کس گروہ کی راہ پہ چل رہا ہے !!؟

زاذان کی تعدیل کا بیان

"اثبات اعادہ روح"، مضمون میں مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے لکھا:

> "(۱) ابن معین کہتے ہیں: (ثقۃ لایسئل عنہ) تہذیب صفحہ ۳۳ جلد ۳ (۲) ابن عدی کہتے ہیں (احادیثہ لاباس بھا اذا روی عنہ ثقۃ) تہذیب صفحہ ۳۳ جلد ۳۔ (۳) ابن سعد فرماتے ہیں (ثقۃ کثیرالحدیث) (۴) خطیب فرماتے ہیں (کان ثقۃ) (۵) عجلی رقم طراز ہیں (کوفی تابعی ثقۃ)...."

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۴۰۱ھ صفحہ ۲۹)

اِعادہ روح کی حدیث کی سند میں زاذان راوی ہے۔ مذکورہ عبارت میں اس راوی کو قابل اعتماد کہا گیا ہے۔ یہاں مولانا محب اللہ شاہ راشدی غیر مقلد کی تحریر کا اک اقتباس پڑھ لیں۔

راشدی صاحب لکھتے ہیں:

"قبر میں سوال و جواب کے لئے روح کے اعادہ کا عقیدہ صحیح حدیث جو صحیح مسلم و امام احمد کے مسند وغیرہ میں صحیح سندوں سے ثابت ہے، لہٰذا یہ عقیدہ شرک کیسا؟ اور یہ عقیدہ قرآن کریم کی کسی آیت کے خلاف نہیں... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے اس سے انکار یا تو معتزلہ نے کیا ہے یا آج کل کے کچھ ملحد یا مدعی اجتہاد۔ اللہ تعالیٰ گمراہی سے پناہ میں رکھے۔ آمین"

(مقالاتِ راشدیہ: ۱/ ۴۱۳)

بخاری و مسلم میں بدعتی راویوں کی روایات

"اثباتِ اعادہ روح" مضمون میں لکھا ہے:

"امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بہت سے مبتدع راویوں سے روایت لی ہے اور ائمہ حدیث نے مبتدعین کی ایک بڑی جماعت کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ان کی روایات سے استدلال و استشہاد کیا ہے اور ان کی روایات کو صحاح، سنن، معاجم، مسانید اور اجزاء میں نقل کیا ہے۔ طالبانِ علم جانتے ہیں کہ ان روایات میں بعض ایسی بھی ہیں جو بظاہر ان کی بدعات کے مطابق ہیں۔ اس کی ایک مثال ہم پیش کرتے ہیں۔ مسلم شریف میں اعمش سے روایت منقول ہے: اعمش عن عدی بن ثابت عن زر قال علی والذی خلق الحبة وبرأ النسمة انه لعهد النبی صلی الله علیه وسلم الا انه لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق اس روایت کے راوی عدی بن ثابت کے بارے میں ابن معین کہتے ہیں کہ شیعی مفرط اور ابو حاتم کہتے ہیں صدوق کان امام مسجد الشیعة و قاصهم ملاحظہ ہو ترجمہ عدی بن ثابت تہذیب ص ۱۶۵ جلد ۷۔ علامہ ذہبی میزان ص ۴ جلد ۱ میں ابان بن ثعلب کے ترجمہ میں فرماتے ہیں (شیعی جلد لکنه صدوق فلنا صدقه وعلیه بدعته) اس کی تفصیل اصول حدیث کی کتابوں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ ہمارا مقصد صرف اِشارہ کرنا تھا۔ متلاشیان حق اور طالبان علم اس کی تحقیق کریں گے تو کئی مزید پہلو اُجاگر ہوں گے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۴۰۱ھ صفحہ ۲۹)

غیر مقلدین کو یہ اعتراف ہے کہ بخاری و مسلم میں بدعتی راوی ہیں اور اس کے ساتھ اُن کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ تمام ثقہ و صدوق راوی اہلِ حدیث ہیں تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ اہلِ حدیثوں میں بدعتی بھی ہیں۔

اِعادہ روح کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے

"اثبات اعادہ روح"،مضمون میں لکھا ہے:

"اہل سنت و الجماعت نکیرین کے سوال و جواب کے وقت جسد میت میں دوبارہ روح ڈالنے کے عقیدے پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور یہ اس اِعادۂ روح سے اس کو جو برزخی حیات ملتی ہے (جو اس دنیا سے یکسر مختلف اور ہمارے اِدراک سے بالا ہے) اس پر ان کا ایمان ہے اور یہ عقیدہ قرآن سے کسی بھی صورت متعارض یا متصادم نہیں ہے۔ ہم ڈاکٹر صاحب اور ان کے اتباع سے ہمدردانہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر نظر ثانی کرکے حق مان لیں اور کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ مسائل میں اختلاف کرکے اپنی آخرت اور وحدتِ امت کے لیے نقصان کا سامان نہ کریں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۴۰۱ھ صفحہ ۲۹)

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد جسم میں روح کا لوٹایا جانا کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ لہذا جو اِس کا انکاری ہے وہ کتاب و سنت اور اجماع کا نکاری ہو گا۔ دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی جب مرنے کے بعد جسم میں اعادہ روح ہوتا ہے تو یقینا قبر والوں کو ایک زندگی حاصل ہے۔ اور وہ زندگی بھی روح مع الجسد ہوئی۔

شرعی تعویذ اور بیعتِ جہاد کے علاوہ بیعت

صحیفہ میں لکھا ہے:

"یہ کتابیں طبع ہو گئی ہیں: احکامِ تعویذات: شرعی اور شرکیہ تعویذات کا فرق اور تجزیہ ۔ جائز اور ناجائز تعویذات میں اسلاف نے کیا فرق کیا ہے۔ مسئلہ بیعت: کیا جہاد کے علاوہ بھی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی ہے۔ جی ہاں رسالہ منگا کر دیکھئے!"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و ۱٦/ ذوالحجہ / ۱۴۰۱ھ صفحہ ۳۴)

اس عبارت میں دو باتیں مذکور ہیں:

(۱) بعض تعویذات شرعی ہیں۔ لہذا مطلقاً تقلید کو شرک کہنے والے غلطی پر ہیں۔

(۲) جہاد کے علاوہ بیعتِ توبہ اور نیک اعمال پر قائم رہنے کی بیعت بھی ثابت ہے۔ لہذا اسے غیر ثابت کہنے والوں کی رائے درست نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے غیر مقلدین کی کتاب ”مولانا محمد داود غزنوی“ دیکھ سکتے ہیں۔

اہلِ حدیث بنانے میں سارا زور لگانا

صحیفہ میں لکھا ہے:

”اپنی اپنی جگہ ہر حلقے میں، ہر ناظم فرداً اور اجتماعاً اس کوشش میں اپنا سارا زور صرف کر دے کہ کم از کم ایک آدمی کو راہِ حق دکھانا ہے یعنی اہلِ حدیث ضرور بنانا ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و ۱٦/ ذوالحجہ / ۱۴۰۱ھ صفحہ ۳٦)

اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غیر مقلدین کا زور کہاں خرچ ہو رہا ہے!! یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ صرف اہلِ حدیث بنالینا کافی ہو گا یا اس کے بعد غرباء اہلِ حدیث میں شمولیت کے لیے مزید ایک بار پھر پور ازور لگانا پڑے گا؟

دوسری جماعتوں کی مدح سرائی

صحیفہ میں لکھا ہے:

”آپ نے دیگر جماعتوں کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا: وہ لوگ اطاعت و فرماں برداری کی قابلِ قدر مثال پیش کرتے ہیں۔ اپنے امیر کا حکم ملنے پر، اپنے کاروبار، مصروفیات، گھر بار، سب کچھ چھوڑ کر تبلیغ کے لیے نکل پڑتے ہیں۔ اور ۱۵ دن، ایک ماہ، دو ماہ بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے تک تبلیغ میں دُور دراز کا سفر طے کرتے ہیں۔ صعوبتیں جھیلتے ہیں جب کہ جماعتِ حقہ ہونے کی حیثیت سے یہ فریضہ ہمارا تھا کہ ہم سے زیادہ تبلیغ کا حق ادا کرنے والا اور کوئی نہ ہوتا۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و ۱٦/ ذوالحجہ / ۱۴۰۱ھ صفحہ ۳٦)

اس عبارت میں غیر مقلدین کی جماعت کے علاوہ دوسری جماعتوں کی تعریف کی ہے اور الفاظ سے پتہ چل رہا ہے کہ ان ممدوحہ جماعتوں میں سے ایک جماعت "تبلیغی جماعت" ہے۔ کیوں کہ تبلیغی جماعت والے گھر بار، کاروبار چھوڑ کے دوماہ یا کم وبیش وقت کے لئے جماعت میں جایا کرتے ہیں۔

جماعت کا ہر فرد مبلغ ہے

صحیفہ میں لکھا ہے:

> "محترم موصوف نے ناظمین جماعت کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت غرباء اہلِ حدیث کا ہر ناظم بلکہ ہر فرد اپنی جگہ مبلغ ہو، آپ نے فرمایا کہ تبلیغ دین اس قدر اہم فریضہ ہے اس سے نسیان قابل مؤاخذہ اور اس میں کسل مندی برتنا نا قابلِ معافی جرم ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس...."
>
> (پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و۱۶/ ذوالحجہ /۱۴۰۱ھ صفحہ ۳۷)

جب تبلیغ کرنا ہر فرد کی ذمہ داری ہے تو غیر مقلدین کو تبلیغی جماعت پہ اعتراض نہیں ہونا چاہیے کہ اس جماعت کے افراد عالم نہ ہونے کے باوجود تبلیغ کیوں کرتے ہیں؟

وہابی بھی مقلدین کا فرقہ ہے

مولانا عبد القادر حصاروی لکھتے ہیں:

> "وہابی فرقہ مقلدین میں سے ہے، یہ چاروں فرقے باہم چچازاد بھائی ہیں۔ اس لئے اہلِ حدیث اِن سب سے الگ غیر مقلد ہیں۔ ان کی حدِ فاصل عدم تقلید ہے اور اعمال میں بھی۔"
>
> (پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ صفحہ ۱۷)

وہابی شیخ محمد بن عبد الوہاب کے پیروکاروں کو کہتے ہیں جیسا کہ آگے "شیخ محمد بن عبد الوہاب مقلد تھے" عنوان کے تحت مذکور ہے۔ مذکورہ عبارت میں وہابیوں کو مقلدین کا فرقہ کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سعودیہ والے مقلد ہیں۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب مقلد تھے

مولانا عبد القادر حصاروی لکھتے ہیں:

”اہلِ حدیث بھی کہتے ہیں کہ ابن عبد الوہاب نہ اتباع کی رُو سے ہمارے پیشواؤں میں سے ہیں اور نہ نسب کی وجہ سے۔ بلکہ ترکِ تقلید کی وجہ سے ہم سب سے دُور ہیں اور تقلید کی وجہ سے وہ آپ کے چچازاد بھائی ہیں۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ صفحہ ۱۸)

یہ اعترافِ حصاروی صاحب شیخ محمد بن عبد الوہاب حنبلی مقلد ہیں۔ لیکن اَب بہت سے غیر مقلدین ان کے مقلد ہونے کو چھپا کر اُنہیں اپنا ہم مذہب قرار دے رہے ہیں۔

تقلید شخصی کو شرک کہنے کی جسارت

مولانا عبد القادر حصاروی آگے لکھتے ہیں:

”اہلِ حدیث ان سے جدا ہیں۔ تقلیدِ شخصی کو شرک کہتے ہیں اور بدعتِ حقیقی قرار دیتے ہیں۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ صفحہ ۱۹)

اس عبارت میں ایک تو غیر مقلدین نے خود کو سعودیہ کے وہابیوں سے الگ قرار دیا۔ مزید یہ کہ انہوں نے تقلید کو شرک وبدعت کا نام دیا ہے۔ اس فتوی کے مطابق شیخ محمد بن عبد الوہاب مشرک اور بدعتی ثابت ہوتے ہیں۔ واصل واسطی غیر مقلد نے لکھا:

”ڈاکٹر صاحب کا یہ لکھنا کہ اہلِ حدیث کا دعوی ہے کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید شخصی شرک ہے، ان پر افتراء محض ہے۔ جس پر کم اَز کم استغفار کا وِرد ضرور کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو روزِ قیامت باعثِ شرمندگی بن جائے۔“

(عقیدہ سلف صفحہ ۲۹)

واسطی صاحب کو حصاوری صاحب کی مذکور بالا عبارت پڑھ کر فیصلہ کرنا چاہیے کہ کیا اہلِ حدیث کہلوانے والے تقلید کو شرک نہیں کہتے؟

تنبیہ: کئی غیر مقلدین نے تقلید کو شرک کہا ہے۔

1. پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری۔ (رسائل بہاول پوری صفحہ ۵۲)

2. مولانا ابو الحسن سیالکوٹی۔(الظفر المبین صفحہ ۲۰)
3. مولانا محمد جوناگڑھی۔(سراج محمدی صفحہ ۱۲)

حدیثِ وسیلہ کی تاویل

مولانا عبد القادر حصاروی نے اللّٰھم انا کنا نتوسل الیك الخ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"میں کہتا ہوں کہ اس دلیل سے توسل بالذات مراد لینا بالکل باطل ہے۔ یہ توسل بدعا الصالحین ہے جو تمام اہلِ علم کے نزدیک جائز ہے اور یہ وسیلہ آں حضورؐ خود بھی لیا کرتے تھے چنانچہ حدیث میں ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یستفتح بصعالیك المھاجرین یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقیر درویشوں (اصحابِ صفہ) کے سبب سے فتح حاصل کیا کرتے تھے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۵ر شعبان ۱۳۷۲ھ صفحہ ۲۰)

حصاروی صاحب نے حدیث کی جو تاویل کی ہے اس کی تردید کے لیے امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان کی عبارت ذکر کی جاتی ہے۔ علامہ صاحب لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔ بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہلِ بیت کا توسل کہا کرتے۔ اللہ تعالیٰ پانی برساتا۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل آپؐ کی وفات کے بعد منع تھا کیوں کہ آپ تو اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دعا سکھائی۔ اس میں یوں ہے: یا محمد انی اتوسل بك الی ربی اور ان صحابی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ دعا دوسروں کو سکھائی مگر ہمارے اصحاب میں سے امام ابن تیمیہ اور ابن قیم اس طرف گئے ہیں کہ اموات اور قبور کا توسل جائز نہیں۔ نہ حضرت عمرؓ نے، نہ اور کسی صحابی نے آپؐ کی قبر شریف کا توسل کیا اور خلاف کیا ان کا بہت سے اکابر محدثین اور علماء نے اور یہ کہا ہے کہ ایک امر کا منقول نہ ہونا اس کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا جب کہ اصل وسیلہ کا جواز شرع سے ثابت ہے۔"

(تیسیر الباری: ۲/ ۸۵، ۸۴، طبع تاج کمپنی)

مولانا عبد التواب ملتانی کے القاب

صحیفہ میں لکھا ہے:

"حضرت شیخنا العالم الامام الربانی المحقق الفاضل الناقد المحدث الکامل الصمدانی ابو محمد عبد الوھاب الملتانی رحمة اللّٰہ تعالیٰ علیہ۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۵؍ شعبان ۱۳۷۲ھ صفحہ ۲۲)

بعض غیر مقلدین نے دیوبندیوں پر اعتراض کیا کہ یہ لوگ اپنے اکابر کے لئے بڑے بڑے القاب لکھتے ہیں۔ ایسے معترضین یہاں ملتانی صاحب کو دیئے گئے القاب پڑھ لیں۔

صحیفہ اہلِ حدیث کی اہمیت کا دعوی

محمد یوسف (بھاٹی گیٹ لاہور) لکھتے ہیں:

"صحیفہ اہلِ حدیث کراچی کا "حدیث نمبر" من اوّلِہ الی آخرِہ پڑھا۔ نہایت ہی مسرت ہوئی۔ بے شک اس پُر فتن دَور میں قرآن و حدیث کی صحیح حفاظت اور سچی مذہبی خدمت صحیفہ اہلِ حدیث ہی کا کام ہے۔ خدا اس کی دن دگنی اور رات چگنی ترقی کرے۔ آمین"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۵؍ شعبان ۱۳۷۲ھ صفحہ ۲۴)

اس عبارت میں صحیفہ اہلِ حدیث کی بابت دعویٰ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کا محافظ اور مذہب کا سچا خادم ہے۔ اس عبارت کو سامنے رکھ کر ہمارے اس رسالے "صحیفہ اہلِ حدیث کا مطالعہ "کا مطالعہ کریں۔

"شب براءۃ" رسالہ

صحیفہ میں لکھا ہے:

"شب برات: جمعیۃ تبلیغ غرباء اہلِ حدیث کراچی کی جانب سے یہ رسالہ شائع ہوا ہے۔ اس میں "شب برات "گزارنے کا مسنون طریقہ درج ہے۔ پتہ: جمعیۃ تبلیغ غرباء اہلِ حدیث محمدی مسجد آرٹیلری میدان نمبرا محمدی روڈ کراچی۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۵؍ شعبان ۱۳۷۲ھ صفحہ ۲۵)

آج کل کے غیر مقلدین شب براءت کی فضیلت کا انکار کر رہے ہیں جب کہ غرباءوالے اس کی فضیلت پر مستقل رسالہ شائع کر چکے ہیں۔

اکابرین کا گلہ

مولانا محمد صدیق اعظمی جھبگوی اپنے مضمون ''جماعت اہلِ حدیث کے لیے لمحہ فکریہ''میں لکھتے ہیں:

''مگر اس سلسلے میں دلوں کو بے چین کر دینے والی یہ حقیقت بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ اس موقف کے حاملین حضرات خود گریزاں ہو رہے ہیں۔ جماعت ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہے جب کہ اکابرین و قائدین حضرات باہم آویزش و ذاتی رنجشوں کی قربانی دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس راہ میں وہ اتحاد و رفاقت کا عنصر جو کبھی ہمارا قابلِ رشک امتیازی نشان تھا بالکل مفقود ہے دینِ حق کو اپنے ذاتی مفاد کے لیے ترک کر دیا جاتا ہے کوئی مثبت پروگرام پیش نہیں کیا جاتا ہے۔ نئی نسل ہم سے شاکی ہے۔ ان کی رہنمائی کے لیے کوئی تڑپ باقی نہیں رہی، حالاں کہ یہ بات دعویٰ سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر ہمارے اکابرین اپنے وسائل سے کام لیتے اور علماء کو اپنے ساتھ ملا کر گاؤں گاؤں پھر جاتے اور کتاب و سنت کا صافی مواد پیش کرتے تو یقیناً دنیا کا اکثر حصہ اس فصل دلربا سے ضرور باریاب ہوتا اور ویران قلوب گلشن کتاب و سنت سے معطر ہوتے۔ افسوس ہمیں یہ بات باور کرائی جاتی ہے کہ دَورِ حاضرہ کے دینی طلباء اپنے سلف کرام کی ڈگر سے منہ موڑ چکے ہیں مگر اس داستانِ درد کو قبول نہیں کیا جاتا کہ ہم نے ان کے لئے کون سا میدان عمل و تربیت تیار کیا۔ کہاں تصنیف و تحریر کے لیے ریسرچ گاہیں بنائی ہیں اور کس طرح ان کو میدانِ تقریر میں لانے کے لئے کوئی تجربہ گاہ بھی تجویز کی ہے۔ کیا آج کا وقت ہمارے موقف اور ہماری دعوت کے لیے موزوں و مناسب ہے۔ یاد رہے اس حقیقت سے اپنا رخِ زیبا ہٹا کر یقینا ناقابلِ معافی جرم کا ہم ارتکاب کر رہے ہیں تو اس خسارہ عظیم کی تلافی کے لیے ضرور سر جوڑ کر بیٹھئے۔''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ صفحہ ۵)

اس عبارت کا لفظ لفظ غیر مقلدین اکابر کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ اور یہ تصویر کشی کرنے والا کوئی بیگانہ

شخص نہیں بلکہ ان کا اپنا غیر مقلد ہی ہے۔

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا

صحیفہ میں مذکورہ بالا عنوان سے مولانا محب اللہ شاہ راشدی کا شائع ہوا، یہ مضمون اشاعت کے لیے مولا بخش محمدی (ضلع تھرپارکر) نے بھیجا وہ اس مضمون کی بابت لکھتے ہیں:

"حال ہی میں سید صاحب کا جماعت کی ایک مقتدر اور علمی شخصیت سے "دعا میں ہاتھ اُٹھانے" کے موضوع پر علمی مباحثہ شروع ہوا۔ آپ نے ہاتھ اٹھانے کی تائید میں جو عالمانہ جواب دیا وہ احقر کو اَز راہِ شفقت مرحمت فرمایا۔ میری ناقص نظر میں اس اہم مسئلہ پر علمی انداز میں بحث علمی حلقوں میں قدر و منزلت کی نگاہ سے ملاحظہ کی جائے گی۔ لہٰذا عزیز القدر کرم الجلیلی کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں تاکہ موقر جریدہ "صحیفہ اہلِ حدیث" میں شائع کی جائے۔ مولا بخش محمد ضلع تھرپارکر"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ صفحہ ۶)

مولانا محب اللہ شاہ راشدی صاحب کا اِجتماعی دعا کے اثبات والا مضمون کئی رسائل میں شائع ہو کر شائقین کے مطالعہ میں آچکا ہے۔ ہم نے مولا بخش کی مذکورہ تحریر بھی نقل کر دی جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں راشدی صاحب کا مضمون کس قدر پسند ہے۔

کتبِ ستہ حدیثیں

مولانا عبد الرحمن سلفی نے کہا ہے:

"آج مسلمانوں کے پاس احادیث کا صحیح ترین مجموعہ حدیث کی چھ صحیح کتابوں (صحاح ستہ) کی شکل میں موجود ہے جن کے نام یہ ہیں: صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور موطا امام مالک۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ صفحہ ۱۷)

کتبِ ستہ کی حدیثوں کو "احادیث کا صحیح ترین مجموعہ" کہنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس مجموعہ میں

بہت سی احادیث ایسی ہیں جو غیر مقلدیت کے خلاف ہیں مثلاً سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ترکِ رفع یدین کی حدیث۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بہ حیثیت راوی حدیث

مولانا عبد الجلیل سامرودی "خاتمۃ الظلام فی رد فاتحۃ الکلام" میں لکھتے ہیں:

"ابن عدیؒ نے کہا کہ من کان لہ امام والی حدیث میں حضرت امام ابو حنیفہؒ ہی نے حضرت جابرؓ تک موصول کیا ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی / ۱۳۸۱ھ صفحہ ۵)

اس عبارت میں سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بطورِ راوی حدیث تذکرہ ہے۔ باقی رہی اس حدیث کے موصول ہونے کی بات تو عرض ہے کہ فرقہ غیر مقلدیت کے امام شیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو نہ صرف موصول قرار دیا بلکہ اس حدیث کو ناسخ حدیثوں میں شمار کیا ہے جیسا کہ آگے "من کان لہ امام کی بابت سامرودی رائے" عنوان کے تحت آرہا ہے، ان شاء اللہ۔

امام غزالی کی طرف منسوب کتاب منخول

مولانا عبد الجلیل سامرودی "خاتمۃ الظلام فی رد فاتحۃ الکلام" میں لکھتے ہیں:

"امام غزالیؒ نے منخول میں امام صاحبؒ پر جرح کی تھی جس کی بنا پر غزالیؒ کا قافیہ تنگ کر دیا گیا۔ بالآخر احیاء العلوم میں ان کی قدرے مدح سرائی کر دی تب جا کر ان بے چاروں کی توبہ قبول ہوئی اور آج صفحہ ہستی پر ہر کس ناکس کی زبان پر احیاء احیاء ہو رہی ہے ورنہ احیاء کو پوچھتا ہی کون؟۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی / ۱۳۸۱ھ صفحہ ۶)

منخول کی بابت مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد کی عبارت بھی پڑھ لیں:

"باہم مذہبی منافرت ہی کا نتیجہ ہے کہ امام الحرمینؒ نے امام ابو حنیفہؒ اور حنفی مسلک کے خلاف "مغیث الخلق" لکھی۔ جس میں وفورِ عصبیت میں ایسے واقعات لکھے جن کی تاریخی شواہد کی روشنی میں قطعاً نہیں کی جا سکتی۔ رہی سہی کسر امام غزالیؒ نے "المنحول" میں نکال دی۔"

(اسباب اختلاف الفقہاء صفحہ ۴۶، ناشر: ادارۃ العلوم الاسلامیۃ منٹگمری بازار فیصل آباد، تاریخِ طباعت: ستمبر ۲۰۰۲ء)

اس عبارت کے پیشِ نظر سامرودی صاحب کی تحریر کا جائزہ لیں کہ حقیقت کیا ہے اور سامرودی صاحب نے اسے کیا رنگ دیا ہے؟

امام ابو حنیفہ کا ورع، صدق، جاہ و جلال اور مرتبہ

مولانا عبدالجلیل سامرودی "خاتمۃ الظلام فی ردفاتحۃ الکلام" میں لکھتے ہیں:

"ثقہ ہونا اور چیز ہے اور ضعیف ہونا سیِ الحفظ کی بنا پر اور چیز ہے ان دونوں میں تضاد نہیں۔ آدمی ضعیف حافظہ کی وجہ سے ہوتا ہے مگر جلالتِ شان کی بنا پر وہ ثقہ بھی ہوتا ہے.... جس نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہے اُس نے حافظہ ہی کی بنا پر کہا ہے جیسے امام نسائیؒ نے بیان کیا ہے اور جنہوں نے ان کو صدوق و ثقہ لکھا ہے وہ بھی صحیح ہے وہ ان کے ورع، صدق، جاہ و جلال اور مرتبہ وغیرہ کی بنا پر کہا ہے۔ اس میں بُرا ماننے کی بات ہی کون سی ہے۔ امام صاحبؒ صدوق و ثقہ برابر تھے۔ البتہ حافظہ یہ ان کی اختیاری چیز نہیں۔ حافظہ میں خرابی ہونا یہ اور چیز ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ صفحہ ۶)

جناب! آپ کی طرف سے امام صاحب کو "ورع، صدق، جاہ و جلال اور مرتبہ" والا ماننا بھی غنیمت ہے ورنہ غیر مقلدین میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو امام صاحب کو سرے سے مسلمان ہی نہیں مانتے۔ رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے اپنی کتاب "سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۶، ناشر: مکتبۃ الفضیل بن عیاض کراچی، سن اشاعت: ۲۰۰۸ء" میں لکھ چھوڑا ہے کہ امام صاحب کے عقائد کفریہ و شرکیہ تھے۔ (معاذ اللہ)

باقی رہا آپ جناب کا امام صاحب کے حافظہ کو کمزور کہنا یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ خود غیر مقلدین نے تسلیم کیا ہے کہ اُن کا حافظہ بہت زیادہ تھا۔ ایسے حوالہ جات میری کتاب "غیر مقلدین کا امام ابو حنیفہ کو خراجِ تحسین" میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حدیث من کان لہ امام کی بابت سامرودی رائے

مولانا عبدالجلیل سامرودی "خاتمۃ الظلام فی ردفاتحۃ الکلام" میں لکھتے ہیں:

”آمدم بر سر مطلب من کان لہ امام میں سورۃ فاتحہ کو دُور کا بھی واسطہ نہیں لہذا اس کو سورت فاتحہ کی نفی میں پیش کرنا کہاں تک ٹھیک ہو سکتا ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۱/ھ صفحہ ۶)

سامر دوی صاحب کہتے ہیں کہ من کان لہ امام الخ حدیث میں سورۃ فاتحہ کو دُور کا بھی واسطہ نہیں حالاں کہ غیر مقلدیت کے امام شیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو فاتحہ کے متعلق قرار دیا۔ انہوں نے جہری نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کو منسوخ کہا ہے اور پھر منسوخیت پر جن حدیثوں کو پیش کیا، اُن میں ایک حدیث یہی من کان لہ امام الخ ہے۔ (صفۃ صلوۃ النبی عربی صفحہ ۸۰)

راوی کا فتوی اپنے مروی کے خلاف علامتِ نسخ

مولانا عبد الجلیل سامرودی ”خاتمۃ الظلام فی رد فاتحۃ الکلام“ میں لکھتے ہیں:

”راوی کا فتوی اپنی مروی عنہ کے خلاف علامتِ نسخ ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۱/ھ صفحہ ۸)

اس اصول کو مسئلہ تین طلاق میں بھی یاد رکھا کریں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتوی ایک مجلس کی تین طلاق کے تین ہونے کا ہے اُن سے مروی روایت مسلم کا مطلب اگر بالفرض وہی ہو جو غیر مقلدین بتلاتے ہیں تو بھی مذکورہ بالا اصول کی وجہ سے وہ روایت منسوخ کہلائے گی جیسا کہ مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد نے فتاوی ثنائیہ: ۲/۲۱۹ میں کہا ہے۔

امام کے ساتھ قراءت ممنوع

مولانا عبد الجلیل سامرودی ”خاتمۃ الظلام فی رد فاتحۃ الکلام“ میں لکھتے ہیں:

”چودھویں دلیل میں آپ نے حضرت زید بن ثابتؓ کا اثر بیان کیا ہے۔ وہ اہلِ حدیثوں کو کب مضر ہے۔ قرآت مع الامام کو اہلِ حدیث بھی تو منع ہی کرتے ہیں۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۱/ھ صفحہ ۸)

غیر مقلدین کا نظریہ ہے کہ امام کے پیچھے آہستہ پڑھنا انصات کے خلاف نہیں۔ (توضیح الکلام) جب اُن کا نظریہ یہی ہے تو ”قرآت مع الامام“ منع کیسے ہوا؟ نیز اگر امام دو یا ایک سانس میں فاتحہ پڑھے تو غیر مقلدین کیا

کریں گے۔ امام کا ہر آیت پہ وقف کرنا قواعد تجوید کے پیشِ نظر ضروری تو نہیں۔

پاکی ٔداماں کی حکایت

مولانا عبد القادر حصاروی لکھتے ہیں:

”دیوبندی اُمت کے حکیم مولانا اشرف علی تھانوی صاحب تھانوی امداد الفتاویٰ ۸ محرم ۱۳۰۱ھ ج ا ص ۵۱۳ میں جماعت اہلِ حدیث پر ریمارک فرماتے ہوئے یہ الزام تراشتے ہیں کہ یہ لوگ سلف صالحین خصوصاً امام اعظم علیہ الرحمۃ کو طعن و تشنیع کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔“ میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹا الزام اور گمراہ کن پروپیگنڈا یار لوگوں نے کر رکھا ہے تاکہ لوگ ان سے دُور اور نفور رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلِ حدیث کسی عالم یا امام کے حق میں صرف علماء متقدمین کے اقوالِ جرح تو نقل کر دیتے ہیں لیکن اَز خود کوئی عیب نہیں لگاتے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الاخر ۱۳۸۱/ھ صفحہ ۱۰)

جناب! حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے الزام نہیں لگایا، حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ غیر مقلدین کی طرف اماموں کی گستاخی اتنی عام چیز ہے کہ خود انہیں اس کا اعتراف بھی ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ٹولہ مدعیانِ اہلِ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

”کچھ ائمہ مجتہدین کو گالی وغیرہ دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو حنفی یا شافعی کہنا شراب نوشی یا زناکاری سے بھی بڑا گناہ سمجھتے ہیں، خدا کی پناہ۔ اور اپنے متعلق دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔“

(فتاویٰ نذیریہ: ۱/۱۸۳)

علامہ وحید الزمان اپنے غیر مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں:

”ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔“

(لغات الحدیث: ۲/۹۱...ش، میر محمد کتب خانہ کراچی)

وحید الزمان مزید لکھتے ہیں:

"بعضے اگلے اماموں اور مجتہدین اور پیشوایانِ دین پر جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں، طعن و تشنیع کرتے ہیں۔"

(لغات الحدیث: ۲/ ۲۱...کتاب "د"، میر محمد کتب خانہ کراچی)

مولانا محمد داود غزنوی کہتے ہیں:

"دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلِ حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلا وجہ نہیں ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔"

(سوانح مولانا داود غزنوی صفحہ ۸۷)

مزید حوالہ جات بندہ کی کتاب "فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع" صفحہ ۱۴۲، اعتراض: ۲۴ کے جواب میں دیکھ سکتے ہیں۔

غرباء اہلِ حدیث فرقہ کی بنیاد

صحیفہ میں فطوبیٰ للغرباء الحدیث ذکر کر کے لکھا ہے:

"ہماری جماعت کا نام جماعت غرباء اہلِ حدیث ہے، یہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس حدیث نبی صلعم کی بناء پر والدی ماجدی حضرت مولانا عبد الوہاب صاحبؒ نور اللہ مرقدہ نے جماعتِ غرباء اہلِ حدیث نام رکھا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ صفحہ ۱۲)

اس سے معلوم ہوا کہ غرباء اہلِ حدیث فرقہ کی بنیاد مولانا عبد الوہاب غیر مقلد نے رکھی اُن سے پہلے یہ جماعت دنیا میں کہیں موجود نہیں تھی۔ یہ جماعت اپنے وجود میں آنے کے بعد ایک مستقل فرقہ کی حیثیت اختیار کر گئی۔ مطالبہ کی صورت میں ہم اس پر شواہد پیش کرنے ذمہ داری لیتے ہیں۔

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صحیفہ میں لکھا ہے:

”بعد نماز عصر مسائل کا تذکرہ جاری ہے چند لوگوں نے حیات النبی ؐ کا مسئلہ دریافت کیا۔
امام صاحب نے دلائل کی روشنی میں جواب دیا جس کا لوگوں نے اعتراف کیا۔“
(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ صفحہ ۱۴)

آگے لکھا ہے:

”موحدین کا درود و سلام فرشتوں کے ذریعہ آپ ؐ تک پہنچا دیا جاتا ہے جو آپ کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھتا ہے اس کا درود و سلام آپ ؐ خود سنتے ہیں کیوں کہ آپ کی روح مبارک واپس جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ الحمد للہ یہ مدلل جوابات سن کر سائلین کی تسلی ہو گئی۔“
(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ صفحہ ۱۴)

اس عبارت میں واضح اعتراف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر پڑھا جانے والا درود آپ سنتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس کے آج کے اکثر غیر مقلدین عقیدہ حیات و سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں اور بعضے تو اسے بدعقیدگی کا نام دیتے ہیں۔ اُس دَور کے معترضین کی تو تسلی ہو گئی تھی آج کے غیر مقلدین کی تسلی بھی غرباء کا کوئی ساتھی کرا دے۔

وظائف محمدی

صحیفہ میں ”وظائف محمدی“ عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

”وظائف محمدی یعنی مشہور و معروف کتاب ”الحزب المقبول“ الحمد للہ تیار ہو کر گئی ہے۔
اس مبارک کتاب میں اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ۴۳۹ دعائیں، وظائف اور اَذکار جمع کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں بار بار طبع ہو کر ختم ہو چکی ہے... مکتبہ ایوبیہ: ناشران و تاجران کتب اے ایم نمبر ا کراچی نمبر ا۔“
(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ صفحہ ۱۵)

یہ ”وظائف محمدی“ نام سے مستقل کتاب ہے جب کہ آج کل کچھ غیر مقلدین اعتراض کرتے پھر رہے ہیں کہ ذِکر و اَذکار کے لیے ”وظائف“ کا لفظ چوں کہ حدیثوں سے ثابت نہیں، اس لئے یہ لفظ نہیں کہنا اور لکھنا چاہیے۔ یاد رہے کہ مولانا عبد السلام بستوی کی کتاب بھی ”اسلامی وظائف“ کے نام سے شائع ہے۔

امام ابو حنیفہ کی عزیمت دین

مولوی محمد صدیق اعظمی جھنگوی لکھتے ہیں:

”حضرت امام ابو حنیفہؒ کی عزیمت دین کو کوئی طاقت ہلانہ سکی۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ر ۱۳۸۱ھ صفحہ ۱۶)

غیر مقلدین کی طرف سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اتنی سی تعریف بھی غنیمت ہے۔ماشاء اللہ امام صاحب اس قدر استقامت والے تھے کہ حکومتِ وقت کا ظلم وستم انہیں اپنے مشن سے ہٹانہ سکا۔

چودھویں صدی میں مردہ سنت کے اِحیاء کا دعویٰ!!

مولانا محمد عبد اللہ (رئیس قوم اڈو) لکھتے ہیں:

”یہ حقیقت ہے اور صحیح حقیقت ہے کہ جماعت غرباء اہلِ حدیث کے ممتاز سربراہ! شیخ الحدیث، فاضل اجل، عالم وحید دہر مولانا عبد الوہاب صاحب مرحوم ثقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ پہلے وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے اس چودھویں صدی ہجری میں ایک اہم مردہ سنت یعنی مسئلہ امارت کا اِحیاء کیا ہے۔ گو جماعت اہلِ حدیث کے بعض علماء وامراء نے اس کے خلاف ایک محاذ قائم کر رکھا تھا۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ر ۱۳۸۱ھ صفحہ ۲۱)

غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ اہلِ حدیث فرقہ اسلام کے دَور اول سے چلا آرہا ہے اُن کے اس دعوے کے مطابق سوال یہ ہے کہ پچھلی صدیوں میں یہ سنت مُردہ کیوں رہی، تب مدعیانِ اہلِ حدیث کہاں تھے جو اِسے زندہ کرتے؟۔ مزید یہ کہ جب بقول آپ کے مردہ سنت زندہ ہوئی تو اہلِ حدیث کے بعض علماء و امراء نے اس کے خلاف محاذ کیوں قائم کر لیا تھا، کیا انہیں سنت کے اِحیاء سے چڑ تھی؟

کافر کو زکوۃ دینا درست نہیں

نصرۃ الباری میں حدیث نبوی ”توخذ من اغنیائھم وترد فی فقرائھم“ کی شرح میں لکھا ہے:

”علامہ قسطلانی نے فرمایا: یہ حدیث دلیل ہے اس پر کافر کو زکوۃ دینا درست نہیں۔“

(نصرۃ الباری کتاب الزکوۃ، چھٹا پارہ صفحہ ۱۷ بحوالہ پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی/۱۳۸۱ھ صفحہ ۲۹)

لیکن اس حدیث کے خلاف بعض غیر مقلدین کی رائے ہے کہ کافر کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ مثلاً مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

"ادائے زکوٰۃ میں زکوٰۃ لینے والے کے ایمان یا عدم ایمان کو دخل نہیں ہے یعنی مومن صالح، فاسق اور کافر میں کسی کو مال زکوۃ دے دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے"

(مظالم روپڑی صفحہ ۳۵، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

بخاری میں مرسل روایت

بخاری میں ایک سند اس طرح ہے۔:

"حدثنا مسدد عن یحی عن ابی حیان قال حدثنی ابوزرعۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اس سند کی بابت نصرۃ الباری کتاب الزکوۃ چھٹا پارہ صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے:

"یحی بن سعید قطان کی یہ روایت مرسل ہے کیوں کہ ابوزرعہ تابعی ہیں ان کا سماع نبی علیہ السلام سے ثابت نہیں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی/۱۳۸۱ھ صفحہ ۳۱)

یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین کے ہاں مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (تحقیق الکلام) وغیرہ۔

بیعت جہاد کے ساتھ مختص نہیں

نصرۃ الباری میں لکھا ہے:

"اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے پر بھی امام کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے۔ جو لوگ بیعت کو مختص بالجہاد کہتے ہیں اس باب اور حدیث میں ان کی تردید ہے۔"

(نصرۃ الباری کتاب الزکوۃ، چھٹا پارہ صفحہ ۲۲، بحوالہ پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی/۱۳۸۱ھ صفحہ ۱۴)

عبارت میں "جو لوگ" لفظ ہیں، اس کا مصداق بھی بتا دیتے۔ جناب! یہ غیر مقلدین ہی ہیں جو کہتے ہیں ایسی بیعت ثابت نہیں۔ دراصل وہ بیعتِ صوفیاء کے انکاری ہیں اس لئے یہی نظریہ اپنائے ہوئے ہیں کہ بیعتِ اسلام اور بیعت جہاد کے علاوہ کوئی اور بیعت ثابت نہیں۔

سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل کا مسلک

مولانا عبد القہار نے سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید کے متعلق لکھا:

"یہ کتاب وسنت کے مروج و مبلغ اہلِ حدیث تھے۔ اپنی زندگی دین واسلام ہی پھیلانے میں گذاری۔ ان بزرگوں کی تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اہل اللہ دین متین کے خادم گزرے ہیں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الثانی ۱۳۹۷/ھ صفحہ ۱۷)

سید احمد شہید رحمہ اللہ کو غیر مقلدین کی کتابوں میں حنفی لکھا ہوا ہے۔ مثلاً مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث گروہ کو نہ تو عبد الوہاب نجدی سے کوئی خاص مذہبی تعلق ہے، نہ سید احمد رائے بریلی سے مخصوص تعلق ہے۔ کیوں کہ عبد الوہاب اور سید احمد رائے بریلوی بحیثیت غیر مقلد دنیا میں پیش نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ دونوں صاحب مقلدانہ صورت میں تھے۔ عبد الوہاب حنبلی تھا اور سید صاحب حنفی۔ یہی وجہ ہے کہ حنفی بھی سید صاحب کے معتقد تھے اور ہیں۔ سب سے اول مرید سید صاحب کے نواب صاحب ٹونک تھے۔ اور سید صاحب کے غیر مقلد نہ ہونے کا ثبوت خود اس سے ظاہر ہے کہ ان کی سوانح عمری حنفی رسالہ "صوفی" پنڈی بہاء الدین کے دفتر سے شائع ہوئی ہے جس میں سید صاحب کی بہت بڑی تعریف کی گئی ہے۔ یہ واقعہ صاف دلیل ہے کہ سید صاحب بحیثیت غیر مقلد پیش نہ ہوئے تھے۔"

(اہلِ حدیث امرتسر ۲۴/ شوال ۱۳۳۶ھ، مطابق اگست/ 1918ء صفحہ ۱۱)

اس کا عکس حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب "تاریخ ختم نبوت صفحہ ۴۳۲" پہ دیکھ سکتے ہیں۔

اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ سے تو اَب کئی غیر مقلدین براءت کا اعلان کر چکے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر شفیق الرحمن غیر مقلد کا براءت نامہ پڑھ لیں۔ ڈاکٹر صاحب نے لکھا:

”یہاں یہ بحث نہیں کہ صراط مستقیم کتاب کس کی ہے بلکہ عبد المجید صاحب جیسے جید عالمِ اہلِ حدیث صراط مستقیم کے مضامین کو مواعظِ حسنہ قرار دے رہے ہیں۔ کیا ایسی کتب کے حوالے سے سید احمد اور شاہ اسماعیل صاحب کو اہلِ حدیث ثابت کرنا ایمانی موت نہیں؟“

(اہلِ توحید کے لیے لمحہ فکریہ صفحہ ۲۰ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

شوکانی کا رَد چکنا چور

مولانا عبد القادر حصاروی اپنے مضمون ”تہبند یا پاجامہ ٹخنون کے نیچے اور وضو“ میں لکھتے ہیں:

”بندہ نے بفضلہ تعالیٰ آپ کا اور علامہ شوکانی کا بھرپور رد چکنا چور کر دیا ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶ شعبان ۱۳۹۴ھ صفحہ ۱۰)

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی نے شوکانی کو اہلِ حدیث کا مسلّم پیشوا کہا ہے۔ (تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۱۴۷، طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور)

اپنے مسلّم پیشوا کے رد کو قبول کر و یا چکنا چور، یہ آپ کی مرضی ہے۔

چادر ٹخنوں سے نیچے ہونا مفسد صلوۃ ہے

مولانا عبد القادر حصاروی اپنے مضمون ”تہبند یا پاجامہ ٹخنون کے نیچے اور وضو“ میں لکھتے ہیں:

”اس تصریح سے معلوم ہوا مسبل ازار کا وضو اور نماز فاسد ہیں چنانچہ عون المعبود جلد ۴ ص ۱۰۰ میں ہے: والحدیث یدل علی تشدید امر الاسبال وان اللہ تعالی لا یقبل صلوۃ المسبل وان علیہ ان یعید الوضوء والصلوۃ یعنی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ تہبند لٹکانے والے پر سخت حکم لگایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا اور اس پر لازم ہے کہ وہ وضو اور نماز دونوں کا اعادہ کرے چنانچہ اسی بنا پر دستور المتقی کے صفحہ ۴۱ پر لکھا ہے: ”ٹخنون سے نیچے پائجامہ پہننے والوں کو اَز سر نو وضو کرنا چاہیے۔ ایک ایسا شخص ایک مرتبہ آں حضرت صلعم کے سامنے نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اس کی نماز تڑوا کر از سر نو وضو کرنے کا حکم دیا۔ جناب مولانا حافظ

سراج الدین چودھ پوری نے کتاب بنام صلوۃ الرحمن لکھی ہے۔اس کے ص ۸ پر نواقض لکھتے ہوئے ص:۹ پر لکھتے ہیں: اونٹ کا گوشت کھانے سے تہبند یا پائجامہ کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے سے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶ شعبان/۱۳۹۴ھ صفحہ ۱۲)

یہاں مولانا داود ارشد غیر مقلد کی بھی سن لیں:

"آخر میں ہم اس بات کی بھی وضاحت کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ مولانا یونس قریشی صاحب نے یہ دعویٰ قطعاً نہیں کیا کہ ٹخنوں سے نیچے پاجامہ ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ انوار صاحب کی زیادتی ہے، صرف انہوں نے یہ کہا ہے کہ اَز سر نو وضو کرنا چاہیے، اور حدیث میں بھی فقط اس قدر ہی ہے مکرر وضو کرنا ٹوٹنے کو مستلزم نہیں، یہ محترم کی بھول ہے، گویہ حدیث راقم کی تحقیق کے مطابق ضعیف ہے۔"

(حدیث اور اہلِ تقلید: ۱/ ۲۵۱، ناشر: مکتبہ اہلِ حدیث امین پور بازار فیصل آباد)

اگر قریشی صاحب نے وضو کو فاسد نہیں کہا تو حصاروی صاحب تو وضو بلکہ نماز تک کو فاسد کہہ رہے ہیں۔ان کے متعلق اپنے تاثرات پیش کریں۔

نواقض وضو کتنے ؟

مولانا عبد القہار لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ مسئلہ یوں ہے کہ اصل وضو توڑنے والی چیز صرف قبل و دبر سے کچھ خارج ہونا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب منعقد کر کے واضح کر دیا کہ باب من لا یر الوضوء من المخرجین القبل والدبر الخ روایت میں قے نکسیر وغیرہ سے وضو کرنا آیا ہے، وہ بطور استحباب وفضیلت کے ہے، نہ کہ بطورِ وجوب ولزوم کے۔ اس باب میں رَد ہے ان لوگوں کا جو اِس کے سوا میں واجب کہتے ہیں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶ شعبان/۱۳۹۴ھ صفحہ ۲۰)

اس فتوے کی مولانا عبد الغفار سلفی نے تصدیق کی ہے۔ اس فتویٰ میں صرف شرم گاہوں سے کچھ نکلنے کو ناقض وضو کہا گیا ہے حالاں کہ خود غیر مقلدین کے ہاں اس کے علاوہ بھی نواقضات ہیں مثلاً نیند کرنا، عورت کو ہاتھ

لگانا، شرم گاہ کو چھونا وغیرہ۔

شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

مولانا عبد القہار مس ذکر کی بابت روایات میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تطبیق یہی ممکن ہے کہ اگر ذَکر کو ہاتھ لگانے سے شہوت پیدا ہو اور کچھ نکلے تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ حدیث کے مطابق مصبعہ مبک کہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا اور حصہ ہے جیسے بدن کے اور کسی حصہ پر ہاتھ لگ جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح ذَکر پر ہاتھ مطلق لگنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶ شعبان ۱۳۹۴/ھ صفحہ ۱۰)

اس فتوے کی مولانا عبد الغفار سلفی نے تصدیق کی ہے۔ اس فتویٰ کے برعکس دیگر غیر مقلدین شرم گاہ کو ہاتھ لگانا ناقض وضو بتاتے ہیں۔

قرآن مجید مترجم اہل حدیث بر مسنون قرآۃ مع فوائد ستاریہ

صحیفہ میں مذکورہ بالا عنوان قائم کرکے لکھا ہے:

"عرصہ دراز سے قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ الحمد للہ طبع ہو کر آگیا ہے... ترجمہ تحت اللفظ ہے تاکہ عام آدمی بھی ہر لفظ کا ترجمہ بآسانی سمجھ سکے۔ مترجم حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی... مکتبہ: ایوبیہ ناشران کتب اسلامیہ حدیث محل اے ایم نمبر: کراچی نمبر ۱"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الثانی ۱۳۹۸/ھ صفحہ ۱۷)

اس عبارت میں "بر مسنون قرآۃ مع فوائد ستاریہ" کہا گیا ہے۔ فوائد ستاریہ کو ساتھ شائع کرنا بھی مسنون ہے؟ مزید یہ بھی بتایا جائے یہ اشاعت کس دلیل کی بنیاد پر مسنون ہے جب کہ دَور نبوی میں تو قرآن یک جا کتابی شکل میں نہیں تھا۔ یہ بھی بتائیں کہ آج کل بھی آپ کے اس مزعومہ مسنون قراءت والے قرآن کی اشاعت ہو رہی ہے یا تب سے اَب تک اشاعت موقوف ہے؟

غزوہ کے سفر کو عام سفر پر قیاس

نصرۃ الباری کتاب الجہاد بارہواں پارہ صفحہ ۲۰ باب حمل الزاد فی الغزو کے تحت لکھا ہے:

”باب کی مطابقت یہیں سے ثابت ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق بوقت ہجرت سفر کے لیے اپنے ہمراہ زادِ راہ لے گئے۔ حضرت امام بخاریؒ نے غزوہ کے سفر کو عام سفر پر قیاس کرتے ہوئے مسئلہ ہذا پر استدلال کیا ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ صفحہ ۲۸)

اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ قیاس کو نہ صرف مانتے ہیں بلکہ بخاری میں کئی جگہ قیاسی مسائل پیش بھی کیئے۔ غیر مقلدین کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ لاکھوں حدیثوں کے حافظ تھے۔ ہم کہتے ہیں وہ اس قدر حافظِ حدیث ہونے کے باوجود قیاس کی طرف محتاج ہوئے ہیں۔

غزوہ کے سفر کو عام سفر پر قیاس

نصرۃ الباری کتاب الجہاد بارہواں پارہ صفحہ ۲۰ باب الارتداف فی الغزو والحج کے تحت لکھا ہے:

”اگرچہ اس حدیث شریف میں حج اور عمرہ میں اپنی سواری پر کسی کو بٹھانے کا ذِکر ہے، غزوہ کا نہیں، لیکن حضرت امام بخاریؒ نے غزوہ کے سفر کو بھی اسی پر قیاس کرکے مسئلہ ٔباب کو ثابت کیا ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ صفحہ ۳۱)

جو غیر مقلدین کہتے ہیں کہ قیاس حجت نہیں، اور یہ کہ قیاس کارِ ابلیس ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق کیا کہیں گے جو صحیح بخاری میں کئی مقامات پر قیاسی مسائل پیش کرچکے ہیں۔

اونٹنی پر گدھے کو قیاس

نصرۃ الباری کتاب الجہاد بارہواں پارہ صفحہ ۲۰ باب الردف علی الحمار کے تحت لکھا ہے:

”یہاں پر راحلہ سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہے۔ اس پر گدھے کو قیاس کرکے اس پر دو آدمیوں کے بیٹھنے کے جواز کو ثابت کیا۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ صفحہ ۳۱)

لیجئے! امام بخاری رحمہ اللہ کا ایک اور قیاسی مسئلہ غیر مقلدین کی خدمت میں حاضر ہے۔ یہ اَب غیر مقلدین کی مرضی ہے کہ وہ اس قیاسی مسئلہ کو قبول کرتے ہیں یا رَد؟ ساتھ ساتھ یہ بھی بتادیں کہ کسی امام کے قیاسی مسئلہ کو

قبول کرنا تقلید ہے یا نہیں؟

مسجد نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب

کرم الجلیلی لکھتے ہیں:

”یہاں پر مسجد نبوی ہے جس میں ایک نماز کی ادائیگی کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اسی مسجد میں روضۃ من ریاض الجنۃ ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ربیع الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۲)

اس طرح کی عبارت پہلے بھی گزر چکی۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے وہاں ہم نے لکھ دیا ہے کہ موجودہ غیر مقلدین پچاس ہزار والی فضیلت کو نہیں مانتے۔

شیخ عبد العزیز بن صالح کی شان میں اشعار

صحیفہ میں شیخ عبد العزیز بن صالح (امام مسجد نبوی) کی شان میں ایک نظم درج ہے اس کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔

”سر بسر آئینہ شانِ محمد آپ ہیں
عارف پیغام عرفان محمد آپ ہیں
قدر کرتے ہیں سبھی رومی وشامی آپ کی
باعثِ اعزاز ہے ہم کو رہنمائی آپ کی
تا قیامت آپ کا سایہ رہے اسلام پر
حرف آجائے نہ پھر دین نبیؐ کے نام پر“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ربیع الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۷)

غیر مقلدین ان اَشعار کی عام فہم انداز میں وضاحت کر دیں۔ یہاں رومی وشامی کا تذکرہ مقام مدح میں ہے کیا واقعۃً وہ آپ کے نزدیک قابلِ مدح ہیں؟ ان کا شمار صوفیاء میں تو نہیں؟ اگر ایسا ہے تو سوال ہو گا کہ موجودہ دَور کے غیر مقلدین تو صوفیاء کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور تصوف کو دین اسلام کے مد مقابل الگ و مستقل دین کہتے ہیں۔

جماعت کی روح بورڈ لگانے میں ہے

مولوی محمد یونس اجڑانوی اپنے مضمون "تبلیغی رپورٹ" میں لکھتے ہیں:

"میں مرکز سے پر زور الفاظ میں یہ عرض کرتا ہوں۔ آپ صحیفہ اہلِ حدیث میں مرکز سے ایک ضروری اعلان فرمائیں۔ ہر ایک مقامی امیر کو اپنی اپنی مساجد کے دروازے پر جماعت غرباء کا بورڈ لگانا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو جماعت کی روح ختم ہو جائے گی۔ یہ ہمارا ہی نہیں بلکہ جماعت کے الگ الگ نشان ہوتے ہیں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ربیع الاول/۱۳۹۶ھ صفحہ ۱۴)

لو جی! صحیفہ والوں کے نزدیک جماعت کی روح بورڈ لگانے میں ہے۔ اگر بورڈ نہ لگائے گئے تو جماعت کی روح ختم ہو جائے گی۔

تعویذات کا جواز

مولوی محمد یونس اجڑانوی "تبلیغی رپورٹ" مضمون میں آگے لکھتے ہیں:

"جب میں مسجد میں نماز پڑھنے گیا، جماعت کے لوگ کہنے لگے: مولوی صاحب جو امام مسجد ہیں انہوں نے اس مسئلہ پر بڑا زور دے رکھا ہے جو پہلے آپ جائز اور صحابہ سے ثابت کر گئے تھے تعویذات شرعیہ۔ موجودہ امام مسجد شرک کہتا ہے اور کہتا ہے دکھاؤ اللہ کے رسول ﷺ نے تعویذ لکھ کر دیئے ہوں یا لکھنے کی اجازت دی ہو۔ اگر دکھا دو تو میں مان جاؤں گا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ربیع الاول/۱۳۹۶ھ صفحہ ۱۵)

غیر مقلدین میں تعویذ کی بابت اختلاف ہے کچھ اسے جائز بتاتے ہیں اور کچھ اسے شرک قرار دیتے ہیں صحیفہ کی مذکورہ عبارت سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اس حوالہ سے اُن کے دو گروہ ہیں۔ غیر مقلدین کا جو طبقہ تعویذ کو شرک کہتا ہے، وہ لوگ اس کا شرک ہونا حدیث کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ غیر مقلدین مذاہبِ اربعہ کے متعلق کہتے ہیں کہ ان میں جائز و ناجائز کا اختلاف پایا جاتا ہے انہیں اپنے گھر بھی جھانک لینا چاہیے کہ ان میں شرک و توحید کا اختلاف موجود ہے۔

صحابہ کرام تعویذ لکھتے اور بچوں کے گلے ڈالتے

مولوی محمد یونس اجڑانوی ''تبلیغی رپورٹ'' میں آگے لکھتے ہیں:

''مجھ سے کہنے لگے: آج بعد نماز اس مسئلے [تعویذ کے جواز (ناقل)] کو ضرور دکھاؤ۔ میں گھر سے تفسیر ستاری سورت فاتحہ لے گیا اور سب نمازیوں کو دکھائی اور پڑھ کر سنائی۔ ایک بار، دو بار، تین بار عنوان تعویذات شرعیہ اور یہ بھی بتادیا کہ حضرت الامام مرحوم نے تعویذات شرکیہ کا پہلے عنوان قائم کیا ہے خوب شرکیہ تعویذ کا رد کیا، شرک بتایا۔ میں نے کہا: لوگو! صحابہ کرامؓ حضورﷺ کے شاگرد ہیں اور صحابہ کرامؓ شرک سے بیزار تھے۔ اگر قرآن و حدیث کے تعویذ شرک ہوتے تو صحابہ کرامؓ ہرگز نہ لکھتے اور نہ اپنے بچوں کے گلے میں ڈالتے۔ تمام لوگوں نے مسئلہ تعویذ کو اچھی طرح سے سمجھ لیا۔ اور سب نے بیک زبان کہا کہ مولانا عبد الستار مرحوم نے صحیح لکھا ہے۔''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ربیع الاول/۱۳۹۶ھ صفحہ ۱۵)

صحیفہ کی عبارت کے مطابق صحابہ کرام سے تعویذ کا ثبوت منقول ہے۔ اس لیے تعویذ کو شرک کہنے والے غیر مقلدین کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ صحیفہ کے قلم کار کے بقول تب سب غیر مقلدین تعویذ کا جواز مان گئے تھے۔ آج بھی غرباء کا کوئی مبلغ میدان میں آئے اور تعویذ کو شرک کہنے والے غیر مقلدین کے سامنے دلائل رکھ کے انہیں قائل کرے۔

کسی بھی نیکی کا ایصال ثواب

مولانا عبد القہار لکھتے ہیں:

''اگر زندہ آدمی ان کے لیے دعا مانگے۔ ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرے، کوئی نیکی کرے تو اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے یعنی مردوں کو زندوں سے نفع ملتا ہے۔''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ربیع الاول/۱۳۹۶ھ صفحہ ۱۸)

صحیفہ کی عبارت کے مطابق کوئی بھی نیکی کرکے اس کا ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ غیر مقلدین کا ایک فرقہ اس عموم کا قائل نہیں بلکہ وہ ایصالِ ثواب کو انہی صورتوں میں مخصوص سمجھتا ہے جو اُن کے زعم میں

منصوص ہیں۔

سماع موتی کا نظریہ

مولانا عبد القہار لکھتے ہیں:

”صورت مسولہ میں واضح ہو کہ اہلِ قبور صرف وہی کلام بات سنتے ہیں جن کے متعلق قرآن وحدیث سے صراحت ثابت ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ربیع الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۱۴)

لیکن غیر مقلدین کا ایک طبقہ مطلقاً سماع موتی کا منکر ہے۔ پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری نے کہا:

”وہ مُردہ ہی کیا ہوگا جو سنے۔“

(رسائل بہاول پوری صفحہ ۶۴، مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور، سن اشاعت: اگست/ ۲۰۰۴ء)

سماع موتی کا ثبوت حدیث سے

مولانا عبد القہار لکھتے ہیں:

”صحیح بخاری شریف مطبوعہ محمدی کے صفحہ ۱۸۳ میں ہے: کہا ابن عمر نے کہ جھانکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار پر جو بدر کی لڑائی میں مارے گئے تھے اور ایک گڑھے میں ڈال دیئے گئے تھے۔ پس فرمایا آپؐ نے (ان کفار کی طرف متوجہ ہو کر) کیا پایا تم نے جو وعدہ کیا تھا تم سے تمہارے رب نے سچا؟ تب حضورؐ سے سوال ہوا کہ آپ مُردوں سے سوال و بات کلام فرماتے ہیں آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا: ہاں لیکن اتنی بات ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے... صحیح مسلم و جامع ترمذی وغیرہ کی روایتیں اہلِ قبور پر سلام کرنے کی آئی ہیں۔ اس طرح وہ روایت جس میں ہے کہ جوتی کی آہٹ معلوم کرتے ہیں۔ اس قسم کے دلائل سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب اللہ چاہتا ہے اہلِ قبور کو سنوا دیتا ہے، نہ یہ کہ اہلِ قبور اہلِ دنیا کی ہر حالت سے باخبر ہیں، وہ سب کچھ جانتے اور سنتے اور یہ سمجھ کر ان سے مرادی مانگی جائیں، ان کو متصرف فی العالم جانا جائے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ربیع الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۱۶)

صحیفہ کی عبارت میں سماع موتی کا اثبات ہے مگر غیر مقلدین کا ایک طبقہ اس کا منکر ہے اور بعض نے تو اسے شرک کا چور دروازہ کہا ہے۔ مولانا عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

”سماع موتیٰ کا مسئلہ عذابِ قبر یا روح کی حقیقت کی طرح محض ایک تحقیقی مسئلہ نہیں بلکہ شرک کا سب سے بڑا چور دروازہ ہے۔“

(روح، عذابِ قبر اور سماع موتی صفحہ ۴۲)

محمد بن عبد الوہاب شیخ الاسلام ہیں

مولانا محمد ابراہیم (خادم خطیب جامع مسجد قدس اہلِ حدیث محلہ گرونانک پورہ گلی:۱۹ گوجرانوالہ)

”شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق تالیف اصول الدین الاسلامی مع قواعدہ الاربع فی الاسلام۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ربیع الاول / ۱۳۹۶ھ صفحہ ۲۴)

یہاں شیخ محمد بن عبد الوہاب کو ”شیخ الاسلام“ کہا ہے مگر بہت سے غیر مقلدین انہیں حنبلی مقلد کہہ کر حنفیوں سے کہتے ہیں کہ وہ تمہارا چچازاد بھائی ہے۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب کے حنبلی مقلد ہونے کا حوالہ پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے۔

فتاویٰ ستاریہ کی بابت ”بے نظیر تالیف“ ہونے کا دعویٰ

صحیفہ میں لکھا ہے:

”فتاوی ستاریہ کامل: حضرت الامام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بے نظیر تالیف ہے۔ اسلامی مسائل واحکام کا بے کراں سمندر ہے، یہ دینی معلومات کا عظیم دفتر ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب / ۱۳۹۲ھ صفحہ ۶)

اس مزعومہ بے نظیر ”فتاوی ستاریہ“ کے بہت سے مسائل کو عام غیر مقلدین نہیں مانتے مثلاً فتاویٰ ستاریہ میں لکھا ہے کہ امام کو رکوع کی حالت میں پالینے سے رکعت ہو جاتی ہے، لہٰذا اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ جب کہ عام غیر مقلدین کہتے ہیں مدرک رکوع کو رکعت دہرانی چاہیے۔

میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل کرنا سنت

صحیفہ میں لکھا ہے:

”نیچے لکھے ہوئے موقعوں پر غسل کرنا سنت ہے ...(۱) جمعہ کی نماز کے لیے (۲) عیدین کے لیے (۳) میت کو غسل دینے کے بعد (۴) احرام باندھنے کے لیے (۵) مکہ شریف میں داخل ہونے کے لیے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب/ ۱۳۹۲ھ صفحہ ۱۳)

یہاں صرف مسائل درج ہیں دلائل نہیں۔ یہ بھی بتایا جائے کہ یہاں جو سنتیں مذکور ہوئیں، یہ سب غیر مقلدین کے ہاں سنت ہیں یا بعض کے نزدیک۔

سگریٹ اور حقہ پی کر مسجد آنے کا مسئلہ

صحیفہ میں لکھا ہے:

”کچا لہسن یا پیاز وغیرہ بدبو دار چیز کھا کر مسجد میں جانا منع ہے۔(مشکوۃ) سگریٹ اور حقہ پر بھی غور کر لیجئے!۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب/ ۱۳۹۲ھ صفحہ ۱۴)

سگریٹ اور حقہ کو لہسن و پیاز پر قیاس کیا جا رہا ہے۔ غیر مقلدین کے ہاں قیاس حجت نہیں اس لیے سگریٹ اور حقہ کی بابت صریح حدیث پیش کریں۔

اللہ پاک حاضر ناظر ہے

صحیفہ میں ”اللہ پاک حاضر ناظر ہے“ عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

”اللہ پاک کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب/ ۱۳۹۲ھ صفحہ ۱۴)

موجودہ غیر مقلدین کی رائے میں اللہ کو حاضر و ناظر ماننا غلط عقیدہ ہے۔ ان کی رائے میں اللہ صرف اور صرف عرش پہ ہے۔

نمازی کا ستر کتنا؟

صحیفہ میں لکھا ہے:

”مرد کے لیے ناف سے گھٹنوں تک بدن ڈھانپنا فرض ہے لیکن عورت کو اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کے سوا سارا بدن ڈھانکنا چاہیے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/رجب/۱۳۹۲ھ صفحہ ۱۴)

اس میں ایک تو مرد و عورت کے ستر کا فرق معلوم ہوا اور ستر کو ڈھانکنا نماز میں ضروری ہے۔ مزید یہ کہ مرد کے ستر کی تعیین میں غیر مقلدین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک نظریہ تو وہی ہے جو صحیفہ میں مذکور ہوا، بعض کے نزدیک ران ستر میں شامل نہیں اور بعض کے ہاں تو ستر صرف اور صرف قبل و دبر یعنی آگے اور پیچھے کی شرم گاہ ہے بس۔ فقہ اور تقلید کو اختلاف کا سبب قرار دینے والے خود پچاسیوں مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں۔

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا فرض!!

صحیفہ میں لکھا ہے:

”دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا فرض ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/رجب/۱۳۹۲ھ صفحہ ۱۴)

سب سے پہلے غیر مقلدین اپنے اصول کے مطابق فرض کی تعریف کریں اور پھر دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی فرضیت پر حدیث لائیں۔ اور غیر مقلدین میں سے جو اِس فرض کو فرض نہیں مانتے اُن کی بابت کیا حکم ہے؟

کتا رکھنے کا جواز

صحیفہ میں لکھا ہے:

”کتا صرف دو حالتوں میں رکھنا جائز ہے۔ ایک شکار کے لیے، دوسرے بھیڑ بکریوں اور مویشیوں کی نگہبانی کے لیے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/رجب/۱۳۹۲ھ صفحہ ۱۵)

اتنی بات تو معلوم ہو گئی کہ بعض صورتوں میں کتا رکھنے کی اجازت ہے اگلا سوال یہ ہے کو کوئی بندہ کتا رکھنا

چاہتا ہے مگر اُس کے پاس کتا ہے نہیں، تو کیا وہ کسی سے کتا خرید کر سکتا ہے؟ یہ مسئلہ بھی بیان کر دیتے۔

قرآن کو بوسہ دینا اسلاف سے ثابت نہیں

صحیفہ میں لکھا ہے:

"س: قرآن کریم کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ ج: زمانہ سلف صالحین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب/ ۱۳۹۲ھ صفحہ ۲۱)

سائل نے یہ تو نہیں پوچھا کہ اسلاف سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر یہ اسلاف سے ثابت بھی ہو تا تو تمہارے لئے تو پھر بھی حجت نہیں تھا اس لیے کہ تمہارا دعویٰ ہے: اہلِ حدیث کے دو اصول، اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔

نواقضِ وضو کتنے؟

صحیفہ میں لکھا ہے:

"وضو صرف مخرجین یعنی قبل و دُبر میں سے کسی چیز کے اخراج یا سونے سے ٹوٹتا ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ رجب/ ۱۳۹۲ھ صفحہ ۲۲)

پہلے ایک مقام پہ صحیفہ کا مسئلہ منقول ہو چکا ہے کہ ناقضِ وضو صرف شرمگاہوں سے کچھ نکلنا ہے۔ یہاں ایک اور بات کا اضافہ ہو گیا کہ نیند بھی ناقض وضو ہے۔

بیٹے کو عاق قرار دے دیا

محمد عبد الغفار الخیری (ناظم آباد کراچی) لکھتے ہیں:

"میں نے اپنے سب سے بڑے لڑکے عاد الغفار الخیری سے ان کی غلط روی کی بناء پر ترک تعلقات (جس کو عرف عام میں عاق کرنا کہا جاتا ہے) کر لیا ہے۔ اب میرا ان سے کسی معاملہ میں کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے اور نہ میں ان کے کسی قول و فعل کا ذمہ دار ہوں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ذوالحجہ/ ۱۳۸۹ھ صفحہ ۵)

اوہ! اللہ خیر کرے۔ یہاں عاق کی بات آئی ہے مناسب ہو تا کہ عاق اور اس سے متعلقہ احکام کو اپنے اصول کے مطابق حل کر دیا جاتا تاکہ ان مسائل سے واقف ہو جاتے۔

اہلِ حدیث کی پستی انتہاء درجہ میں

اعیان احمد (کراچی) اپنے مضمون "درد مند دل کی پکار" میں لکھتے ہیں:

"آج اہلِ حدیث جس پستی اور زوال کا شکار ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ایمانی، اخلاقی، دینی اور دنیاوی ہر اعتبار سے یہ جماعت تباہی و بربادی کے آخری درجہ میں پہنچ چکی ہے۔ اندرونی اور بیرونی دونوں لحاظ سے یہ قوم بالکل بے حیثیت ہو کر رہ گئی ہے۔ اہلِ حدیث کے اندر انتشار، بے عملی و جمود اور اجتماعی مفاد کی جگہ خود غرضی اور عیاری کا دَور دَورہ ہے۔ چھوٹے بڑوں کا اَدب نہیں کرتے۔ اور بڑے چھوٹوں کی تربیت سے غافل ہیں۔ عوام علماء کا احترام فراموش کر چکے ہیں اور علماء عوام کی اصلاح سے غفلت برت رہے ہیں۔ اجتماعی فکر و نظر اور کوشش کا فقدان ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے اہلِ حدیث کوئی جماعت نہیں بلکہ ایک بھیڑ ہے جو بلا مقصد اِدہر سے اُدہر بھٹکتی پھر رہی ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۳۸۹ھ صفحہ ۵)

اہلِ حدیث ہونے کے دعوے داروں کی پستی کس قدر ہے، یہ آپ مذکورہ عبارت سے جان سکتے ہیں!! اور یہ بیان کسی مخالف کا نہیں بلکہ ان کے اپنے فرد کا ہے جسے اس نے "درد مند دل کی پکار" عنوان سے پیش کیا۔

بیرونی دنیا میں اہلِ حدیث کی افسوس ناک حالت

اعیان احمد (کراچی) اپنے مضمون "درد مند دل کی پکار" میں آگے لکھتے ہیں:

"بیرونی دنیا میں اہلِ حدیث کی حالت اور زیادہ افسوس ناک ہے۔ دوسرے فرقوں اور جماعتوں کی نظر میں ان کی کوئی وقعت نہیں۔ ان کی آواز کہیں سنی نہیں جاتی۔ ان کا حق کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ یہ اس لئے کہ ان کے کردار میں کوئی وزن نہیں۔ ہر جگہ اہلِ حدیث عوام اور علماء کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اخبارات میں اگر بیانات و تذکرے آتے ہیں تو دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور جماعت اسلامی کے علماء کے ہی آتے ہیں۔ قومی سطح پر اگر تقریر کے لیے بلایا جاتا ہے تو اہلِ حدیث کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اس وجہ سے کہ اہلِ حدیث میں کوئی فعال اور باقاعدہ تنظیم موجود نہیں ہے۔ اہلِ حدیث میں کوئی قابلیت کا جوہر نہیں پایا جاتا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۳۸۹ھ صفحہ ۱۶)

اس طرح کی افسوس ناک حالت کو پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری نے "رسائل بہاول پوری"... اور... "خطبات بہاول پوری" میں نسبتاً تفصیل سے بیان کیا جس میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ چوں کہ اہلِ حدیث کہلوانے والے قرآن وحدیث پر عمل پیرا نہیں اس لیے اُن کے حالات ایسے ہوگئے ہیں۔

اہلِ حدیث پستی کے گہرے غار میں

اعیان احمد (کراچی) اپنے مضمون "دردمند دل کی پکار" میں آگے لکھتے ہیں:

"آج اہلِ حدیث بھی پستی کے گہرے غار میں گرتے جارہے ہیں۔ اصلاح کی اُمیدیں دم توڑ چکی ہیں۔ عمر رسیدہ لوگ تھک چکے ہیں۔ آج ہماری جماعت بھی نوجوانوں کے مضبوط بازوؤں کی طرف نظریں لگائے ہوئے ہے کہ کب وہ قوم کی حالت سدھارنے کے لیے حرکت میں آتے ہیں اور کب اہلِ حق کی ٹھکرائی ہوئی یہ جماعت اس سرزمین کے اُفق پر ایک عظیم تحریک کی صورت میں اُبھرتی ہے؟۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۳۸۹ھ صفحہ ۱۶)

یہ اقتباس بھی اعیان احمد صاحب کے مضمون "دردمند دِل کی پکار" کا حصہ ہے۔ انہوں نے پکار کر تو کردی مگر یہ معلوم نہیں ان کی پکار کو خاطر میں لایا گیا یا نہیں؟ ویسے اعیان صاحب کے اپنے الفاظ تو یہ ہیں: "اصلاح کی اُمیدیں دم توڑ چکی ہیں۔"

امام ابوحنیفہ شہید ہیں

صحیفہ میں لکھا:

"تاریخ میں ان لوگوں کا تذکرہ بھی اچھے الفاظ میں نہیں آیا جن کے سامنے امام ابوحنیفہؒ کو قید میں ڈالا گیا اور زہر دے کر شہید کردیا گیا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۳۸۹ھ صفحہ ۳۰)

چلیں اتنا تو تسلیم کرلیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ شہادت کی عظیم نعمت سے سرفراز ہوئے۔ یعنی ان کی سعادتوں میں سے ایک سعادت یہ بھی ہے کہ انہیں شہادت نصیب ہوئی۔

بے نماز کا حشر قارون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ

مولانا عبد الغفار خیری اپنے مضمون "ہماری نمازیں" میں لکھتے ہیں:

"بیہقی نے شعب الایمان میں عبد اللہ ابن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذِکر کرتے ہوئے فرمایا جس نے نماز کی حفاظت کی اس کی نماز تو وہ اس کے لیے روشنی ہوگی اور اس کے ایمان پر دلیل ہوگی اور قیامت کے دن نجات ہوگی۔ اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی تو اس کے لیے وہ نہ روشنی ہوگی، نہ دلیل اور نہ نجات ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الاول ۱۳۸۸ھ صفحہ ۱۳)

فضائل اعمال کے خلاف لکھنے والے غیر مقلدین مذکورہ بالا حدیث کو ضعیف کہہ کر اعتراض کیا کرتے ہیں مگر صحیفہ میں وہی حدیث درج ہے۔ اور صحیفہ کو قرآن و حدیث کا محافظ بھی کہا گیا جیسا کہ پہلے عبارت گزر چکی ہے۔

قد قامت الصلوۃ کا جواب اقامہا اللہ وادامہا

مولانا ابو تمیم محمدی (حیدر آباد دکن) اپنے مضمون "نماز" میں لکھتے ہیں:

"فائدہ: جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوۃ کہے تو سننے والا اقامہا اللہ وادامہا کہے یعنی قائم رکھے اللہ نماز کو اور ہمیشہ قائم رکھے۔ اقامت کے بعد اگر کوئی وضو کر رہا ہو تو اس کا انتظار کرے۔ صحیح ابن جارود۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الاول ۱۳۸۸ھ صفحہ ۱۸)

یہاں وضاحت مطلوب ہے کہ یہ مسئلہ غیر مقلدین میں اتفاقی ہے یا صرف صحیفہ والوں کا اختیار کردہ؟ مذکورہ مسئلہ کے دلائل درج کر دیے ہوتے تو اچھا ہوتا تاکہ اس مسئلہ کے مخالف گروہ کو وہ حدیثیں دکھائی جاتیں۔

جہری نماز میں بسم اللہ پڑھنے کا مسئلہ

مولانا ابو تمیم محمدی (حیدر آباد دکن) اپنے مضمون "نماز" میں لکھتے ہیں:

"جہری نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الاول ۱۳۸۸ھ صفحہ ۱۸)

یہ مسئلہ بھی غیر مقلدین کے ہاں اختلافی ہے اس میں اُن کی کئی آراء ہیں۔ ایک یہ کہ جہری نمازوں میں بسم اللہ جہری ہی پڑھی جائے، آہستہ پڑھنا ثابت نہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ جہر اور سر دونوں طرح پڑھنا ثابت ہے مگر آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ تیسری تحقیق یہ ہے کہ بسم اللہ آہستہ پڑھنا ہی ثابت ہے، لہذا جہری نہیں پڑھنا چاہیے۔ ان متعدد آراء میں سے صحیفہ میں ایک رائے لکھی ہوئی ہے۔

جہری نمازوں میں منفرد بھی آمین جہراً کہے

مولانا ابو تمیم محمدی (حیدر آباد دکن) اپنے مضمون "نماز" میں لکھتے ہیں:

"اگر نماز فجر یا مغرب یا عشاء کی ہے تو امام یا مقتدی یا منفرد آمین پکار کر کہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الاول ۱۳۸۸ھ صفحہ ۱۹)

محمدی صاحب کے بقول "جہری نمازوں میں منفرد آمین اونچی کہے"۔ اس کی دلیل کہاں ہے؟ یہاں یہ بھی بادلیل بتائیں کہ منفرد نمازی جہری نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی آمین جہراً کہے گا؟ مزید یہ کہ سری نمازوں میں آمین آہستہ کہی جاتی ہے اس کے دلائل بھی بیان کر دیں۔

بسم اللہ دو سورتوں کے درمیان حدِ فاصل ہے

مولانا ابو تمیم محمدی (حیدر آباد دکن) اپنے مضمون "نماز" میں لکھتے ہیں:

"سورۃ کے درمیان سے پڑھیں تو بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ بسم اللہ ایک سورۃ اور دوسری سورۃ کے شروع کی علامت ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الاول ۱۳۸۸ھ صفحہ ۱۹،۲۰)

علامت کی بات لکھ دی اور یہ بھی واضح کرنا تھا کہ بسم اللہ شریف ہر سورت کا جزء ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی بتاتے کہ غیر مقلدین کا اس میں اختلاف کیا ہے؟ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اختلاف کی صورت میں ایک فریق باطل پر ہوتا ہے تو نشان دہی کی جاتی کہ اس مسئلہ میں غیر مقلدین کا کون سا فریق باطل پہ ہے۔

عورت کی نماز

مولانا ابو تمیم محمدی (حیدر آباد دکن) اپنے مضمون "نماز" میں لکھتے ہیں:

”فائدہ: عورتیں بھی اِسی طرح سجدہ کریں۔ زمین سے چپک کر سجدہ کرنا کسی ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں۔ بلکہ اِس طرح سجدہ کرنے کو اصطلاحِ حدیث میں کتے کی بیٹھک کہتے ہیں اس طرح سجدہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الاول ۱۳۸۸ھ صفحہ ۲۰)

غیر مقلدین کی کتب کا مطالعہ ہم عرصہ دراز سے کر رہے ہیں مگر یہ بات ہمارے مطالعہ میں پہلی بار آئی ہے کہ اگر عورت زمین سے چپک کر سجدہ کرے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ غیر مقلدین کا ایک اقلیتی گروہ مرد و عورت کی نماز میں فرق کا قائل ہے۔

امام شافعی ماں کے پیٹ میں تھے کہ ستارہ ٹوٹ کر ریزہ ہوا

محمد فاروق آزاد (جلال پوری ملتان، خطیب لانڈھی کراچی) اپنے مضمون ”تاریخ اہلِ حدیث قسط:۴“ میں لکھتے ہیں:

”امام شافعی جملہ مکاتبِ فکر کے ہاں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ یہ بھی ائمہ مجتہدین میں سے ہیں۔ ان کی پیدائش ۱۵۰ھ سال وفات امام بو حنیفہؒ ہے۔ ابھی بطن ام میں تھے۔ ماں کو بشارت ملی وہ یہ کہ ان کے بطن مبارک سے آسمان کا مشہور ستارہ مشتری نکلا۔ اور وہ ایسا ٹوٹا کہ ریزہ ریزہ ہو کر دنیا کے تمام شہروں میں پھیل گیا حیرت و استعجاب سے۔ جب کہ ایک قابل معبر سے تعبیر پوچھی گئی اس نے کہا آپ کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ ایسا جلیل القدر والمنزلت عالم پیدا کرے گا کہ تمام انسانی آبادی اس کے علم سے بہرہ ور ہوگی۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶ر شوال المکرم ۱۳۸۸ھ صفحہ ۴)

اس پر موجودہ غیر مقلدین تبصرہ کریں۔ کیا واقعۃً اس طرح کا معاملہ پیش آیا؟ مزید یہ کہ معبر کی تعبیر کو آپ نے کیسے مان لیا جب کہ وہ امتی ہے اور آپ لوگوں کے ہاں امتی کی بات حجت نہیں۔

امام ابو حنیفہ کو اہلِ حدیث کہہ دیا

محمد فاروق آزاد (جلال پوری ملتان، خطیب لانڈھی کراچی) اپنے مضمون ”تاریخ اہلِ حدیث قسط:۴“ میں آگے لکھتے ہیں:

”امام ابو حنیفہ، امام مالک اور اُس زمانہ کے لوگ اہلِ حدیث تھے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الاول ۱۳۸۸ھ صفحہ ۲۴)

غیر مقلدین کے ہاں اہل الرائے کا مطلب رائے کی پیروی کرنے والا اور اہلِ حدیث کا مطلب حدیث کا متبع ہے۔ اس تقسیم کے لحاظ غیر مقلدین عموماً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ''اہل الرائے'' کہا کرتے ہیں مگر جب چاہتے ہیں تو انہیں اہلِ حدیث بھی لکھ دیتے ہیں جیسا کہ یہاں انہیں اہلِ حدیث کہا ہے۔

کرم الجلیلی کے چچا کا کردار

کرم الجلیلی لکھتے ہیں:

''شومیٔ قسمت سے ہمارے محترم چچا بزعمہ مولانا و بالفضل اولنا، جامع المعقول و المنقول، حاوی الاصول و الفروع، علامہِ دَوراں، مجتہدِ عصر، محقق دہر، مجددِ چودھویں صدی وغیرہ عبد القادر صاحب بالقابہ بھی علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ، شیطان کے انہیں طوق و سلاسل میں مقید و محصور ہو کر رہ گئے ہیں، خود بینی کی ٹی بی نے تمام ایمانی خون حسد و بغض کے اُلٹیوں کے ذریعے اُگلوا دیا، شہرت و نام وری کے کینسر نے عدل و انصا کی تمام ہڈیوں کو کھا لیا، نخوت و تکبر کے ناسور نے اخلاق، آداب، صداقت اور دیانت کے تمام جسم کو بیکار کر کے رکھ دیا۔ آپ نے شہرت و ناموری کے اُڑان کھٹولے پر سوار ہو کر دوشِ ثریّا ہونے کی کوشش کی۔ لیکن اُسے غیض و غضب کی تیز و تند آندھیوں نے مکانِ سحیق و عمیق میں پہنچا دیا۔ نخوت و تکبر کے جہاز میں بیٹھ کر اپنی منزل مقصود پر پہنچنا چاہا لیکن تعصب و انانیت کے بھنور میں پھنس کر رہ گئے۔''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر المظفر ۱۳۸۳ھ صفحہ ۵)

چچا کا جو کردار ہے سو ہے، مگر بھتیجے کا اخلاق بھی اس عبارت سے ٹپک رہا ہے۔ جس چچا کا کردار یہاں درج ہے ان کا مسلک بھی لکھ دیتے۔ کیا یہ بات درست ہے کہ وہ مسلکاً اہلِ حدیث ہیں؟ آگے آنے والے عنوان ''صحابہ، تابعین، محدثین اور اسلاف کی توہین و تذلیل'' کے تحت مذکور عبارت سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ اہلِ حدیث ہیں۔ عبد القادر سے مراد مولانا عبد القادر حصاروی تو نہیں؟

صحابہ، تابعین، محدثین اور اسلاف کی توہین و تذلیل

کرم الجاہلی آگے اپنے چچا مذکور کے متعلق لکھتے ہیں:

”بوالعجبی، خود بینی اور خود پسندی کے غلیظ گڑھے میں اپنی محققیت و مجتہدیت کے پتھر ایسے مارے کہ اُس سے نہ صرف اپنے بلکہ صحابۂ رسول، تابعین عظام، محدثین کرام، اکابر سلف صالحین رضوان اللہ علیہم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور عہد حاضرہ کے جملہ اہلِ حدیث بلکہ وہ اہلِ حدیث بھی جو کہ موصوف کے اخلاق سوز و میہعصابانہ مضامین کی ذوق و شوق کے ساتھ اشاعت کر رہے ہیں، کے عفتی کپڑوں کو بھی گندا کر دیا، اُن بزرگوں کی نہ صرف تذلیل و تحقیر بلکہ اپنے مقلد بھائیوں کی طرح اُن کو غیر مجتہد، غیر فقیہ اور بے سمجھ قرار دیا ہے موصوف کی اس دلیری پر مقلدیت، شیعیت، رافضیت اور چکڑالویت بھی شرمانے لگی۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر المظفر ۱۳۸۳ھ صفحہ ۵)

کرم الجاہلی کے چچا کے مضامین شائع کرنے والے اُن کے اپنے اہلِ حدیث ہی ہیں، وہ مضامین حیاسوز ہونے کے ساتھ ساتھ ”صحابہ، تابعین، محدثین اور اسلاف کی توہین و تذلیل“ پر مشتمل ہیں۔

جمعہ کی پہلی اذان پر بدعت کی پھبتی

نصرۃ الباری کتاب المناسک ساتواں پارہ صفحہ ۸۳ پہ لکھا ہے:

”آج کل بھی اکثر مساجد میں ہشام بن عبد الملک کی ایجاد کردہ بدعت جاری ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر المظفر ۱۳۸۳ھ صفحہ ۳۶)

جس اذان کو بدعت کہا گیا ہے یہ اذان غیر مقلدین کی کئی مساجد میں جاری ہے۔ جمعہ کی اذانِ ثانی کے اثبات میں مولانا محب اللہ شاہ راشدی کا مضمون ”مقالاتِ راشدیہ جلد اول“ میں ہے۔ انہوں نے اس مضمون میں اپنے اُن غیر مقلدین کی خبر لی ہے جو اسے غیر ثابت اور بدعت کہتے ہیں۔

شب قدر میں وعظ و تقریر کا اہتمام بدعت

نصرۃ الباری کتاب المناسک ساتواں پارہ صفحہ ۸۳ پہ لکھا ہے:

"آج کل بھی جو لوگ ماہِ رمضان کی پانچوں شب قدر میں وعظ و تقریر کو لازم سمجھتے ہیں اور ہر سال بطور نمائش اجتماع و اہتمام کر کے اس طرح شب قدر مناتے ہیں کیوں کہ یہ ہیئت کذائی مردوزن کا یہ اجتماع والتزام عہد نبوی وعہد خلفائے راشدین میں ثابت نہیں اس لیے اسے بھی بدعت کہہ سکتے ہیں گو مطلق وعظ و نصیحت بدعت نہیں ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر المظفر ۱۳۸۳ھ صفحہ ۳۶)

یہ عبارت پڑھ لیں اور پھر جب رمضان کا مہینہ آئے تو دیکھنا کہ غیر مقلدین کے ہاں شب قدر کس طرح منائی جاتی ہے۔ پھر خود ہی فیصلہ کر لیناکہ ان کا عمل مذکورہ بالا عبارت کے پیش نظر بدعت ہے یا نہیں؟

صحیح بخاری کی روایت میں راوی کو شک ہو گیا

نصرۃ الباری کتاب المناسک ساتواں پارہ صفحہ ۸۴ پہ لکھا ہے:

"اُراہ مضاف و مضاف الیہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے لفظ "حُنین" میں راوی کو شک ہو گیا اس لئے اُراہ کہا۔ صحیح مسلم میں بروایت ہمام بغیر شک کے مروی ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر المظفر ۱۳۸۳ھ صفحہ ۳۷)

علامہ وحید الزمان نے تیسیر الباری میں کئی مقامات میں اعتراف کیا ہے کہ بخاری کے متعدد راویوں کو شک ہوا ہے۔ ایسے حوالوں کو ایک جگہ پڑھنا چاہیں تو حضرت مولانا حافظ عبد القدوس قارن دام ظلہ کے رسالہ "بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں" کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

قابل اقتداء ہستیاں

صحیفہ میں لکھا ہے:

"قابل اقتداء ہستیاں: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو نیک ہستیاں دنیا سے رحلت کر گئی ہیں پس وہی قابلِ اقتداء ہیں کیوں کہ علم، عمل اور اسلام پر ان کے خاتمے کا ہونا معلوم ہے اور وہ دنیا کے فتنوں سے بھی محفوظ ہیں اور زندہ آدمی دنیا کے شر و فساد سے مامون نہیں ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ شعبان ۱۳۸۸ھ صفحہ ۷)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فوت شدہ لوگوں کو قابل اقتداء ہستیاں قرار دیا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری تھی کہ فوت شدہ کی اقتداء کو تقلید کہیں گے یا کچھ اور؟

مکہ میں اہلِ حدیث کی دکان

صحیفہ میں "مکہ مکرمہ میں اہلِ حدیث کی دوکان" عنوان سے اشتہار شائع ہوا جس میں لکھا ہے:

"حجاج کرام کو سن کر مسرت ہوگی کہ الحمدللہ ہم اکیس سال سے مکہ مکرمہ میں آپ حضرات کی خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ اب ہم پھر نہایت مستعدی سے آپ کی خدمت کے لئے منتظر ہیں۔ ہر قسم کی گھڑیاں، ہر قسم کا بہترین اُونی و ریشمی کپڑا، ہر سائز کے مصلے، ہر طرح کے کمبل اور غالیچے۔ نیز دیگر ضروریات کی اشیاء بازار سے رعایتی نرخ پر خرید فرمائیں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ شعبان ۱۳۸۸ھ صفحہ ۲۳)

آج کل غیر مقلدین دعویٰ کر رہے ہیں کہ مکہ و مدینہ والے اہلِ حدیث ہیں اگر یہ دعوی تسلیم کیا جائے تو "مکہ میں اہلِ حدیث کی دوکان" کے اشتہار کی ضرورت نہیں رہتی، اس لئے کہ مذکورہ دعویٰ کے مطابق تو وہاں کی عمومی دکانیں انہیں کی ہونی چاہئیں۔

غیر مہذبانہ تعاقب

مولانا عبد القادر حصاروی اپنے مضمون "انعامی چیلنج بسر و چشم منظور" میں اپنے ایک فتوی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"اس پر مولانا یوسف صاحب کلکیوی نے غیر مہذبانہ طریق سے تعاقب کر دیا جو صحیفہ اہلِ حدیث مطبوعہ یکم فروری ۱۹۶۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ شعبان ۱۳۸۸ھ صفحہ ۲۵)

کلکتوی صاحب غیر مقلد ہیں اور ان کا تعاقب صحیفہ اہلِ حدیث میں شائع ہوا۔ حصاروی صاحب تاثر دے رہے ہیں کہ کلکتوی صاحب غیر مقلد نے غیر مہذب تعاقب کیا اور یہ غیر مہذب تعاقب غرباء اہلِ حدیث کے ترجمان رسالہ میں شائع ہوا۔

ضد و عناد، کبر و غرور

مولانا عبد القادر حصاروی اپنے مضمون ''انعامی چیلنج بسر و چشم منظور'' میں اپنے ایک عالم مولانا محمد یوسف کلکیوی کے متعلق لکھتے ہیں۔:

''بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضد و عناد، کبر و غرور کی بیماریوں سے شفا بخش کر تواضع اور عدل اور حق قبول کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ شعبان ۱۳۸۸ھ صفحہ ۲۵)

معلوم نہیں کہ کلکتوی صاحب کے حق میں حصاروی صاحب کی دعا قبول ہوئی؟ اُن کے مخاطب کی بیماریاں: ضد و عناد، کبر و غرور زائل ہوئی تھیں یا نہیں؟ اس کی وضاحت غیر مقلدین ہی کر دیں تو اچھا ہو گا۔

زندوں کا وسیلہ

کرم الجلیلی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''زندوں کا وسیلہ اور ان سے دعا کرانا جائز ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارش کے لیے حضرت عباس کا وسیلہ پکڑا اور آپ سے دعا کرائی۔ ہاں جو حضرات دنیا سے جا چکے ہیں ان کا وسیلہ ناجائز ہے۔ تفصیل کے لیے حضرت مولانا عبد الستار صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف کردہ رسالہ ''الوسیلة'' ملاحظہ فرمائیں۔''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ شعبان ۱۳۸۸ھ صفحہ ۳۰)

کرم الجلیلی صاحب نے زندوں کے وسیلہ کو جائز قرار دیتے ہوئے اس کی دلیل میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا عمل پیش کیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر مقلدین کے ہاں امتی کا عمل حجت نہیں۔ مزید یہ کہ اس عبارت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو وسیلہ کا نام دیا گیا جب کہ پہلے ایک غیر مقلد کا بیان گزر چکا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل وسیلہ نہیں بلکہ محض دعا کرانا ہے۔ مطلب کوئی غیر مقلد اسے وسیلہ کا نام دیتا ہے اور کوئی اسے محض دعا کرانے کا۔ جب کہ صحیح بخاری: ۱/ ۱۳۷ میں جہاں یہ واقعہ منقول ہے وہاں الفاظ وسیلہ کے ہیں اللّٰھم انا کنا نتوسل الیك الخ۔

ائمہ اربعہ ہمارے امام ہیں

مولانا محمد رفیق خاں (پسرور ضلع سیالکوٹ) لکھتے ہیں:

"ہمارے امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور شیخ عبد القادر جیلانی اور سب سلف صالحین کا اتفاق ہے کہ ...۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۹/ھ صفحہ ۱۵)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ اگر آپ کے امام ہیں تو اُن پر وارد ہونے والے اشکال کا جواب دینا بھی آپ کی ذمہ داری ہو گی۔ کچھ غیر مقلدین امام صاحب کو بُرا کہتے ہیں تو وہ اس عبارت کے مطابق گویا اپنے امام کو بُرا کہنے والے ہیں۔

تقلید کو مہلک مرض قرار دینے کی جسارت

کرم الجلیلی لکھتے ہیں:

"بات دراصل یہ ہے کہ تقلید ناسدید ایک ایسا مہلک مرض ہے کہ جس کو بھی یہ لگ گیا وہ مفلوج ہو کر رہ گیا، اُس کے ہاتھ پاؤں بے کار ہو گئے، وہ آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرا، زبان سے گونگا، ماؤف الدماغ، ناکارہ دل غرض کہ گوشت پوست کا ایک غیر متحرک ڈھانچہ بلکہ لوتھڑا بن کر رہ گیا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، ۱۶/ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ صفحہ ۲)

ہم نے اپنے رسالہ "غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟" اور اپنی کتاب "زبیر علی زئی کا تعاقب" میں اہلِ حدیث کہلوانے والوں کے تقلیدی ہونے پر خود اُن کی اپنی بہت سی عبارات باحوالہ پیش کر دی ہیں تو کیا وہ تقلیدی اہلِ حدیث بھی مذکورہ عبارت کا مصداق ہیں؟

کشادہ ٹانگیں

صحیفہ میں لکھا ہے:

"س: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ نماز میں اُن کے پاؤں کے درمیان جگہ کافی سے زیادہ چوڑی ہوتی ہے کیا حدیث سے اتنی ٹانگیں کشادہ کرنا ثابت ہے؟ ج: نماز میں نمازی کو پاؤں

اتنے کشادہ کرنے چاہئیں جن سے بآسانی کھڑا ہو سکے اور ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنہ اور مونڈھے سے مونڈھا مل سکے۔ بصورتِ دیگر مذکورہ اشیاء کا ترک لازم آئے گا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ صفحہ ۲۶)

یہاں کہا گیا کہ ٹانگیں اتنی کشادہ ہوں کہ مونڈھے سے مونڈھے ملے ہوئے ہوں۔ آپ غیر مقلدین کی مساجد میں جا کر مشاہدہ کر لیں کیا اُن کے کندھے ملے ہوتے ہیں؟ ہمارا مشاہدہ تو یہی ہے کہ دورانِ نماز غیر مقلدین کے مونڈھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں ہوتے۔ حافظ عبد اللہ روپڑی نے بھی فتاوی اہلِ حدیث میں تسلیم کیا ہے کہ بعض لوگ نماز میں پاؤں اتنا کشادہ کر لیتے ہیں کہ کندھے باہم نہیں مل پاتے۔

قابل اتباع مکتوب

صحیفہ میں لکھا ہے:

"قابل اتباع مکتوب۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ صفحہ ۲۹)

اَب تک تو غیر مقلدین سے ہم یہی سنتے رہے ہیں کہ قابلِ اتباع صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب کہ صحیفہ کی مذکورہ عبارت میں امتی کا مکتوب بھی قابلِ اتباع باور کرایا جا رہا ہے۔

بیعت کر کے غرباء میں شمولیت

صحیفہ میں "جماعت میں شمولیت" عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

"گزشتہ دنوں مندرجہ ذیل احباب چک: ۱۴۱ ضلع ساہی وال کی جماعت کے توسط سے حضرت امام صاحب کی بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ محمد شریف قریشی، عطاء اللہ شاہ محمد صاحب، حافظ محمد اسلم صاحب، حافظ مصطفی صاحب، حافظ اسلم صاحب، حافظ حاکم علی صاحب۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ صفحہ ۳۰)

بیعتِ صوفیاء کو غیر ثابت کہنے والے غیر مقلدین مذکورہ بیعت کی بابت کچھ فرمائیں۔ بعض غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ بیعت ہونے کا مطلب پیر کی تقلید میں آنا ہے۔ بیعت کے بعد اپنی مرضی ختم بس پیر کی ہر بات کو ماننا

لازم ہوتا ہے۔ ایسے معترضین بتائیں کہ جو لوگ امام غرباء کی بیعت ہوئے کیا وہ اُن کے مقلدین میں شامل ہوئے ہیں؟ غیر مقلدین کے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے امام کی تقلید کا پٹہ گلے میں پہن لیا؟

علامہ وحید الزمان کا مسلک

حافظ عبد الاعلیٰ درانی (برطانیہ) اپنے مضمون "علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ کا مسلک" میں لکھتے ہیں:

"علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ کا مسلک بتانے میں بہت زیادتی کی جاتی ہے۔ اور بغیر کسی دلیل کے انہیں شیعہ کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ علامہ صاحب کٹر حنفی تھے حتی کہ وہ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ انہوں نے محسوس فرمایا کہ قرآن کریم کا ترجمہ تو خاندان ولی اللہ نے کر دیا جس کی وجہ سے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی مسلک تصوف چھوڑ کر خالص موحد بن گئے لیکن صحاح ستہ کا ترجمہ نہیں ہوا۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، محرم تا صفر ۱۴۴۵ھ... جولائی تا اگست ۲۰۲۳ء صفحہ ۶)

یہاں یہ بتا دیا جاتا کہ وحید الزمان کو شیعہ کہنے والے کون لوگ ہیں؟ اُن پر شیعہ کا لیبل لگانے والے اہلِ تشیع ہیں یا مدعیان اہلِ حدیث؟ کیا یہ بات درست ہے کہ متعدد مدعیانِ اہلِ حدیث نے انہیں شیعہ کہا ہے؟

درانی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ وحید الزمان صاحب دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ اس کا ثبوت درکار ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق درانی صاحب کی یہ غلط بیانی ہے۔

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے تصوف کو ترک کر دیا تھا جیسا کہ اس کا اعتراف خود غیر مقلدین کو بھی ہے مثلاً مولانا عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد نے "شاہ ولی اللہ اور صوفیت" کا عنوان قائم کرکے لکھا:

"شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مذکورہ حوالہ جات جو صوفیت اور عقیدہ وحدت الوجود یا وحدت الشہود پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ اُن کی وہ تحریرات ہیں جو اُن کے حج پر جانے سے پہلے انہوں نے لکھی تھی اور حج سے واپس آنے کے بعد انہوں نے ایسی تمام باتوں سے رجوع کر لیا تھا اور وہ صحیح العقیدہ ہو گئے تھے۔ یہ بات میں نے جماعت اہلِ حدیث سے تعلق رکھنے والے احباب سے سنی لیکن یہ تحریرات جو میں نے نقل کی ہیں ان کی کتاب " انفاس

العارفین“ سے ماخوذ ہیں اور ”انفاس العارفین“ ان کی حج کے بعد کی تالیف ہے۔ اس کتاب کے آخر میں وہ لکھتے ہیں....۔“

(تبلیغی و دیوبندی جماعت کا عقیدہ صوفیت صفحہ ۱۸۸، ۱۸۷، دار الکتب العلمیہ، طبع اول، اشاعت: مئی/ ۲۰۱۰ء)

اس کے بعد ڈیروی صاحب نے ”انفاس العارفین“ کی عبارت نقل کر کے لکھا:

”ثابت ہو گیا کہ آپ طریقہ صوفیت پر تھے۔“

(تبلیغی و دیوبندی جماعت کا عقیدہ صوفیت صفحہ ۱۸۸، دار الکتب العلمیہ، طبع اول، اشاعت: مئی/ ۲۰۱۰ء)

درانی صاحب کا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے متعلق یہ جملہ ”مسلک تصوف چھوڑ کر خالص موحد بن گئے“ بھی قابلِ غور ہے۔ اس میں یہ تاثر دیا گیا کہ صوفی موحد نہیں ہوتا۔ اس پر ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ غیر مقلدین کا غزنوی خاندان اور قصوری خاندان صوفی ہے، تو کیا وہ موحد نہیں تھے؟ کیا تصوف اور توحید ایک دوسرے کی ضد ہیں کہ کوئی بندہ صوفی ہو کر موحد نہیں ہو سکتا؟

وحید الزمان کب اہلِ حدیث ہوئے؟

حافظ عبد الاعلی درانی (برطانیہ) لکھتے ہیں:

”شیخ الکل کی شاگردی سے علامہ وحید الزمان کے ذہن میں صحاح ستہ کا ترجمہ کرنے کا الہامی خیال پیدا ہوا اور ۱۹۲۰ء میں شیخ الکل کی وفات کے بعد انہوں نے اس عظیم الشان کام کا بیڑہ اُٹھایا۔ اور علامہ صاحب نے اسے پایہ تکمیل پہنچایا اس عظیم المرتبت کام کی تکمیل پر سو سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی ان سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ صحاح ستہ کے ترجمہ کے دَوران ہی وہ اہلِ حدیث ہو گئے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، محرم تا صفر ۱۴۴۵ھ... جولائی تا اگست ۲۰۲۳ء صفحہ ۶)

اس عبارت میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ وحید الزمان صاحب کو میاں صاحب کی شاگردی سے کتبِ حدیث کے ترجمہ کا شوق ہوا۔ حالاں کہ وہ نواب صدیق حسن خان کی تحریک اور وظیفہ جاری کرنے سے اس طرف متوجہ ہوئے جیسا کہ خود انہوں نے یہ بات لکھی ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے:

”خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی مفوض فرمائی اور واسطے گزر اوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حرمین شریفین میں مقرر فرمائے۔ اس خبر فرحت اثر کے سنتے ہی نہایت شادمانی ہوئی۔“

(پیشِ لفظ موطا امام مالک مترجم)

حاصل یہ کہ میاں صاحب کی وفات کے عرصہ بعد وحید الزمان صاحب تراجم کی طرف راغب ہوئے اور خود درانی صاحب نے لکھا کہ انہوں نے تراجم کا کام ۱۹۲۰ء میں شروع کیا، جب کہ میاں صاحب کی وفات کا سن ~~سنہ~~ ۱۹۰۰ء بتایا جاتا ہے۔ (تصدیر فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ الف)

یہ دعویٰ بھی محل نظر ہے کہ انہوں نے کتب ستہ کے تراجم کے دَوران مسلک تبدیل کیا۔ وہ اس سے پہلے غیر مقلدیت کی آغوش میں آچکے تھے انہوں نے کتبِ حدیث کے حواشی غیر مقلدیت کے نقطۂ نظر سے تحریر کیے، خاص کر غیر مقلدین کے ہاں امتیازی سمجھے جانے والے مسائل: رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، آٹھ تراویح اور ایک مجلس کی تین طلاق وغیرہ مسائل مذکورہ نقطۂ نظر کے مطابق لکھے ہیں بلکہ ان مسائل کو بیان کرتے ہوئے اپنے مخالفین کا رد بھی کیا۔

وحید الزمان کے شیعی تفردات اہلِ حدیث ہونے کی نفی نہیں کرتے

حافظ عبد الاعلی درانی (برطانیہ) میں لکھتے ہیں:

”رہی بات ان کے بعض شیعی مسائل میں دل چسپی اور تفردات کی تو کوئی ٹھوس دلیل نہیں کہ وہ اہلِ حدیث ہونے کے بعد کے ہیں ان بعض الظن اثم۔ غالب خیال یہی ہے کہ وہ پہلے کے ہیں۔ اگر کوئی ایسا تفرد بعد کا ثابت ہو بھی جائے تو یہ کوئی قابل گردنی زدنی نہیں ہے۔ امام شوکانی، علامہ صنعانی بعض دیگر اہلِ علم کی طرف بھی اس قسم کے اقوال منسوب ہیں۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، محرم تا صفر ۱۴۴۵ھ... جولائی تا اگست ۲۰۲۳ء صفحہ ۶)

جی آپ نے بجا کہا کہ وحید الزمان کے تفردات ان کے غیر مقلد ہونے کی نفی نہیں کرتے۔ لیکن آپ کی

اس بات سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تفردات پہلے دَور کے ہیں۔ ان کی جن کتب سے یہ تفردات پیش کیے جاتے ہیں وہ سب ان کے مشرف بہ غیر مقلدیت ہونے کے بعد کی ہیں مثلاً ہدیۃ المہدی وغیرہ۔

درانی صاحب نے وحید الزمان کے دفاع میں شوکانی اور صنعانی کی طرف بھی شیعی تفردات کی نسبت سے کیا یہی تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ دونوں بزرگ شیعی تفردات کے باوجود اہلِ حدیث ہیں تو وحید الزمان بھی اہلِ حدیث ہیں یا کچھ اور پیغام مقصود ہے؟

وحید الزمان کو اہلِ حدیث نہ ماننے والے اہلِ حدیثوں پر افسوس

حافظ عبد الاعلی درانی (برطانیہ) میں لکھتے ہیں:

> ”دراصل علامہ وحید الزمان کا اتنا وقیع علمی کام ہند کے بعض مقلدین کے نزدیک ہرگز ہضم نہیں ہو سکتا، اس لئے انہوں نے علامہ وحید الزمان کو بدنام کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا۔ افسوس اس وقت زیادہ ہوتا ہے کہ اہلِ حدیث بھی اس رو میں بہہ جاتے ہیں حالاں کہ انہیں تو اس کام کر کریڈٹ دینا چاہیے اور مخالفین کی بغض کی وجہ عیاں کرنی چاہیے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، محرم تا صفر ۱۴۴۵ھ... جولائی تا اگست ۲۰۲۳ء صفحہ ۶)

درانی صاحب کہہ رہے کہ اہلِ حدیث مقلدین کی رو میں بہہ گئے اس لئے وحید الزمان کے اہلِ حدیث ہونے کا انکار کر دیا۔ حالاں کہ مقلدین حضرات تو وحید الزمان کو غیر مقلد اور اہلِ حدیث ہی گردانتے ہیں۔ ان کے اہلِ حدیث ہونے کا انکار تو بعض غیر مقلدین نے کیا ہے۔ اس کی بھی وجہ ہے وہ یہ کہ جب وحید الزمان پہ کئے گئے اعتراضات کا جواب نہیں دے پاتے تو لاچار ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہمارا اہلِ حدیث نہیں۔ ورنہ عام غیر مقلدین اور خود اُن کی اپنی کتابیں ان کے اہلِ حدیث ہونے کی گواہ ہیں۔ ایسے حوالے بندہ نے اپنی کتاب ”زبیر علی زئی کا تعاقب“ میں نقل کر دیئے ہیں۔

دُرانی صاحب کے بقول اُن کے اہلِ حدیث مقلدین کی رو میں بہہ گئے۔ یہاں یہ سوال بجا ہے کہ رو میں بہہ جانے کے اس طرزِ عمل کو تقلید کہیں گے یا نہیں؟

وحید الزمان کے اہلِ حدیث ہونے پر دو غیر مقلد علماء کی گواہی

حافظ عبد الاعلی درانی (برطانیہ) میں لکھتے ہیں:

”اسی لئے علمائے محققین کی رائے کافی محتاط ہے اگرچہ مخالفین کا پروپیگنڈا اثر انداز ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ وحید الزمان کا مسلک بتاتے ہوئے لکھتے رقم طراز ہیں: ”برصغیر کے نام ور علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ پہلے متعصب حنفی تھے۔ پھر تحقیق کے بعد تقلید کا زور ٹوٹ گیا تو کتاب و سنت کی تابع داری کا شوق بڑھ گیا البتہ ان کے بعض تفردات سے شیعی عقائد کے ساتھ ہم آہنگی کی بنا پر.....“(پاک و ہند میں علمائے اہلِ حدیث کی خدماتِ حدیث ، صفحہ ۸۱) محقق عالم جناب عبد الوکیل ناصر حفظہ اللہ وحید الزمان کے مسلکی اَدوار کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”پھر تحقیق کے بعد تقلید کا زور ٹوٹ گیا تو کتاب و سنت کی تابع داری کا شوق بڑھ گیا۔ البتہ ان کے بعض تفردات سے شیعی عقائد کے ساتھ ہم آہنگی کی بناء پر اکابر علمائے اہلِ حدیث نے پر زور بے زاری کا اظہار کیا ہے۔“(ہفت روزہ حدیبیہ جلد ۲... ۱ تا ۱۵ مارچ/ ۲۰۱۱ء)۔۔۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، محرم تا صفر ۱۴۴۵ھ... جولائی تا اگست ۲۰۲۳ء صفحہ ۶)

درانی صاحب نے ارشاد الحق اثری اور عبد الوکیل ناصر دونوں کو محقق علماء کہا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی کسی پروپیگنڈے کا شکار ہو کر وحید الزمان کے شیعی تفردات کے قائل ہوئے؟

ارشاد الحق اثری اور عبد الوکیل کے الفاظ قریباً ایک جیسے ہیں۔ یہ اتفاقاً ہوا یا ایک نے دوسرے کی نقل کی۔

وحید الزمان فخر اہلِ حدیث تھے

حافظ عبد الاعلیٰ درانی (برطانیہ) میں لکھتے ہیں:

”اس لئے بندہ عاجز حافظ عبد الاعلیٰ کا موقف یہی ہے کہ علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ نہ صرف پختہ اہلِ حدیث تھے بلکہ اہلِ حدیث کے لیے باعثِ فخر تھے۔ جیسا شاہ ولی اللہ مترجم قرآن کریم کے اعزاز کے حامل تھے۔ اسی طرح ترجمہ حدیث نبوی کا سب سے پہلے اعزاز علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ کو حاصل ہوا۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، محرم تا صفر ۱۴۴۵ھ... جولائی تا اگست ۲۰۲۳ء صفحہ ۶)

حدیث کے پہلے مترجم والی بات سے تو اتفاق نہیں، البتہ یہ بات درست ہے کہ وحید الزمان کا شمار مدعیان

اہلِ حدیث کے فرقہ میں ہے۔ درانی صاحب کے بقول وہ پختہ اہلِ حدیث ہیں اور اہلِ حدیث کے لئے باعثِ فخر۔

حنفیت کی قدامت

حافظ عبد الاعلی درانی (برطانیہ) میں لکھتے ہیں:

”ہندوستان زمانہ قدیم سے اسلام گڑھ کی بجائے حنفیت کا گڑھ بنا ہوا ہے۔“

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، محرم تا صفر ۱۴۴۵ھ... جولائی تا اگست ۲۰۲۳ء)

اسلام اور حنفیت کو مد مقابل گردانا غیر مقلدانہ سوچ ہے۔ ورنہ یہ کیسی تقسیم ہے کہ قرآن وحدیث سے فقہائے احناف جو کچھ سمجھیں وہ تو اسلام کے بالمقابل الگ دین ہو اور جو کچھ غیر مقلدین اَخذ کریں وہ ٹھیٹھ اسلام کہلائے؟ تلك اذاً قسمة ضیزی۔ حافظ عبد اللہ روپڑی نے یوں دعویٰ کر دیا:

”مسلک اہلِ حدیث اور ٹھیٹھ اسلام میں کوئی فرق نہیں۔“

(فتاویٰ اہلِ حدیث: ۱/۶۹، ادارہ احیاء السنۃ ڈی بلاک سرگودھا، اشاعت: اکتوبر/ ۲۰۱۰ء)

مزید یہ کہ میاں نذیر حسین دہلوی اور مولانا محمد حسین بٹالوی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کیا کرتے تھے اور حنفی بھی کہلواتے تھے۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ نمبر ۱۰ صفحہ ۱۳۰)

اس کا عکس حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب ”تاریخ ختم نبوت صفحہ ۴۳۸“ پہ دیکھا جا سکتا ہے۔ تو کیا میاں اور بٹالوی بھی اسلام گڑھ کے بالمقابل حنفیت گڑھ کے افراد تھے؟

درانی صاحب نے اتنا تو تسلیم کیا ہندوستان میں قدیم زمانہ سے حنفی آباد چلے آرہے ہیں لیکن کب سے ہیں؟ یہ آپ غیر مقلدین کے ”خاتم المحدثین“ نواب صدیق حسن خان کی زبانی جانئے!۔ نواب صاحب لکھتے ہیں:

”خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چوں کہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے یہاں تک ایک جم غفیر نے مل کر ”فتاویٰ ہندیہ“ یعنی فتاویٰ عالم گیری جمع کیا اور اس میں شیخ عبد الرحیم دہلوی والد بزرگوار شاہ ولی اللہ مرحوم کے بھی تھے۔“

(ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۱۰،۱۱... مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

نواب صاحب اور درانی صاحب کی گواہیوں سے ہندوستان میں احناف کی تو قدامت معلوم ہو گئی۔ اب ترک تقلید کی ابتداء بھی پڑھیے!۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری لفظ "وہابی" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث (غیر مقلدین) پر یہ لفظ حضرت میاں صاحب سے شروع ہوا کیوں کہ حضرت موصوف سے پہلے اہلِ حدیث کا گروہ بحیثیت غیر مقلد ہندوستان میں نہ تھا جن لوگوں کو ان سے پہلے لوگ "وہابی" کہا کرتے تھے، وہ مسائل توحیدیہ کی وجہ سے کہتے تھے، نہ کہ مسائل ترکِ تقلید کی وجہ سے۔"

(اہلِ حدیث امرتسر ۸/ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ، مطابق اگست/ ۱۹۱۸ء صفحہ ۳)

اس کا عکس حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب "تاریخ ختم نبوت صفحہ ۴۳۸" پہ دیکھ سکتے ہیں۔

کلمہ شکر: صحیفہ اہلِ حدیث کے جس شمارہ میں علامہ وحید الزمان کے اہلِ حدیث ہونے پر دُرانی صاحب کا مضمون ہے۔ اس صحیفہ کا مطلوبہ صفحہ مولانا عبد الرحمن عابد (پشاور) نے بھیجا ہے۔ جزاہم اللہ۔

مولاناساجد محمود صاحب۔ سلانوالی، سرگودھا (قسط:٦)

تضادات مماتیت

21. کیامسئلہ سماع انبیاء قبر پرستوں اور موحدوں کے درمیان اختلافی رہا؟

(مولاناشہاب الدین خالدی کا مولاناسجاد بخاری پر قبر پرستی کا الزام بھی)

مولاناسجاد صاحب نے اقامۃ البرہان کے ایک مقام پر عقیدہ حق (سماع انبیاء) کو قبول کرتے ہوئے لکھاہے:

"الحمدللہ ہم حفظ اجساد کے ساتھ ساتھ جس طرح کتاب و سنت اور ارشادات سلف سے معلوم ہوتاہے اسی طرح سماع انبیاء کے بھی قائل ہیں۔"

(اقامۃ البرہان صفحہ 235)

مذکورہ ارشاد میں مولف اقامۃ البرہان نے اس حقیقت کا اعتراف کر لیاہے کہ سماع انبیاء کا مسئلہ قرآن و سنت اور ارشادات سلف سے معلوم ہو رہاہے۔ لہذا جماعت اشاعت کے لوگوں کو اس عقیدہ سے انحراف کے بجائے اتفاق کا راستہ تلاش کرنا چاہیے تھا۔ مگر منکرین حیات الانبیاء کی تو گنگا ہی الٹی بہتی ہے اور وہ پھر اپنے آخری نقطہ کو پہنچ کر کچھ اس طرح کی چھمک چھلیاں دکھاتی ہے کہ پھر اسی بہتی گنگا میں اپنے پرائے سبھی بہتے نظر آنے لگتے ہیں۔ زیر مطالعہ عبارت میں مصنف صاحب کے ساتھ بھی کچھ اسی طرح کا ظلم و ستم روا رکھا گیا۔ وہ اس طرح کے مولانا خالدی صاحب نے جب اپنے نظریہ کی گنگا بہانی شروع کی تو اس کے الفاظ کچھ اس طرح سے زیر قلم آئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"مردوں کے سننے کا عقیدہ قطعاً اختلافی نہ تھا بلکہ ہمیشہ قبر پرستوں اور موحدوں کے درمیان اختلافی رہاہے۔"

(عقیدۃ الامت از خالدی صاحب صفحہ 59)

کیاجماعت اشاعت التوحید کے تمام اکابرین کے نزدیک سماع النبی ثابت نہیں؟

حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کی تحریرات حدیث ان کے تلامذہ اور مریدین کے ٹھوس دلائل اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت موصوف کا عقیدہ سماع النبی ﷺ کا تھا جیسا کہ انہوں نے اپنی زندگی کی آخری تصنیف

میں وضاحت کرتے ہوئے سماع النبی ﷺ پر یہ حدیث مبارکہ لائی ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ،(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

تحریرات حدیث صفحہ 547)

حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ کو موجودہ اشاعت التوحید والے اپنے اکابرین میں سے بڑا چوٹی کا اکابر مانتے ہیں۔ اور ببانگ دہل یہ اعلان بھی کرتے پھرتے ہیں کہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اشاعت التوحید میں سے تھے اور ان کا نظریہ بھی ہمارے والا تھا۔ ان لوگوں کا حضرت موصوف کے متعلق یہ خیال سراسر باطل اور جھوٹ پر مبنی ہے جس کی ایک شہادت تو ہم اوپر پیش کر آئے ہیں اس کے علاوہ بھی بہت سارے دلائل موجود ہیں جن کا احاطہ اس جگہ مناسب نہیں۔ کیونکہ ہم اس مقام پر فقط یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جن اکابرین کی طرف یہ اپنی جھوٹی نسبتیں جوڑتے ہیں ان کی کتب اور ان نسبتیں جوڑنے والوں کی تصنیفات میں انتہا درجے کا تضاد موجود ہے۔ ظاہری بات ہے تضاد تو ہونا ہے کیونکہ اُن حضرات کا عقیدہ اکابرین علمائے دیوبند والا تھا جو انہوں نے بلا جھجک درج فرمایا۔ اور ان کا عقیدہ قدیم معتزلہ والا ہے جو یہ اپنی کتب کے اندر درج کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر مولانا بندیالوی صاحب ان جیسے حضرات پر جھوٹ باندھتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ

> ”جمعیت اشاعت التوحید کے تمام علماء اور مشائخ کا کتاب وسنت اور ارشادات سلف اور اقوال ائمہ متقدمین حنفیہ کی روشنی میں اپنا مسلک یہ ہے کہ سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ ثابت نہیں۔“

(مسلک شیخ القران صفحہ 39،40)

22. مسئلہ توسل میں مماتی تعارض

جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک توسل ثابت امر ہے اور اس پر قرآن وسنت اور سلف صالحین سے مروی خوب دلائل ذکر کیے ہیں۔ تاہم کچھ ایسے اہل سنت اکابر بھی گزرے جنہوں نے مسئلہ توسل کا انکار کیا۔ لیکن پھر اس مسئلے کا اثبات کرنے والوں پر نہ کوئی زبان کسی َاور نہ ہی قلم کا کمان چلایا۔ لیکن عصر حاضر میں ہمارے کچھ کرم فرما ایسے بھی موجود ہیں جو اس مسئلہ کی حیثیت جانے بغیر اسے اپنی پہلوانی کا اکھاڑ ابنائے ہوئے ہیں اور اسی

پر اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے کو دین اسلام کی خدمت سمجھ رہے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک اس مسئلہ کا اثبات توحید کے گلے پر چھری رکھ دینے کے مترادف ہے۔ چنانچہ آپ خود انہی کے الفاظ ملاحظہ فرمالیں۔

”کیا اپ اس اتحاد کی خاطر توحید کے گلے پر چھری رکھ کر وسیلے اور توسل کے قائل ہو جائیں گے؟“

(مسلک شیخ القرآن از بندیالوی صفحہ 11)

اسی طرح اس جماعت کے ایک اور نام نہاد مفتی صاحب حقیقت حال پر سیاہ چادر ڈال کر کچھ اس طرح کا فتوی ارشاد فرماتے ہیں کہ

”اس لیے بلا خوف کہا جاسکتا ہے کہ یہ وسیلہ بدعت اور شرک کا راستہ ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ اس کے بدعت ہونے پر اتفاق ہے خیر القرون میں کسی نے بھی اس توسل کو جائز نہیں سمجھا۔“

(قرآن کا باغی کون از مفتی نوشکوی صفحہ 24)

موصوف مفتی صاحب کا غصہ یہاں تک ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ وہ مزید اکابر اہل سنت پر برہم ہوتے ہوئے لکھتے ہیں

”عوام سے لے کر خواص تک اپنی دعاؤں میں غیر شرعی کلمات جیسے اے اللہ میری مصیبت کو بحق فلاں، بطفیل فلاں، بوسیلہ فلاں دور فرما۔“

(ایضاً صفحہ 3)

محترم حضرات! آپ نے بغور اس بات کو ملاحظہ فرمالیا ہے کہ مذکورہ حوالہ جات میں کسی نے مسئلہ توسل کو چھری کہا کسی نے شرک تو کسی نے اتفاقی بدعت۔ ہم زیادہ تفصیل میں جائے بغیر آپ حضرات کے سامنے ایک انہی کے جماعت کے بزرگ عالم دین جن کی طرف یہ اپنی نسبت کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے بڑے مزے کے ساتھ جھوم جاتے ہیں انہی کو دیکھ لیتے ہیں کہ مسئلہ توسل کے متعلق ان کا کیا اعتقاد تھا ملاحظہ فرمائیں۔

امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ رقمطراز ہیں

”اقول وقد یکون التوسل بمعنی ان اللہ تعالی جعل فی ذکر اسمہ برکتہ لحبہ تعالی ایاہ بواسطہ ذکر ذلك العبد ایاہ تعالی بالمحبة“

(تحفہ ابراہیمی صفحہ 55)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کبھی توسل کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اس بندہ کے ذکر میں اپنی طرف سے برکت رکھ دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالی کو اس بندے سے محبت ہے اس لیے وہ بندہ اللہ تعالی کا ذکر محبت سے کرتا ہے۔

دیکھیے قارئین! ایک تو اس عبارت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مسئلہ توسل کوئی بدعت نہیں جس کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ صرف بدعت ہی نہیں بلکہ اتفاقی بدعت تو یہ اتفاقی بدعت والا جھوٹ بھی نکھر کر سامنے آگیا۔ اور دوسرا اگر توسل واقعتاً توحید کے گلے پر چھری ہوتا یا شرک یا اتفاقی بدعت ہوتا تو امام الموحدین اسے کبھی بھی یوں ذکر نہ فرماتے بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر اس کی تردید کرتے۔

23. کیا استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے یا نہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یوں کہنا کہ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لیے اللہ کے ہاں سفارش فرما دیجئے (جسے استشفاع کہا جاتا ہے) اہل سنت کے نزدیک اس طرح شفاعت کروانا نہ صرف جائز ہے بلکہ بہت سارے علماء نے اس کو احسن بھی قرار دیا ہے۔ جمہور اہل سنت کے اس مسلک کے خلاف یہاں بھی منکرین حیات الانبیاء صف آرا ہیں اور وہ اس مسئلہ کو قرآن و سنت کے متصادم تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ایک نام نہاد مفتی جناب عزیز الرحمن نوشکوی صاحب نے تعصب کی کالی پٹی باندھ کر تنگ نظر ہاتھوں سے ایک رسالہ لکھا جس کا نام کچھ یوں ہے

"قائلین استشفاع عند القبر مشرکین کے نقش قدم پر"

یعنی وہ اپنے اس رسالہ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ استشفاع کروانا یہ خاص مشرکین کا فعل ہے اور قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ درج زیل ان کی عبارت انہی کی زبانی دیکھ لیجئے وہ لکھتے ہیں کہ

" خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ کے قبر مبارک سے استشفاق قرآن و حدیث اجماع صحابہ اور تعامل جمہور اہل سنت کے سراسر خلاف ہے۔"

(قائلین استشفاع عند القبر مشرکین کے نقشے قدم پر صفحہ 1)

یاد رہے اس مقام پر ہم اس مسئلہ کے ضمن میں دلائل نہیں دینا چاہتے۔ بلکہ ہمارا موضوع سخن یہ بتانا ہے کہ ان کے

اس فتوی کے پھندے میں میں کون کون سے اکابر پھنس رہے ہیں بطور مثال صرف ایک بزرگ عالم پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ امام الموا حدین حضرت علامہ حسین علی صاحبؒ یقیناً منکرین حیات الانبیاء کہ حلقہ میں بھی ایک قد آور عالم اور محقق مصنف گردانیں جاتے ہیں وہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب الجواہر المنظوم کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"روی عن علی انه بعد ما دفن جاء اعرابی فقال یا رسول الله جئتك تستغفرلی الی ربی فنودی من القبر الشریف قد غفرلك۔"

(تحریرات حدیث صفحہ 657)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے) دفن ہونے کے بعد ایک اعرابی (روضہ مبارک پر) آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے رب سے مغفرت کی دعا کریں پس روضہ اقدس سے آواز آئی قد غفرلک یعنی تمہاری مغفرت کر دی گئی۔

(جاری ہے)

مفتی رب نواز صاحب مدظلہ، مدرس دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

مولانا جمیل الرحمن عباسی دام ظلہ کی کتاب "مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" پر تقریظ

باکمال مناظر

عرصہ سات سال کئی افراد کی زبانی سنتا رہا کہ حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی حفظہ اللہ نے ہتھیجی (تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور) کے علاقہ میں مماتیوں سے مناظرہ کیا اور اس میں فتح یاب ہوئے ہیں۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ یہ مناظرہ انہوں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں کیا ہے تو اور بھی رشک آیا کہ الحمد للہ اہل السنۃ احناف دیوبند کے طالب علم نے فرقہ مماتیت کے عالم و مدرس بلکہ علاقہ کے اس کے نامور مناظر سے میدان جیتا ہے جو اکثر و بیشتر تعلّی آمیز چیلنج کیا کرتا تھا مگر اللہ کے فضل سے طالب علم نے اس کا غرور خاک میں ملا دیا۔

ساتھیوں کی زبان سے فتح کی خوش خبری سُن کر دِل میں اس مناظرہ کے سننے کا اشتیاق پیدا ہوا مگر نہ تو اس کی کیسٹیں دستیاب ہوئیں اور نہ ہی شرکائے مناظرہ میں سے کسی سے اس کی روئداد سن سکا، خود مولانا عباسی اطال اللہ عمرہ کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضری ہوئی لیکن وہاں بھی کبھی اس کی تفصیل سننے کا اتفاق نہیں ہوا، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنی فتح یابی کے تذکرے کرنا پسند نہیں۔ یوں مناظرہ سننے کی خواہش دل ہی دل میں انگڑائیاں لیتی رہی یہاں تک کہ آج قدرت کی یاوری کے باعث "روئے داد مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کا پروف سامنے آیا، اس کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ میری پرانی آرزو "فریقین کے دلائل اور ان کی صحت و سقم معلوم کرنے" کی تکمیل ہوئی بلکہ مناظرہ کے پس منظر سے بھی آگاہ ہوا، والحمد للہ۔

نمازِ عصر کے بعد اِس کا مطالعہ شروع کیا تو دَورانِ مطالعہ بہت ہی لطف و سرور آیا اِس لیے روانی و تسلسل سے آگے بڑھتا چلا گیا، رات کو سونے سے پہلے پہلے اس کو مکمل پڑھ لیا۔ اس میں حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل سامنے آئے، منکرین کے وساوس بھی۔ مناظر اہل السنۃ کے دعوے اور دلیل میں مطابقت معلوم ہوئی اور مخالف کا دعوے سے ہٹ کر گفتگو کرنا بھی نظر نواز ہوا۔ قائلین حیات کے مناظر کی معقول گفتگو مطالعہ سے گذری اور منکرین کی نامعقول باتیں بھی۔ عباسی صاحب کی مضبوط گرفت نظر آئی اور مدِ مقابل کا خواہ مخواہ واویلا کرنا

بھی۔ ہمارے مناظر کا جان دار اقدام و دفاع خوب تر لگا اور ان کے مناظر کی پسپائی اور شکست واضح تر تھی۔ جب پورے رسالے کا مطالعہ کر چکا تو دل و دماغ کا فیصلہ یہ تھا "حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی تو ماشاء اللہ بہت ہی باکمال مناظر ہیں" ان کے چند مناظرانہ کمالات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محل نزاع کا تعین

گمراہ فرقوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ بات کو الجھاؤ میں رکھتے ہیں جو چیز محلِ نزاع ہے اس سے ہٹ کر دلائل پیش کرتے ہیں اِس لیے باکمال مناظر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ محلِ نزاع متعین کرے تاکہ قوم کو پتہ چلے کہ فریقین میں سے کس کے دلائل دعویٰ کے مطابق ہیں اور کس کے نہیں؟ ہمارے مناظر نے بھی اپنی پہلی ہی تقریر میں کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر دنیا میں موت آچکی ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں، اس لیے دنیا کی موت وحیات زیرِ بحث نہیں۔ اِختلاف تو اِس میں ہے کہ قبروں میں مدفون انبیاء کرام علیہم السلام کو حیات حاصل ہے یا نہیں؟ ہم قبر کی حیات ثابت کریں گے اور مدِ مقابل قبر میں مردہ ہونے پر دلائل دیں گے۔

محل نزاع کے تعین کے بعد عقل و شعور رکھنے والا ہر شخص بآسانی جان سکتا ہے کہ ماشاء اللہ ہمارے مناظر نے جو دلائل دیے وہ ودعویٰ کے مطابق حیات فی القبر سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔ (انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھا کرتے ہیں) جب کہ مخالف نے دنیا والی موت کے وقوع پر زور لگایا جس میں کوئی نزاع ہی نہیں۔ قبر میں انبیاء کرام (علیہم الصلوات والتسلیمات) کے مردہ ہونے پر باوجود مطالبہ کوئی ضعیف حدیث بھی پیش نہ کر سکا۔

محلِ نزاع کے تعین کے بعد مدِ مقابل جناب مولانا نصر اللہ طاہری مماتی کو اس مناظرہ سے یہ سبق ملا کہ آئندہ کسی مناظرہ میں "انبیاء کرام قبروں میں مردہ ہیں" کا دعوی تحریر نہیں کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۳ جون ۲۰۱۰ء کو بمقام ہیڈ پنجند ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں "سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں مردہ ہیں" کا دعویٰ لکھنے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ حالاں کہ مماتی میزبان محمد الیاس نے انہیں کہا بھی ہے کہ آج کے مناظرہ میں ہم مماتی لوگ قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مردہ ہونا ثابت کریں گے، جب کہ حیاتی حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں زندہ ہونا۔ کیوں کہ اسی عنوان سے مناظرہ کا ہونا طے پایا اور یہی نقطہ اختلاف مناظرہ کا سبب بنا۔ اِلیاس صاحب کے یہ الفاظ کیسٹ میں ریکارڈ ہیں۔ لیکن ہمارے مطالبہ اور اِلیاس صاحب کی گواہی کو مولانا نصر اللہ

مماتی نے قبول نہ کیا کیوں کہ ان کے علم میں تھا کہ انہوں نے جو دلائل تیار کر رکھے ہیں وہ قبر میں مردہ ہونے کو ثابت نہیں کرتے۔ اس لیے انہوں نے عافیت سمجھی کہ قبر میں ممات ثابت کرنے کا دعویٰ تحریر نہ کیا جائے۔ تین گھنٹے کی بحث و تکرار کے بعد بالآخر دعویٰ تحریر کئے بغیر مقامِ مناظرہ سے کوچ کر گئے۔

تنبیہ: اس مناظرہ کی کارگزاری "روئے داد مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے آخر میں درج کر دی گئی ہے۔

دلائل کی مضبوطی

باکمال مناظر کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے موقف پر انتہائی مضبوط اور وزنی دلیل پیش کرتا ہے۔ مضبوط ترین دلیل نص قطعی یعنی قرآن کا فیصلہ ہے۔ ہمارے مناظر نے نص قطعی کی ایک قسم دلالت النص "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء" اپنے مدعا پر پیش کی بلکہ اپنی دوسری تقریر میں فریقِ مخالف کے معتبر مصنف مولانا محمد حسین نیلوی کی کتاب "ندائے حق" سے ثابت کیا کہ حیات الانبیاء دلالۃ النص سے ثابت ہے اور وہ قطعی ہوتا ہے جیسے عبارۃ النص یعنی جس طرح خود قرآن مجید قطعی ہے، اسی طرح جو چیز دلالت النص سے ثابت ہو وہ بھی قطعی ہوتی ہے۔ انتھی

فریقِ مخالف اپنی تقریروں میں کہا کرتا ہے کہ حیات انبیاء کے قائلین کے پاس نص قطعی نہیں ہے وہ صرف قول اور قولیاں پیش کیا کرتے ہیں مگر الحمد للہ ہمارے مناظر نے خود اُن کے گھر سے شہادت پیش کر دی ہے کہ حیات انبیاء نص قطعی سے ثابت ہے۔

مماتیوں کو موت کا معنی بیان کرنے کا بڑا شوق ہے اور وہ تقریروں میں اکثر موت کا معنی "خُرُوْجُ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ" بیان کرتے ہیں یعنی روح کا جسم سے نکلنا موت ہے۔ جب موت کا یہ معنی ہے تو حیات کا معنی اس کے برعکس روح کا جسم میں داخل ہونا یا روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم ہونا ہی ہو گا۔ جب مماتی مصنف نیلوی صاحب نے حیات انبیاء کو نص قطعی سے ثابت مان لیا تو نتیجہ واضح ہے کہ روح انبیاء کے جسموں میں داخل ہے یا کم از کم روح کا تعلق ضرور جسم کے ساتھ ہے۔

سینہ زوری کا پردہ چاک

اہلِ باطل وضلالہ عموماً دلائل سے تہی دامن ہوتے ہیں اس لیے وہ مناظرہ میں ایسی عبارات پیش کرتے ہیں جن سے ان کا موقف ثابت نہیں ہوتا مگر وہ سینہ زوری سے کام لیتے ہوئے ان سے اپنا موقف زبردستی کشید کر

لیتے ہیں۔ اس لیے باکمال مناظر کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ ان کی سینہ زوریوں کا پردہ چاک کر کے حقیقت کو طشت اَز بام کرے۔ جب مد مقابل مولانا نصر اللہ مماتی نے اکابر کی عبارات سے اَز خود مسئلہ کشید کر کے غلط تاثر دینا چاہا تو ہمارے مناظر نے ان کی سینہ زوری کو روز روشن کی طرح واضح کر کے صحیح صورت حال سامعین کے گوش گزار کر دی مثلاً مماتی مناظر نے "بیان القرآن" کی عبارت پیش کر کے اَز خود مسئلہ کشید کیا کہ انبیاء قبروں میں زندہ نہیں تو ہمارے مناظر نے اپنی تیسری تقریر میں فرمایا کہ آپ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی "بیان القرآن" سے غلط مسئلہ کشید کیا ہے، وہ ہرگز اس بات کے قائل نہیں جو آپ تاثر دے رہے ہیں بلکہ اس کے برعکس اپنی کتاب "نشر الطیب" میں لکھتے ہیں:

> "پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہے شہید کے لیے حیات و مرزوقیت ثابت ہے مگر انبیاء کی حیات ان سے اکمل اور قوی ہوتی ہے۔" انتھی

اِسی طرح مولانا نصر اللہ مماتی نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی عبارت سے غلط مسئلہ کشید کیا تو ہمارے مناظر نے پانچویں تقریر میں اس کے برعکس "معارف القرآن: ۱/۳۷۱" کی عبارت سنا دی کہ وہ تو قبر میں عذاب وثواب ہونے کو قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت مانتے ہیں... آپ کا کشیدہ مطلب خود انہی کے اپنے لکھے ہوئے کے خلاف ہے یعنی تَوْجِیْہُ الْقَوْلِ بِمَا لَا یَرْضٰی بِہِ الْقَائِلُ والی مثال کو دہرانا ہے۔

منہ توڑ جواب دینا

مدِ مقابل مناظر بعض دفعہ اپنے موقف کی تائید میں کوئی ایسی دلیل پیش کرتا ہے جس سے وہ بظاہر ناخواندہ یا کم علم لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے مگر باکمال مناظر جب اس کا منہ توڑ جواب دیتا ہے تو لوگ عش عش کر اُٹھتے ہیں اور مدِ مقابل مبہوت و حیران کھڑا رہ جاتا ہے۔ مولانا نصر اللہ مماتی نے قرآن کی آیت: اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ پڑھی اور پھر کہا مَنْ ذوی العقول (عقل والی مخلوق) کے لیے ہوتا ہے اور مَا غیر ذوی العقول (جن میں عقل نہ ہو) کے لیے ہے۔ جسم اور روح کا مجموعہ ذوی العقول ہے اور جو صرف جسم ہو، اس میں روح نہ ہو ایسا جسم غیر ذوی العقول ہے۔ قبروں میں مدفون جسموں میں اگر روح ہوتی تو قرآن میں اِذَا بُعْثِرَ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ہوتا جب کہ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ کی بجائے مَا فِی الْقُبُوْرِ ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر والے بغیر روح کے صرف جسم اور ڈھانچے ہیں۔

مولانا نصر اللہ مماتی نے مَنْ اور مَا کے فرق کا جو ضابطہ بیان کیا ہے وہ کلی نہیں ہے، کلام عرب میں یہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے مناظر نے ان کے استدلال کا اپنی تقریر نمبر ۴ میں یہ جواب دیا ہے:

> "قرآن مجید میں آیا ہے: مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ کہ تم ان کو نہیں سنا سکتے جو کہ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ کہ قبروں میں ہیں۔ معلوم ہوا قبروں میں عام مردوں کو بھی روح اور جسم اکٹھا دیا گیا ہے تو انہوں نے مان لیا کہ عام مردے بھی روح مع لجسد زندہ ہیں، دشمنی پتہ نہیں انبیاء کے ساتھ کیوں ہے؟"

ہمارے مناظر نے اس منہ توڑ جواب سے ان کے استدلال کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھیر کے رکھ دی ہیں اور بکھری دھجیوں کو اکٹھا کرنا ان کے بس میں نہیں ہے۔ مناظرہ میں ان سے اس کا کوئی جواب نہیں بن سکا، وہ منہ تکتا رہ گیا۔ ان کے ہر درس و تدریس، ہر مسجد و مدرسہ اور ہر مجلس و محفل میں عموماً اس آیت: "وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ" کا معنی و مفہوم ادا کیا جاتا ہے، اس کی تلاوت سے ان کی زبان تر و تازہ رہتی ہے مگر اس کے باوجود مولانا نصر اللہ مماتی کو یہ یاد نہ رہا کہ ان کا بیان کردہ ضابطہ اس آیت سے فنا ہو جاتا ہے اور نہ صرف فنا ہوتا ہے بلکہ الٹا اہل سنت والجماعت کی دلیل بن کر مماتیت کی شکست کو عیاں کر دیتا ہے۔ جس ضابطہ کو انہوں نے ناز و ادا سے مناظرہ میں پیش کیا ہے، اُمید ہے کہ اَب اِس ضابطہ کو اِستعمال میں لا کر اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ سے استدلال کرنے پر شرم محسوس کریں گے بشرط کہ ان کی حسِ مردہ نہ ہو چکی ہو، کیا بعید ہے کہ عقیدہ ممات کی طرح حس بھی موت کا شکار ہو کر ختم ہو گئی ہو۔

مخالف کی شہادت

باکمال مناظرین کا یہ طرز ہے کہ جہاں وہ اپنے موقف کو اپنے اُصولوں سے مدلل کرتے ہیں وہاں وہ اپنے موقف کی حقانیت پر فریق مخالف کی شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں۔ ہمارے مناظر نے بھی اپنے دعوے کی صداقت پر فرقہ مماتیت کی گواہیاں نقل کی ہیں مثلاً مولانا محمد حسین نیلوی مماتی کی کتاب "ندائے حق" سے ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام کی حیات نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ اِسی طرح جب اُنہوں نے حیاتِ انبیاء کرام پر مُسنَد ابی یَعْلٰی کی حدیث سنائی تو مولانا نصر اللہ مماتی نے اس کتاب کو غیر معتبر کہہ چھوڑا۔ جب اُنہوں نے اس پہ غیر معتبر

ہونے کی پھبتی کسی تو ہمارے مناظر نے مولانا محمد حسین مماتی کی کتاب "ندائے حق" کا حوالہ سامنے کر دیا کہ مصنف ندائے حق نے مُسنَد ابی یَعْلٰی حدیث لکھ کر اس کا جید ہونا نقل کر رکھا ہے۔(دیکھئے ہماری مناظر کی چھٹی تقریر)

مخالف موقِف کی کمزوری ظاہر کرنا

مناظرہ میں عموماً ہر فریق حتی الامکان بظاہر اپنے موقف پر دلائل دیتا ہے اگرچہ ان میں سے ایک فریق دلائل سے تہی دامن ہوتا ہے لیکن مناظرہ کا وقت پاس کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بولتا رہتا ہے، عوام الناس کو اپنا با دلیل ہونا باور کرانا چاہتا ہوتا ہے۔ باکمال مناظر کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ اس کو اس طرح جکڑتا ہے کہ اس کا دلیل سے خالی ہونا سب کو نظر آنے لگتا ہے، عام و خاص اِس کے موقف کا بے دلیل اور کمزور ہونا آسانی سے معلوم کر لیتے ہیں کیوں کہ اس کے وساوس کا پردہ فاش ہو چکا ہوتا ہے، اس کی مظالطہ آمیزی کو بے نقاب کر دیا گیا ہوتا ہے۔ ہمارے مناظر نے اپنے مقابل کی دلائل سے تہی دامنی کو اس قدر واضح کر دیا کہ سامعین کو معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس اپنے دعوی ''انبیاء کرام اپنی قبروں میں مردہ ہیں'' پر کوئی ٹھوس اور مضبوط دلائل تو کجا کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں۔ بارہا اُن سے مطالبہ کیا جاتا رہا کہ تم کوئی ضعیف حدیث ہی پیش کر دو کہ انبیاء کرام قبروں میں زندہ نہیں مگر وہ نہ کر سکے حتی کہ آخری تقریر میں بھی ان سے کہا:

> "آپ کے پاس جب صحیح حدیث نہیں ہے تو بے شک ضعیف لاؤ، ہم مان لیں گے۔ ہم آپ کی جب ضعیف حدیث ماننے کو تیار ہیں تو صحیح کیوں نہ مانیں گے مگر پیش تو کرو۔"

مناظر کے ساتھ ساتھ عوام الناس بھی کہنے لگے کوئی ضعیف حدیث ہی سے اپنا موقف ثابت کر دو مگر وہ عاجز رہے۔ حیرت کی بات ہے کہ مماتی ہم لوگوں سے کہتے ہیں حیات الانبیاء عقیدہ کا مسئلہ ہے، اس کے لیے نص قطعی چاہیے۔ وہ ہم سے قطعی نص کا مطالبہ کرتے ہیں مگر ہمارے مناظر نے اُن کے ساتھ اتنی رعایت کر دی کہ خبر واحد صحیح بھی نہیں، ضعیف ہی پیش کر دو۔ اس قدر رعایت، مناظر اور عوام کے مطالبہ کے باوجود انہوں نے مناظرہ سے اُٹھ کر چلے جانا تو منظور کیا مگر ضعیف حدیث تک نہیں سنائی۔ جس سے پتہ چلا کہ ان کا مسلک انتہائی کمزور ہے، اتنا کمزور ہے کہ اسے ضعیف حدیث تک کا سہارا نصیب نہیں۔ ان کے مسلک کی اس کمزوری کو طشت اَز بام کرنے کا سہرا الحمد للہ ہمارے مناظر کے سر پر ہے، اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اللہ تعالیٰ انہیں زیارت حرمین اور سعادتِ

دارین عطاء کرے۔ ان کی زندگی، علم و عمل، مال واولاد میں برکت دے اور ہمیں ان کے علوم سے مستفید فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدرس دار العلوم فتحیہ امیر حمزہ ٹاؤن احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

یکم محرم ۱۴۳۲ھ بمطابق ۸/ دسمبر ۲۰۱۰ء بروز بدھ

مولانا سعد اللہ صاحب

تنظیم فکر ولی اللٰہی کی امارت اسلامی کے بارے میں منفی سوچ

تمہید: میں تمہید کے طور پر کچھ باتیں عرض کرنا چاہوں گا: 16 اگست 2023ء بروز بدھ بوقت عصر کوئٹہ شہر میں نام نہاد تنظیم "فکر ولی اللٰہی" نے اپنے حالیہ سربراہ یعنی مفتی مفتی عبد الخالق آزاد کے ہاتھوں افتتاح کیا، اگلے روز انہوں نے مفتی عبد الخالق آزاد کی استفادہ نشست رکھی تھی، جو مولوی سعید (کوئٹہ کا محاضر) کی اجازت سے بیٹھنے اور موضوع کے مطابق سوال کرنے کی اجازت ملی، اور استفادہ نشست میں امت مسلمہ کے عظیم رہنماوں کی تنقیص کھل کر بیان ہوتی تھی، تو مولوی سعید کی اجازت کے مطابق میں نے سوال کی، جو مجھے اس نشست میں چھ اشکالات در پیش تھے، جن میں سے ایک پر بات ہو گئی جو پیش خدمت ہیں

دوسری بات یہ عرض کروں گا، میرے اور ان کی حضرت کے درمیان گفتگو کرنے کی ریکاڈنگ انہی کی جماعت کے واسطہ سے ملی، تو میں سوچا کہ اس باطل تنظیم سے واقفیت اگر مجھے ہے، تو اسی طرح دیگر حضرات علماء کرام اور عوام حضرات کو بھی ہو جائے، اور اس تنظیم کی نفرت آمیز باتیں بھی منظر عام پر آجائے۔ اور یہ نفرت آمیز باتیں دین کی ہر شعبے اور قابل قدر رہنماوں کے خلاف کی جاتی ہے۔

تیسری گذارش یہ ہے قارئین کرام سے، کہ اس مکالمہ کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ حاشیہ بھی مطالعہ فرماتے رہیں، کیونکہ ان حاشیوں میں ان کی بطلان خوب واضح ہو گی، اور یہ حاشیہ اس وجہ سے لکھنا پڑا، جیسا کہ آپ حضرات مکالمہ کو مطالعہ کے وقت مشاہدہ کروگے کہ یہ حضرت میری گفتگو کو بار بار کاٹتے تھے، جس کی وجہ سے میری بات ادھوری رہ جاتی تھی، تو اس کی تکملہ حاشیوں کی صورت میں لکھنا پڑا، تاکہ مکالمہ کی روانگی متاثر نہ ہو اور مکالمہ کی اصلی صورت بر قرار رہے۔

اور اس مضمون میں اردو ادب کے اعتبار سے غلطیاں ضرور ہو گی، کیونکہ میری مادری زبان اردو ہے ہی نہیں، تو اس کی طرف التفات نہ کیجئے گا، کیونکہ میرا مقصد فرق باطلہ کی چالوں سے تنبیہ کرنا تھا۔

اور آخر میں ببانگ دہل کہنا چاہتا ہو کہ مکالمہ کی تحریری صورت کو کسی صورت میں بھی ریکاڈنگ سے مختلف نہیں ہونے دیا، ان شاء اللہ کوئی ثابت بھی نہیں کر سکتا، البتہ اگر ثابت کیا تو کھلی طور پر اپنی غلطی ماننے کے لئے تیار

ہوں گا، اور مزید عرض یہ ہے کہ یہ مکالمہ ایک تقریر تھی جس میں ایک ہی جملہ بار بار آتا تو مضمون کی طوالت کی غرض سے ہٹا دیا ہے، لیکن مضمون کی صورت تبدیل کرنا یا اس کا مفہوم تبدیل کرنا ان شاء اللہ کبھی بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

سعد اللہ: جناب مفتی صاحب! مجھے اس مجلس میں تقریباً چھ اشکالات درپیش ہیں، کیونکہ تمام کو احاطہ کرنا کافی مشکل ہے لیکن انہی میں سے ایک کو لیتا ہو، اسلامی امارت افغانستان کے اعتبار سے ہے۔ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ اسلامی امارت جو ہے وہ خمینی کے مدمقابل میں آیا تھا لیکن ہم حالات اور تاریخ کو دیکھتے ہیں تو اس طرح نہیں ہے بلکہ اسلام کو سپورٹ کرنے کے لئے کیونکہ جب روس آتا ہے، تو روس کے بعد خانہ جنگی ہوتی ہے تو اس خانہ جنگی کو رفع دفع کرنے کے لئے ملا عمر رحمۃ اللہ علیہ بندوق اٹھالیتا ہے کیونکہ حالات کافی مشہور بھی ہے، تو آپ نے جو فکر پیش کیا، آپ نے کسی کتاب میں پڑھا ہے یا آپ کی اپنی اخذ ہے اس کے بارے میں پوچھنا ہے۔

مفتی عبد الخالق آزاد: آپ کی معلومات کا کیا ذریعہ ہے؟

سعد اللہ: میں نے تو بتایا ہے کہ ہم نے تاریخ میں پڑھا ہے۔

مفتی عبد الخالق آزاد: کونسی تاریخ میں پڑھا ہے، جو ابھی لکھی گئی ہے؟

سعد اللہ: جی ابھی مثال کے طور پر مولانا اسماعیل ریحان صاحب....(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: وہ تو گھڑی ہوئی تاریخ ہے[1]، اسماعیل تو ہمارا باپ کا تو بچہ ہے[2]۔ تاریخ کسے کہتے ہیں؟

سعد اللہ: تاریخ پچھلی اقوام کے واقعات ہوتے ہیں۔

---

1) ابھی تک میں نے بات مکمل نہیں کی کہ میں کونسی تاریخ کا نام لینا چاہتا ہو، فوراً فتویٰ لگا دیا کہ من گھڑت ہے، اگر ہم کسی چیز کے بارے میں پوچھ لے، تو فتویٰ کی زبان لیکن تم جو کہو تو تہذیب، وباؤک تجروباءی لاتجر،

دوسری بات دعویٰ بلا دلیل جو شرعاً منع ہے، کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: عن ابن عباس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس بدعواهم لادعی ناس دماء رجال وأموالهم رواہ مسلم صدق اللہ العظیم جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کی صرف دعووں پر فیصلہ کیا جائے تو کسی کی جان اور مال محفوظ نہیں رہے گا، لہذا دعویٰ بلا دلیل غیر معتبر ہے، اس پر دلیل پیش کر حضرت صاحب۔

2) واہ اخلاق ملاحظہ فرمائیں حضرت صاحب کا۔

مفتی عبد الخالق آزاد: پچھلی اقوام کا افغانستان کا تین سو سالہ دور اس کی تاریخ لے کر آؤ، یہ نہیں ہے کہ جو ابھی لکھی ہے۔ تیس چالیس سال اس کو تاریخ کہے گے۔ کسی بھی قوم کی تاریخ جو ہوتی ہے وہ صدیوں اور ہزاروں سالوں پر مشتمل ہوتی ہے[3]۔ افغانستان دنیا میں ابھی اس وقت نقشہ پہ ابھرا ہے۔

سعد اللہ: اگر ان کی تاریخ کو لیا جائے تو کافی پہلے سے لیا ہے. (درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: تو اس پہلے تاریخ کی تسلسل کیا ہے؟ آپ ایک کا جواب دو صرف، بامیان میں جو بت تھے وہ کس زمانے کے تھے[4]؟

سعد اللہ: جناب نبی کریم ﷺ کے دور سے بھی پہلے تھے۔

مفتی عبد الخالق آزاد: اور وہ ان بتوں کو نہ محمود غزنوی نے توڑا، نہ ہی اس کے بعد کسی مسلم حکمران نے توڑا، حتیٰ کہ احمد شاہ ابدالی جو افغانستان کا بانی ہے۔ اس سے پہلے افغانستان تو ایک صوبہ تھا ہندوستان کا، اس نے نہیں توڑا۔ ظاہر شاہ تک داؤد شاہ تک کسی نے نہیں توڑا۔ اب جو بات نہ امام بخاری کے دماغ میں آئی، نہ وہ جو بات محمود غزنوی کی

---

3) جس کی تاریخ پیش کر رہا تھا یعنی مولانا اسماعیل ریحان صاحب کا جو "تاریخ افغانستان" کے نام سے مشہور ہے، وہ تو بھی صدیوں پرانی تاریخ پر مشتمل ہیں نا، مسلمانوں کی تاریخ دور نبوی ﷺ سے شروع ہوتا ہے، جبکہ مولانا اسماعیل ریحان صاحب نے تو زمانہ جاہلیت سے لیکر 2012ء تک تاریخ لکھی ہے۔

4) لو جی! حضرت صاحب موضوع سے ہٹ گئے جو بعد میں انہی کی گردن کا طوق بنا آخر تک گردن سے اتار نہ سکا۔

دماغ میں آئی، نہ اس کے بعد غوریوں کی دماغ میں آئی، کسی نے نہیں کیا[5]، جبکہ آپ کہتے ہیں[6] کہ محمود غزنوی نے جا کر سومنات مندر توڑا۔ وہ ہزاروں میل دور جا کر تو سومنات کا مندر توڑ رہا ہے۔ اور اپنے گھر میں جو بت کھڑے ہوئے انہی کو نہیں توڑ رہا۔ اور آپ توڑ رہے ہیں، یہ اسلام کی تعلیمات ہیں؟

سعد اللہ: لیکن اگر ہم تاریخ..... (درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: صرف اس بات کا جواب دو۔ اگر یہ اسلامی امارت ہیں اور یہ اسلامی عمل ہے۔ تو یہ جو تاریخی تسلسل ہے۔ فقہاء حنفیہ کا، حکمرانوں کا، اولیاء اللہ کا، علماء ربانیین کا، اس پورے تسلسل میں کہیں نہیں ہوا یہ کام، بت اسی طرح کھڑے رہے، کسی نے جا کر نہیں توڑا، اور آپ نے توڑا، طالبان نے توڑا، تو کس قانون اسلامی کے تحت کوئی فقہی جزئیہ دیکھا سکتے ہے، آپ مولوی ہے۔ (حاشیہ نمبر 5 میں جواب عرض کر چکا ہو۔ از مرتب)

سعد اللہ: اس سے ہم اگر جناب نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ دیکھ لے تو پھر؟

مفتی عبد الخالق آزاد: نبی اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ کیا ہے؟ چلو بتادو۔

سعد اللہ: وہ مکہ مکرمہ میں کعبہ شریف کے اندر تین سو ساٹھ بت پڑے تھے تو نبی کریم ﷺ..... (درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: آپ بتاؤ پہلے دن حضور نے کلمہ پڑھا تھا، کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تیرہ سال آپ مکہ مکرمہ میں رہے کہ نہیں؟ خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز بھی پڑھ رہے تھے، بخاری کی روایت ہے جس پر ابو جہل نے او جھڑی ڈالی تھی کندھے پر، تین سو ساٹھ بت خانہ کعبہ کے اندر تھے کہ نہیں تھے؟ اب حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند ہو سکتا ہے؟ تیرہ سالہ مکی زمانہ میں آپ ﷺ نے بتوں کو چھیڑا؟ نہیں۔ مدینہ منورہ میں

---

5) بہت ساروں نے کوشش کی بامیان کی بت توڑنے کی، لیکن تم تاریخ سے ناواقف ہو، کاش تاریخ سے واقفیت ہوتی، تو یہ حالات نہ دیکھنے پڑتے، حوالہ پیش خدمت ہیں:

اگلی صدی میں بامیان کی حکومت ایک بدھ شہزادی کے ہاتھ میں تھی۔ وہ اپنے خاندان اور رعایا سمیت مشرف بہ اسلام ہو گئی۔ ان نو مسلموں نے کدالوں اور ہتھوڑوں سے از خود یہ بت توڑنے کی کوشش کی مگر وہ ان پہاڑ نما مجسموں کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ نوی صدی عیسوی (تیسری صدی ہجری) میں حاکم خراسان یعقوب بن لیث صفاری بھی انہیں توڑنے میں ناکام رہا اور ان میں جڑے ہوئے قیمتی پتھر نکال کر واپس چلا گیا، بارود کا زمانہ آیا تو سترہویں صدی عیسوی میں اورنگ زیب عالمگیر نے افغانستان فتح کرنے کے بعد پہلی بار توپوں کے ذریعے

6) کب میں نے کہا؟ افتراء ہے میرے اوپر۔

دس سال حکومت تھی فتح مکہ سے پہلے حتیٰ کہ عمرۃ القضاء آپ نے ادا کیا، تین سو ساٹھ اندر تھے کہ نہیں خانہ کعبہ کے اندر؟[7] (باطل کی استدلال یوں ہی ہوتا ہے از مرتب۔)

سعد اللہ: اگر کوئی یہ سوال کریں.....(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبدالخالق آزاد: ذرا بات تو سنو تو آپ ﷺ کی پوری نبوت کا پورا دورانیہ جس میں دس سال کی مدینہ کی حکومت بھی ہے۔ آپ نے بتوں کو نہیں توڑا، کب توڑا؟ جب مکہ فتح ہو گیا اور ابو جہل کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ ابو سفیان مسلمان ہو گئے، مکہ مسلمان ہو گیا آپ ﷺ داخل ہوئے خانہ کعبہ میں اور سارے بتوں کو نکال کر کوئی جھگڑا ہوا؟ کوئی لڑائی ہوئی؟ کوئی قتل ہوا؟ نہیں۔ یہ حکمت ہوتی ہے کسی بھی سوسائٹی کے اندر۔ نبی اکرم ﷺ نے جس چیز کو بائیس سال برداشت کیا اور آپ نے حکومت قائم ہوتے ہی سب سے پہلے بامیان کے بت توڑ دیئے کہ اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں تھی وہ غیر اسلامی تھی۔ (حاشیہ نمبر 5 میں جواب دے چکا ہو۔ از مرتب)

سعد اللہ: اگر کوئی یہ اعتراض کریں دیکھو! جناب نبی کریم ﷺ مثال کے طور پر ہم سود کے بارے میں بات کرتے ہیں، شراب کے بارے میں، اب اگر کوئی یہ سوال کریں کہ آپ کیوں اس کے بارے میں بات کرتے ہو؟ حکمت کے آپ خلاف کرتے ہو۔ جناب نبی کریم ﷺ بھی مکہ مکرمہ میں موجود تھے وہاں پر شراب کی حرمت نہیں ہے

---

7) دور نبوی میں ہر کام وحی سے ہوتا تھا، بہت سارے کاموں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چاہت ہوتی تھی، لیکن وحی آکر اس سے منع فرماتے تھے، اس کی ایک مثال پیش کروں گا، صلح حدیبیہ کے موقع پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ ارادہ تھا کہ مشرکین مکہ کے ساتھ ابھی جنگ ہو جائے۔ لیکن وحی آئی کہ جنگ کرنا اب مناسب نہیں ہے، اس کی یہ یہ وجوہات ہے، سورہ فتح:25 تفسیر مظہری کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی کام کو کرنا چاہتے تھے تو نبی پاک ﷺ بھی اس پر عمل کرتے تھے، جیسا کہ غزوہ بدر کے موقع پر اسیروں کے فدیہ کا واقعہ ہو گیا، اور غزوہ احزاب میں صلح کا واقعہ ہو گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مکہ پر نبی کریم ﷺ کا غلبہ نہیں تھا، جب غلبہ نہیں تو قدرت کیسے حاصل ہو گا؟ البتہ فتح مکہ ہوتا ہی غلبہ پا کر بتوں کو توڑ دیا، تو کیا اس میں توقف کیا؟ یہ تو دور نبوی کا تذکرہ تھا، جب وحی آتی تھی۔

اور دور نبوی کے بعد وحی نہیں آسکتا تو بعد والوں کے لئے اللہ جل شانہ نے واولی الامر منکم فرما کر حکمرانوں کو مجتہد کا درجہ دیکر اتباع کا حکم دیدیا ہے، تو ہر حکمران کی اپنی اجتہاد ہے، خطا پر بھی اجر ملتا ہے، تو ایک حکمران کی اجتہاد کا دوسرا حکمران پابند نہیں، لہذا اگر کسی نے بامیان کے بت نہیں توڑے باوجود قدرت کے، تو ان کا اپنا اجتہاد ہے اور جس نے توڑا تو ان کا اپنا اجتہاد ہے۔

،وہاں پر سود کی بات نہیں تھی[8] حالانکہ مولانا ابو علی لصابونی رحمۃ اللہ علیہ وہ فرماتے ہیں۔ شراب کی حرمت چار طریقوں سے ہو گیا یعنی آہستہ آہستہ ہو گیا......(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبدلخالق آزاد: بات بتوں کی چل رہی تھی پہلے ،بتوں کی دلیل تو دو شراب تو بعد میں چھیڑیں گے۔

سعد اللہ: انا انہی کی نظیر پیش کر رہا ہو۔

عبدلخالق آزاد: کیا؟

سعد اللہ: اگر کوئی یہ اعتراض کریں مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا......(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبدلخالق آزاد: بھائی کلمہ طیبہ پہلے دن نازل ہو گیا تھا، پھر لا الہ الا اللہ، خدا سوائے اور سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں تھا یہ حکم تھا پہلے دن آ گیا تھا، اب یہ حکم پہلے دن ہی کہہ رہے ہے کہ بت نہیں ہونے چاہیے تھے، شراب کی حرمت تو چار درجوں میں بعد میں مدینہ میں جاکر ہوئی پہلے دن کوئی حکم ہے؟ مکی کسی سورت میں بتاؤ؟ نہیں۔ سود کی حرمت کوئی حکم مکہ مکرمہ میں ہے؟ لیکن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو پہلے دن ہی ہے نا۔

سعد اللہ: یہ مخاطب پر مسلط ہے یا اپنی نفس پر؟

---

8) میں نے رد میں یہی کہا کہ اس زمانہ میں ہم سود اور شراب کی بات کریں گے تو فریق مخالف یہ ھاری صورت میں آ کر یہی کہیں گا کہ حکمت سے کام لو کہ یہ سود اور شراب مکی دور میں تو حرام نہیں ہوا، مدینہ میں جا کر حرم ہوا اتنی مدت تک نہیں آئی لہذا حرمت کی بات مت کر، تو کیا اس کی بات مان لے گے؟ ہر گز نہیں کیونکہ اب دین مکمل ہو چکی ہے، اس پر میں ایک اور مثال پیش کروں گا، اگر کوئی زکوۃ نہیں دیتا ہے تو اس کو ہم زکوۃ ادا کرنے کی دعوت دے گے، تو وہ جواب میں یہی کہیں گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دور مکی میں کلمہ تو پڑھا تھا، انہوں نے کلمہ پڑھنے کے ساتھ ان چیزوں کا اقرار کیا تھا، تو اس کے باوجود بھی زکوۃ ادا نہ کی تو اس کی یہ صغری اور کبری ملا کر اس نتیجہ پر عمل کیا جائے گا؟

عبدالخالق آزاد: دونوں ہی چیزوں پر، دعوت دے رہے ہیں، عمر فاروق کو دعوت دیا، ابو بکر کو دعوت دیا، علی کو دعوت دی (رضی اللہ عنہم) فرض تو ہو گیا نا، نظریہ تو بن گیا نا، پھر تو آمد در آمد شروع ہونا چاہیے تھا، بھائی یہ جو شراب سے آپ قیاس کر رہے ہو، شراب کا حکم ہی کیا ہے؟ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس پر تو قیاس قیاس مع الفارق ہے۔[9]

سعد اللہ: اگر مثال نبی کریم ﷺ تین سال تک اپنا دعوت مخفی رکھا گیا، تو انہوں نے سب..... (درمیان میں میری گفتگو کاٹ ہوئے۔)

مفتی عبدالخالق آزاد: حکمت تھی نا۔ یعنی جو حکم دیا گیا تھا اس پر عمل آمد در آمد کی حکمت تھی، لیکن آپ نے بتوں کو توڑا نہیں ہے، کیوں انتشار پیدا ہو رہا تھا، اور آپ نے جس کو آپ اسلامی حکومت کہہ رہے ہو اس نے آتے ہی سب سے پہلے یہ کام کیا۔ اچھا اسلامی حکومت ہے، اور نظام وہی چل رہا ہے جو اشرف غنی کے زمانہ میں تھا کوئی بدلا ہے؟ بھائی آج بھی گورنر اسٹیٹ بینک اور اس کے نیچے کا سارا کام آج اسی اصول پر چل رہا ہے نا جو بیس سال کرزئی سے لیکر اشرف غنی کی زمانہ تک تھا اس میں کوئی تبدیلی آئی؟ کوئی تبدیلی نہیں آئی، معلومات کرو جا کر[10] یہ قریب ہی آپ چمن بارڈر سے تم پٹھان تو جاسکتے ہو نا ہمارے لئے تو جانا مشکل ہے۔ (موضوع سے بہت دور چلے گئے، دھیان ہے حضرت صاحب۔)

سعد اللہ: لیکن جناب مفتی صاحب میں نے یہ بات پوچھا تھا کہ آپ جو نظریہ پیش کر رہے ہو امارت اسلامی کے بارے میں، کیا وہ کسی کتاب میں موجود ہے یا نہیں؟ (حضرت موضوع سے بہت دور چلے گئے تھے، جس کی وجہ سے میں نے یاد دھیانی کرائی)

---

9) کیسے قیاس مع الفارق ہے؟ میں نے بت توڑنے کی ذکر کی کہ مدنی دور میں بت توڑے گئے اور شراب کی حرمت بھی مدنی دور میں ہوا، لیکن تم نے اس سے الٹی منطق ثابت کرنا چاہتے تھے، اس کی رد تمہاری زبان میں پیش کی، اگر اس طرح کہا جائے کہ دیکھو! مکی دور میں یہ کام نہیں ہوا، اور وہ کام نہیں ہوا تو کیا بعد میں امت کے لئے یہ گنجائش ہے کہ مکی دور میں نہ ہونے کی وجہ سے امتی اب بھی وہ کام نہ کرے؟، اگرچہ مدنی دور میں ہوا ہو۔

10) الحمد للہ معلومات کی، تمہارا یہ دعوی جھوٹا نکل آیا، دو گواہ حاضر ہے جو شرعا مطلوب بھی ہے، ایک سے پتہ لگا یا وہ افغانستان میں بینک کی اصلاحات کا کام کرتا ہے انہوں نے بتایا کہ 99٪ اصلاحات کا کام مکمل ہو چکا ہے اسلامی نظام کے مطابق۔ اگر ثبوت چاہیے بندہ حاضر ہے۔

مفتی عبد الخالق آزاد: "کتاب کا ہونا" کا کیا مطلب ہے؟ تجزیہ عقل کی بنیاد پر ہوتا ہے اور تاریخ کی بنیاد پر ہوتا ہے[11] اور ہم نے تو تاریخ کی دیکھتی ہے کہ محمود غزنوی کیا جبکہ افغانستان 35ھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کابل فتح ہو گیا تھا، تاریخ ہے نا۔ 35ھ لیکر اب یہ جو افغانستان کے لڑائی سے پہلے تک کا زمانہ ہے۔ یہ کتنے ہزار سال بنتا ہے، سوا بارہ، تیرہ سو سال زمانہ بنتا ہے۔ بنتا ہے کہ نہیں؟ تو اس پوری تاریخ کے اندر ایک کام نہیں ہو رہا ہے۔ اور وہ ایک نیا کام ہو رہا ہے اس کو اسلام کی امارت کیسے کہے گے؟ میرا سوال تو آپ سے ہے۔ (اس کا جواب حاشیہ نمبر: 5 میں دے چکا ہو، کہ ملا عمر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کن کن نے اس بامیان بت کو ختم کرنے کی کوشش کی، وہاں ملاحظہ کر سکتے ہو۔ از مرتب)

سعد اللہ: یعنی ایک کام کی وجہ سے وہ۔۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: ایک کام نہیں ہے، آپ نظام کی بات کرو پورا نظام مثلاً: معیشت کا نظام، سیاست کا نظام، اسی طریقہ سے سماجیات کا نظام، لین دین اور سماجی معاملات، پورا دین ایک مکمل نظام ہے نا۔ آپ بتاؤ کہ اس وقت کا ڈالر اور آپ کا پیسہ کس قیمت کا ہے؟ اور آج افغانستان جس کو دنیا کی کسی ملک نے تسلیم نہیں کیا ہوا ہے۔ کسی ایک ملک نے تسلیم کیا ہے؟ نہیں۔ اس کے باوجود اس کی کرنسی آپ سے دوگنی تگنی چوگنی زیادہ طاقتور ہے کس بنیاد پر؟[12]

---

11) تو میرا ابھی یہی سوال ہے کہ کس تاریخ کی بنیاد پر امارت اسلامی پر یہ الزام لگا رہے ہو کہ انہوں نے خمینی کی رد میں ملائیت لانا چاہ رہے تھے، تو حوالہ پیش کرو، لیکن بحث ختم ہوا اس پر حوالہ پیش نہ کر سکا، ورمزید یہ ہے کہ اس بات پر پردہ ڈالنے کے لئے موضوع سے کبھی ادھر بھاگتا اور کبھی اُدھر بھاگتا۔

12) مفتی صاحب آپ کی نظر مادیات پر منحصر ہے دور نبوی سے لیکر اب تک کتنی جنگیں لڑی ہیں؟ ان میں کبھی ایک جنگ بھی مسلمانوں نے روحانی طاقت کے رو سے نہیں جیتی ہے کیا؟ اور کیا مسلمانوں کے لئے روحانی کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں ہے؟ خواہ مخواہ مادیات کے بل بوتے پر کامیابی مل سکتی ہے۔ اور روس کو اپنے ملک سے کیسے بھگا دیا، حالانکہ روس ایسی سپر پاور ملک تھی کہ جہاں جاتا اس ملک پر قبضہ کر کے آتا، لیکن ایک ایسے روحانی تربیت یافتہ اور غیرت مند ملک سے وابستہ پڑا کہ الٹے منہ بھاگنا پڑا اور سوشلزم نظام پر ناز تھا اس کو دنیا میں ناکام کر کے دیکھایا، آپ کو میرا یہی مشورہ ہے کہ "منصب نبوت" نامی کتاب مولانا ابو الحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مطالعہ فرمالیں، تب پتہ چلے گا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی محنت مادیات پر تھی یا روحانیات پر، اپنے نظریہ کو درست کیجئے۔

چلو اگلی بات کرو کہ ابھی اس وقت اسلامی امارت جسے آپ کہہ رہے ہے حکومت ہے یہ خود ان کی وزیر خارجہ کا بیان ہے یہ (امیر خان: از مرتب) متقی کا قطر کا معاہدہ جو امریکہ سے ہم نے قطر میں بیٹھ کر کیا تھا فروری 2021ء (2020ء میں معاہدہ ہوا تھا: از مرتب) اس معاہدہ کی رو سے ہمیں حکومت ملی ہے آپ بتایئے امریکہ سے معاہدہ کی بنیاد پر جو حکومت ملی ہو وہ اسلامی ہے۔[13]

سعد اللہ: اگر ان (امریکہ: از مرتب) کو مجبور کیا ہو تو؟

مفتی عبد الخالق آزاد: نہیں مجبور طاقتور کرتا ہے یا کمزور کرتا ہے۔

سعد اللہ: طاقتور کرتا ہے۔

مفتی عبد الخالق آزاد: تو طاقتور کون ہے؟ (طاقتور تو یہی مجاہدین تھے کہ انیسویں صدی میں دو دفعہ انگریزوں اور بیسویں صدی میں روس اور اکیسویں صدی کو امریکہ کو افغانستان سے نکالا گیا، تو کیا وقت کی سپر پاور کو بے دخل کرنا طاقتور نہیں کہلاتا؟: از مرتب)

سعد اللہ: شہداء جو انہوں نے دیئے تھے۔

مفتی عبد الخالق آزاد: کس نے شہداء دیئے تھے؟

سعد اللہ: اسلامی امارت نے۔

مفتی عبد الخالق آزاد: کس کے شہداء دیئے تھے؟

سعد اللہ: یہی جو حکومت ابھی قیام ہو گیا ہے۔ انہی کی شہداء کے خون کے بدولت۔

مفتی عبد الخالق آزاد: نہیں خون کی بدولت، کوئی فزیکل میٹرل کوئی بنیادی طور پر شہداء تو چالیس سال سے ہو رہی ہے۔ (بھلا اس الفاظ کا بحث سے کیا تعلق: از مرتب) آج ایک ایگریمنٹ (معاہدہ: از مرتب) ہوتا ہے۔ وہاں قطر

---

13) کون کہتا ہے کہ جو حکومت صلح کی بنیاد پر نہ ملے وہ اسلامی نہیں ہے۔ کیا نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صلح نہیں کی، انہی صلح کی بدولت نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مدینہ میں چین سے دعوت دیتے رہے کہ اس صلح حدیبیہ کے بدلہ میں چین سے حکومت نہیں ملی، اس پر میں آگے ایک فقہی جزئیہ بھی پیش کروں گا کہ اگر دب کر صلح کرنا پڑیں تو بھی جائز ہے۔

میں بیٹھ کر جہاں امریکہ کا اس پوری خطہ کا سینٹر کماؤنڈ موجود ہے۔ وہاں بیٹھ کر معاہدہ ہورہا ہے[14]۔ اور اس میں سترہ جگہ پر، وہ معاہدہ پڑھا ہے آپ نے؟

سعد اللہ: کن کا؟

مفتی عبد الخالق آزاد: وہ جو معاہدہ اس وقت موجودہ قیادت ہے اس کا اور امریکہ کے درمیان ہوا تھا وہ معاہدہ پڑھا ہے؟ آپ پہلے پڑھے۔ تاریخ دیکھنا چاہتے ہیں نا فروری 2021ء (2020ء میں معاہدہ ہوا تھا: از مرتب) کو کتنے سال ہوئے؟ پہلے تاریخ تو پڑھ لو۔ اس تاریخ میں سترہ جگہ پر یہ جملہ لکھا ہوا ہے کہ یہ امارت اسلامی جسے امریکہ تسلیم نہیں کرتا ہے بریکٹ میں (کیا یہ حصہ اصل معاہدہ کا حصہ ہے یا مترجم کی طرف سے بڑھایا گیا جملہ ہے جیسا کہ مترجم نے خود وضاحت بھی دی ہے، کچھ احساس پیدا کروں، تدلیس سے بچے رہو، جو قابل اعتماد نہیں ہوتا ہے، اور اپنے الفاظ سے یہ تاثر دیتے ہو کہ یہ معاہدہ کا حصہ ہے: از مرتب)۔ یہ امریکہ کے مفادات[15] کی تحفظ کریں گی[16]

---

14) اگر قطر میں معاہدہ ہوتا ہے تو بقول تم کے کہ اسلامی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہاں پر امریکہ کی سینٹر کمانڈ موجود ہے، تو میرا تجھ سے سوال ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مقام حدیبیہ پر مشرکین مکہ کے ساتھ معاہدہ کیا، اور مختلف تفاسیر میں موجود میں ہے کہ اس مقام کا کچھ حصہ مکی حرم میں شامل ہے، تو یہاں پر بھی مشرکین مکہ کا کمانڈ حاصل ہے، تو اس معاہدہ کا کیا حکم رہے گا یہ ھارے اصول کے بنیاد پر؟

15) یہ الفاظ معاہدہ میں نہیں ہے، بلکہ سلامتی لفظ کا وجود ہے۔

16) لو جی! فقہی جزئیہ پیش خدمت ہیں کہ مال کے ذریعے بھی کافر کی تحفظ کر سکتے ہو، پر اپنی حفاظت مقدم ہے: (ويصالحهم ولو بمال إن خيرا) أي يصالح الإمام أهل الحرب إن كان الصلح خيرا للمسلمين لقوله تعالى {وإن جنحوا للسلم فاجنح لها} [الأنفال:61] أي مالوا للصلح...... ولو حاصر العدو المسلمين وطلبوا الصلح بمال يأخذونه من المسلمين لا يفعل الإمام ذلك لما فيه من إعطاء الدنية وإلحاق المذلة بالمسلمين وفي الخبر ليس للمؤمن أن يذل نفسه إلا إذا خاف الهلاك لأن دفع الهلاك بأي طريق أمكن واجب «وأراد رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يوم الأحزاب أن يصرفهم عن المسلمين بثلث ثمار المدينة كل سنة فقال سيدا الأنصار سعد بن معاذ وسعد بن عبادة رضي الله عنهما يا رسول الله إن كان هذا عن وحي فامض لما أمرت به وإن كان رأيا رأيته فقد كنا في الجاهلية لم يكن لنا ولا لهم دين فكانوا لا يطعمون من ثمار المدينة إلا شراء أو قرى فإذا أعزنا الله تعالى بالإسلام وبعث فينا رسول نعطيهم الدنية لا نعطيهم إلا السيف فقال عليه الصلاة والسلام إني رأيت العرب رمتكم عن قوس واحدة فأحببت أن أصرفهم عنكم فإن أبيتم ذلك فأنتم وذاك وسر عليه السلام بذلك فقال اذهبوا لا نعطيكم إلا السيف» وميلانه عليه الصلاة والسلام في الابتداء دليل على أنه يجوز عند خوف الهلاك وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطي المؤلفة قلوبهم لدفع ضررهم وكل ذلك جهاد معنى.

(یہ الفاظ جو تم لوگوں نے ترجمہ کیا ہے وہاں پر تو بالکل موجود نہیں، بلکہ تم اس کے خلاف بول رہے ہو: از مرتب) ۔اگر امریکہ کے اڈے پر یا امریکہ کے کسی بندے کو نقصان پہنچا کوئی بھی آدمی آکر کریں تو اس کی ذمہ دار امارت اسلامی ہو گی، اور امریکہ اس کے بدلہ لینے کا حق رکھتا ہے۔ آپ پورا معاہدہ انگریزی میں بھی اور ہم نے اردو اسے باقاعدہ ترجمہ کر کے چھاپا ہے۔

سعد اللہ: اگر ان کی نظیر میں دور نبوی میں پیش کرو تو؟

مفتی عبد الخالق آزاد: بھائی نظیر تو چھوڑو پہلے [17]، پہلے تو معاہدہ پڑھو۔

سعد اللہ: انا! اسی معاہدہ کا نظیر میں دور نبوی کا۔۔۔۔ (درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: مثلاً۔

سعد اللہ: مثال کے طور پر غزوہ احزاب اور خندق پیش آرہا ہے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جو نیٹو جنگ ہو رہا ہے، کیونکہ علماء کرام فرماتے ہیں: وہ دور بھی۔۔۔۔ (درمیان میں میری گفتگو کاٹ ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: غزوہ خندق میں کونسا معاہدہ ہوا تھا؟

سعد اللہ: میں ابھی بتا رہا ہو۔ وہ یہ تھا جناب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب ان کو دیکھا کہہ رہا ہے کہ ایسا نہ ہو ہم سب مغلوب ہو جائے۔ تو اس کے لئے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو جمع کیا، انصار کو کہ میں ان کے ساتھ معاہدہ کرتا ہو، کہ میں اپنا جزیہ (ٹیکس) دیتا ہو، حالانکہ اس میں یہ حکم ہے۔ 1: اسلام لے آؤ، کلمہ پڑھو، 2: یا ٹیکس دیدو، 3: یا قتال ہے۔۔۔۔ (درمیان میں میری گفتگو کاٹ ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: یار یہ غزوہ خندق کے موقع پر ہوا ہے؟

سعد اللہ: جی۔

مفتی عبد الخالق آزاد: صلح حدیبیہ کے موقع کی بات ہے۔[18]

سعد اللہ: نہیں۔

---

17) ہٹ دھرمی ملاحظہ فرمائیں حضرت صاحب کی۔

18) تاریخ اور سیرت سے واقفیت دیکھو، صلح حدیبیہ اور غزوہ خندق (احزاب) سے واقفیت بھی نہیں، حالانکہ یہ لوگ سیرت کی بھی درس دیتے ہیں، جب ان کی حالت ہے تو سیرت کا درس کیسے دیں گے؟ ظاہر ہے شاگردوں پر بھی یہی اثر پڑیں گی۔

عبدالخالق آزاد: غزوہ خندق میں تو دشمن کو شکست ہوئی تھی اتحادی قوتوں کو۔

سعد اللہ: معارف القرآن میں تو یہ موجود ہے۔[19]

عبدالخالق آزاد: بھائی بات یہ ہے کہ بنیادی طور پر کوئی معاہدہ، صلح ہوا تھا ابو سفیان سے؟ **(گرگٹ کی رنگ تبدیل کررہاہے، قارئین کرام آگے بھی دیکھتے رہو)۔**

سعد اللہ: یہ نبی کریم ﷺ پیش کر رہے تھے، میں وہ واقعہ۔۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبدالخالق آزاد: نہیں۔ عمل کیا ہوا ہے؟ یہ تو آپس میں مشاورت بہت ساری باتوں کی ہو سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ عمل درآمد کیا ہوا ہے؟ کوئی مصالحت ہوئی ہے؟

سعد اللہ: نبی کریم ﷺ کا قول تو بھی ہے۔۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبدالخالق آزاد: بھائی بات یہ نہیں ہے، بات عمل درآمد کی ہوتی ہے۔ عمل درآمد تو صرف صلح حدیبیہ کے موقع پر

۔

سعد اللہ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کا یہ قول یہ عمل نعوذ باللہ کوئی غلط کام تھا۔

---

19) ملاحظہ فرمائیں: معارف القرآن مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سورۃ احزاب، 110،109/7، ط، ادارۃ المعارف
مزید ملاحظہ ہو سیرت رسول اکرم ﷺ، مولانا ابو الحسن ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، 183، مجلس نشریات
تفسیر مظہری، سورۃ احزاب، 296/7، ط، رشیدیہ
ان تمام علماء کرام نے اس واقعہ کو غزوہ خندق (احزاب) کے موقع پر ذکر کیا ہے نہ کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر۔

عبد الخالق آزاد: بھائی یہ کس نے کہہ دیا ہے؟ غلط ہے، مشاورت رائے تو ہوتی ہے نا۔ وہ قانون بن گیا؟[20]

سعد اللہ: نہیں! قانون اگر نہ بنا تو بھی اجتہاد ہے۔

عبد الخالق آزاد: بھائی اجتہاد تو آپ کون سا۔۔۔ آپ تو قانون بنا رہے ہو۔ یہ مشاورت ہے،[21] آپ تو ایک مخالف سے بیٹھ کر ٹیبل پر بات چیت کر رہے ہو۔ اس کی مثال اگر ہو سکتی ہے تو زیادہ سے زیادہ صلح حدیبیہ ہو سکتی ہے۔ اور صلح حدیبیہ کس پس منظر میں ہوئی ہے اس کا پورا پس منظر تو سامنے لاؤ۔ کیا اس کے ساتھ اس مشابہت ہو سکتی ہے؟

سعد اللہ: یہاں پر ان کی مشاورت چل رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنا حکم ان پر مسلط کر رہے تھے کہ یہ ہو گا۔۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبد الخالق آزاد: تو پھر ہوا؟

---

20) جی ہاں قانون بن گیا ہے۔ یہاں مفتی مفتی عبد الخالق آزاد کو اس واقعہ کی قانون بننے سے انکار ہیں تو اس کی رد میں تبیین الحقائق کا حوالہ پیش خدمت ہیں، جس نے اس واقعہ سے قانون بنایا ہے خاص کر نشان زدہ مقامات قابل غور ہیں: ولو حاصر العدو المسلمين وطلبوا الصلح بمال يأخذونه من المسلمين لا يفعل الإمام ذلك لما فيه من إعطاء الدنية وإلحاق المذلة بالمسلمين وفي الخبر ليس للمؤمن أن يذل نفسه إلا إذا خاف الهلاك لأن دفع الهلاك بأي طريق أمكن واجب «وأراد رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ يوم الأحزاب أن يصرفهم عن المسلمين بثلث ثمار المدينة كل سنة فقال سيدا الأنصار سعد بن معاذ وسعد بن عبادة رضي الله عنهما يا رسول الله إن كان هذا عن وحي فامض لما أمرت به وإن كان رأيا رأيته فقد كنا في الجاهلية لم يكن لنا ولا لهم دين فكانوا لا يطعمون من ثمار المدينة إلا شراء أو قرى فإذ أعزنا الله تعالى بالإسلام وبعث فينا رسول نعطيهم الدنية لا نعطيهم إلا السيف فقال عليه الصلاة والسلام إني رأيت العرب رمتكم عن قوس واحدة فأحببت أن أصرفهم عنكم فإن أبيتم ذلك فأنتم وذاك وسر عليه السلام بذلك فقال اذهبوا لا نعطيكم إلا السيف» وميلانه عليه الصلاة والسلام في الابتداء دليل على أنه يجوز عند **خوف الهلاك وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطي المؤلفة قلوبهم لدفع ضررهم وكل ذلك جهاد معنى.**

(تبیین الحقائق، کتاب السیر، 4/92، ط، ایم ایچ سعید)

21) مفتی عبد الخالق آزاد نے اس واقعہ کو قانون کا حصہ بننے سے انکار کیا ہے، صرف مشاورت تسلیم کرتے ہیں، اور اس پر عمل کرنے والوں کو غلط کہتے ہیں جیسا آگے مکالمہ میں آئے گا، کہ انہوں نے کہا ہے اس پر عمل کرنا غلط ہے، تو کیا امام فخر الدین زیلعی (وفات: 743ھ) نے غلط کیا ہے، جنہوں نے اس واقعہ سے استدلال کر کے مسائل کا استنباط کیا ہے؟ یہ ہے ان لوگوں کی اصلیت، جہاں ان کی تنظیم پر انچ آنے پڑ جائے، تو ہر قابل قدر شخصیات کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

سعد اللہ: اوس خزرج کے جو اکابرین تھے، انہوں نے کہا! ہم شرک کی حالت میں ان کو جزیہ نہیں دیتے تھے، تو اب کیا ہم کیوں دیدے؟ تو جناب نبی کریم ﷺ ان کی بات کی وجہ سے جب یہ لوگ اتنے ڈٹے تھے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے خود کہا! کہ جب اس طرح ہو تو میں بھی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبد الخالق آزاد: کوئی رائے لینے کے لئے بات تھی نا، اسی سے معلوم ہوا کہ اوس خزرج سے رائے لینی تھی کہ اگر حضور کوئی فیصلہ فرمائے تو ان کی رائے کیا ہے؟ جب وہ ڈٹ گئے، تو بعد کی گفتگو کی انداز ہی دوسرا ہے۔

سعد اللہ: اگر کوئی اس۔۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبد الخالق آزاد: صلح حدیبیہ کی بات کرو، دیکھو بات غلط، (گڑبڑ نہ کرو چور الٹا ڈانٹے کوٹوال کو: از مرتب)۔ مولانا تقی عثمانی نے بھی جو ان کی حمایت کی ہے اس کی دلیل انہوں نے یہی دی ہے کہ صلح حدیبیہ کا معاملہ ہے۔[22]

سعد اللہ: لیکن یہ تو حوالہ میرے اوپر ہے، میں ان شاء اللہ پیش کروں گا۔

عبد الخالق آزاد: نہیں بات تو ہوئی۔ لیکن کیا یہ قانون ہے؟ ذرا اس کو سمجھنے کی کوشش کرو، حنفیوں کی قانون الگ ہوتا ہے، مشورہ میں کوئی بات آسکتی ہے، دس باتیں آتی ہے۔

سعد اللہ: جناب مفتی صاحب اگر کوئی اس بات پر عمل کریں، کیا وہ اہل السنت والجماعت۔۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹ ہوئے۔)

عبد الخالق آزاد: بھائی کس نے کہا ہے؟ کہ یہاں عمل ہوا ہے۔ بات طالبان کی ہو رہی ہے۔(خود بحث شروع کیا تھا ، اب راہ فرار اختیار کر رہے ہیں: از مرتب)

سعد اللہ: جناب نبی کریم ﷺ یہ بھی پیش کر رہے ہیں اگر میں اس پر عمل کرو، تو میرا کیا حکم رہے گا؟

عبد الخالق آزاد: جب حضور نے عمل نہیں کیا ہے، تو آپ بھی عمل نہیں کرو۔[23]

---

22) کہاں لکھا ہے پیش کروں ذرا۔

23) اگر عمل کرنا ہی معیار ہے، تو نبی کریم ﷺ نے بدر کی قیدیوں سے فدیہ لیکر عمل کیا تھا، تو اس پر صحابہ کرام کے لئے تنبیہ آئی اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! کہ عذاب الٰہی بالکل سامنے آچکا تھا بجز حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے کوئی اس سے نہ بچتا۔ دیکھیے معارف القرآن 4/285۔

سعد اللہ: اگر میں عمل کرو۔

عبد الخالق آزاد: غلط ہے نا۔ (نعوذ باللہ من ذلک: از مرتب) کیوں؟ کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات کس پس منظر میں کہی ہے، یہی تو حنفیت ہے[24]۔

سعد اللہ: غلط ہے (بقول تم کے از مرتب)، لیکن اہل السنت والجماعت سے نکل جاتا ہے یا نہیں؟

عبد الخالق آزاد: یار یہ فتویٰ کی زبان استعمال کرنے کا کیا مطلب؟

سعد اللہ: نہیں۔ (اس بات پر میرے طرف سے ہنسی)

عبد الخالق آزاد: بات یہ ہے کہ آپ نے بات شروع کی ہے اسلامی امارت سے۔ سوال وہ ہے بنیادی۔ پہلے تو اس کا مجھے جواب دو، یہ جو معاہدہ ہوا ہے امریکہ کے ساتھ۔ اس کی قانونی کوئی نظیر دیکھاؤ[25]۔ وہ فتویٰ کی زبان یہی تو تم مولویوں کا مسئلہ ہے (کیا تم مولوی نہیں ہو؟ از مرتب) کہ فوراً فتویٰ کی زبان وہ کافر ہے، غیر کافر ہے، حضور کا منکر ہے، فلان ہے، ڈمکانہ ہے۔ بھائی جو بنیادی بحث ہو رہی ہے، وہ امارت اسلامی افغانستان کے اس معاملہ کی ہے، انہوں نے امریکہ سے معاہدہ کر کے حکومت لی ہے۔ حضور ﷺ نے مکہ فتح کے وقت کوئی معاہدہ کیا تھا؟ ابوسفیان سے حکومت لینے کا؟[26]

سعد اللہ: لیکن۔۔۔۔ (درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبد الخالق آزاد: یہاں تو حکومت لی جا رہی ہے باقاعدہ۔

سعد اللہ: اس **(قربانیوں: از مرتب)** کا نتیجہ ہے۔ یہ نتیجہ سے ماقبل میں سب کچھ ہے۔

عبد الخالق آزاد: کیا؟

سعد اللہ: بیس سال میں جو کچھ ہوا ہے، کیا ہم اس کی طرف صرف نظر نہیں کریں گے؟

---

24) تو میں نے حنفی ہی کو فیصل قرار دیا، تو کیا اس حنفیت کے فیصل ہونے پر برقرار ہو؟

25) اسلامی امارت کی صلح کے اسلامی ہونے کے تائید میں دلائل تو دے چکا ہو، حاشیہ نمبر: سترہ ملاحظہ فرمائیں، لیکن تم میں کب ماننے کی صلاحیت ہے؟ فیصلہ قارئین کرام کریں گے ان شاء اللہ۔

26) جناب نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کی وجہ سے مدینہ منورہ میں جو اسلامی اسٹیٹ تھا، چین سے دعوت دیتے رہے، اور اسی معاہدہ کی وجہ سے مدینہ منورہ میں امن کی فضاء قائم ہوئی، اور مدینہ کی سلامتی برقرار رہی، لہذا میرا آپ سے یہی درخواست ہو گا کہ کچھ نہ کچھ سیرت سے ربط پیدا کرے۔ یا قصداً تعصب کی بنیاد پر ایسے واقعات سے صرف نظر کرتے ہو۔

عبدالخالق آزاد: تو وہ اس کی تاریخ بھی پڑھو، مطالعہ کرو کہ کیا ہوا ہے وہ؟

سعد اللہ: الحمدللہ تو اس کا پڑھا ہے لیکن۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبدالخالق آزاد: نہیں پڑھا ہے۔ ابو اسماعیل ریحان (نام سے واقفیت دیکھو: از مرتب) کی تاریخ پڑھی ہے تم پچھلے تین سو سال کی احمد شاہ ابدالی کی زمانہ سے جب افغانستان نے الگ شناخت قائم کی تھی، تین سو سال کی تاریخ پڑھو خود، اس کے بعد بات کرنا۔

سعد اللہ: میں نے تو تاریخ ابن خلدون پڑھا ہے۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

مفتی عبدالخالق آزاد: ابن خلدون کے زمانہ میں جو جدوجہد اور کوشش ہے، ابن خلدون افغانستان کی تاریخ پر کچھ لکھا ہے؟

سعد اللہ: محمود غزنوی تھا، غوری تھا، اسی طرح افغانستان کا۔۔۔(درمیان میں میری گفتگو کاٹتے ہوئے۔)

عبدالخالق آزاد: بھائی ابن خلدون نے اس پر کوئی لکھا ہے افغانستان پر؟

سعد اللہ: انہی کی تاریخ میں تو لکھا ہے۔

عبدالخالق آزاد: دنیا کی تاریخ لکھی ہے[27]۔

سعد اللہ: دوسرا تاریخ جو خاص کر متحدہ ہندوستان پر ہے 1000ھ تک، نام تو میں بھول گیا ہوں۔ وہ میں نے بھی پڑھا ہے۔

مفتی عبدالخالق آزاد: کونسی؟

سعد اللہ: نام تو میں ابھی بھول گیا ہو۔ (تاریخ فرشتہ)

مفتی عبدالخالق آزاد: بات تو یہی ہے کہ پہلے تو اپنی تاریخ یاد کر کے آؤ پھر اگلی بات کرو[28] (لو جی تاریخ کے نام بھولنے سے بحث کا کیا تعلق)۔

سعد اللہ: فارسی زبان میں ہے لیکن اردو میں ٹرانسلیشن ہوا ہے۔

---

27) کیا دنیا کی تاریخ میں افغانستان شامل نہیں ہے، اور تاریخ ابن خلدون نے محمود غزنوی اور غوری پر مفصل بحث کی ہے، یا تو مطالعہ کی کمی ہے یا تعصب اور ھٹ دھرمی میں مبتلا ہو۔

28) کب سے راہ فرار کی کوشش میں تھا، لو جی اب اس میں کامیاب ہو گیا۔

مفتی عبد الخالق آزاد: نماز کی تیاری کرو بس۔

سعد اللہ: جزاک اللہ۔

خاتمہ

اس کے بعد تقریباً نماز کی تیاری میں دس منٹ سے زیادہ وقت گزرا۔ تو اس دس منٹ کے دوران میرا گفتگو مولانا عبد المتین نعمانی کے ساتھ ہوئی جو ان کے بڑوں میں سے ہیں۔ انہوں اسلامی امارت اسلامی کے خلاف غیر مہذب انداز اور جذبات میں آتے ہوئے جو باتیں کی جو سب کے سب جھوٹی نکل آئی، تحقیق کرنے پر جس کی طرف اوپر حاشیہ میں اشارہ کر چکا ہو۔ اس کے بعد کسی اور کے ساتھ جو عامی تھا، بات چیت ہوئی، تب جا کر مغرب کی نماز کھڑی ہوئی۔

نماز پڑھنے کے بعد کوئٹہ کے ایک ذمہ دار شخص (پروفیسر عبد النافع) آئے انہوں نے کہا! آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، اس نشست میں ہمارے اسکول کے اسٹوڈنڈ تھے، ان پر غلط اثر پڑ سکتا ہے، اگر آپ کو سوال کرنا تھا تو ہم آپ کی علیحدہ نشست رکھواتے، میں نے جواباً کہا: کہ تم لوگوں (مولوی سعید) نے کہا تھا کہ موضوع کے برابر سوال کر سکتے ہو اور میرا کچھ ایسا ارادہ نہیں تھا بس صرف ایک سوال پوچھنا تھا، اور رہ گئی بات علیحدہ نشست کی، تو میں کب سے اسی کوشش میں ہو اور تم لوگوں نشست نہیں رکھوا رہے ہو، جو دراصل ان کی اصلیت عوام کے سامنے آشکارا ہو گیا، اس وجہ سے شکایت کی، اور مزید میں نے یہ بھی کہا کہ اگر میرے وجہ سے تم لوگوں کی نشست خراب ہوئی، تو میں تمہارے حضرت سے معافی مانگوں گا۔

اس کے بعد مجھ سے وعدہ کیا کہ تمہاری نشست رکھوائیں گے اور فون کا نمبر میں نے ان سے اور میں نے اپنا نمبر ان کو دیا، بعد میں فون کرنے پر میں نے بتایا کہ کب ہماری نشست رکھوائیں گے، تو جواب میں کہا کہ ہماری کچھ مصروفیات تھی جو دراصل ہماری نشست رکھوانا نہیں چاہتے تھا، اور یہ بھی ان سے کہا کہ تمہارے بڑے یعنی مولانا عبد المتین نعمانی نے مجھ سے خود کہا کہ ٹائم دونگا جو بات پوچھنی ہو، اور آخر میں نے کہا کہ ان سے صرف ٹائم لوں گا جس کی انہوں نے خود وعدہ کیا ہے۔ لیکن اجازت ان کی طرف سے نہ ملا۔

اگلے دن مولوی سعید سے بات چیت ہوئی تو میں نے کہا کہ تمہاری خلاف دلائل کی روسے کام شروع کروں گا تو انہوں نے مجھے جواب میں دھمکیانہ انداز میں کہا کہ اگر ہمارے اس دفتر کو کچھ ہوا تو میں تمھیں نہیں چھوڑوں

گا، میں نے جواب میں کہا یہ کچھ کرنا نہ ہمارا شیوہ ہے اور نہ ہم اس کے قائل ہے، باطل جب دلائل سے عاجز آجائے تو دھمکیاں دینا شروع کر دیتے ہیں، جیساکہ مشاہدہ ہیں۔

آج تک ان کی طرف سے نہ نشست رکھوایا اور نہ فون آیا۔

اس سے قبل بڑے عید کے موقع پر پروفیسر عبد النافع نے ان کے سامنے لیکچر دی، جو مجھے کچھ اشکالات در پیش ہوئے، جب سوالات ان سے کئے، تو جواب نہ بن سکنے پر کہا کہ تم مناظرہ کرنا چاہتے ہو، بعد میں ان سے ملا تو میں نے کہا اگر تم میرے سوالوں کی وجہ سے ناراض ہوئے تو معذرت کرنا چاہتا ہو۔ تو جواب میں کہا نہیں، ناراض نہیں ہو۔ زبان سے اب ناراض نہ ہونے کا کہہ رہے ہے، لیکن نشست میں کیا جملہ استعمال کیا؟ وہ بھی سامنے لکھا ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہو کہ ہمیشہ حق کی طرف سے خوش خلقی کا مظاہرہ ہوتا ہے، لیکن باطل بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔

مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ (آخری قسط)

فقہ غیر مقلدین قرآن وحدیث کے خلاف ہے

41: عصمت انبیاء (علیہم السلام)

عصمت کا مطلب ہے گناہوں سے معصوم ہونا۔ تمام انبیاء علیہم السلام تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم و محفوظ ہوتے ہیں، عصمت انبیاء کے لیے لازم ہے ان سے گناہوں کا صدور نہیں ہوتا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں والأنبياء عليهم السلام كلّهم منزهون أى معصومون عن الصغائر والكبائر أى من جميع المعاصى الخ (شرح فقہ الاکبر: 68)

انبیاء کرامؑ کی عصمت کا عقیدہ رکھنا ضروریات دین میں سے ہے اور اس میں کسی بھی قسم کی جھول ایمان کے لئے خطرناک ہو سکتی ہے۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ (المتوفی: 1246ھ) عصمت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عصمت کا معنیٰ یہ ہے کہ انبیاء کرام کے اقوال وافعال، عبادات وعادات، معاملات ومقامات اور اخلاق واحوال میں حق تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی بدولت اُن کو مداخلتِ نفس وشیطان اور خطاونسیان سے محفوظ رکھتا ہے اور محافظ ملائکہ کو ان پر متعین کر دیتا ہے تاکہ بشریت کا غبار اُن کے پاک دامن کو آلودہ نہ کر دے اور نفس بہیمیہ اپنے بعض امور اُن پر مسلّط نہ کر دے اور اگر قانون رضائے الٰہی کے خلاف اُن سے شاذ ونادر کوئی امر واقع ہو بھی جائے تو فی الفور حافظ حقیقی (اللہ تعالیٰ) اس سے انہیں آگاہ کر دیتا ہے اور جس طرح بھی ہو سکے غیبی عصمت ان کو راہ راست کی طرف کھینچ لاتی ہے" (منصب امامت: ۷۱)

اس پر دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

دلیل نمبر 1:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

[المائدہ: 92]

ترجمہ: اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی اطاعت کرو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو اور اگر تم (اس حکم سے) منہ موڑو گے تو جان رکھو کہ ہمارے رسول پر صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صاف صاف طریقے سے (اللہ کے حکم کی) تبلیغ کرے۔

دلیل نمبر 2:

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

[النساء: 59]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو۔

فائدہ: ان آیات میں اللہ رب العزت نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ اگر رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم معصوم نہ ہوتے تو اللہ ان کی اطاعت کا کبھی حکم نہ دیتا۔

دلیل نمبر 3:

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال كنت أكتب كل شيء أسمعه من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أريد حفظه فنهتني قريش وقالوا أتكتب كل شيء تسمعه ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بشر يتكلم في الغضب والرضا فأمسكت عن الكتاب فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فأومأ بأصبعه إلى فيه فقال «اكتب فوالذي نفسي بيده ما يخرج منه إلا حق».

[سنن ابی داؤد ج2 ص514، مسند احمد ج2 ص162 رقم الحدیث 6510]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے جو بات سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے محفوظ کروں۔ قریش نے مجھے اس بات سے روکا اور کہنے لگے کہ آپ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے سنی ہر بات لکھ لیتے ہیں، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بھی تو انسان ہیں، خوشی اور غمی میں کلام کرتے ہیں۔ تو میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ میں نے یہ بات نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو بتائی تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنی انگلی کا اشارہ اپنے منہ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: تم لکھا کرو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

فائدہ: سب سے زیادہ گناہ عموماً زبان سے صادر ہوتے ہیں۔ تو جس ذات کی زبان ہی قبضہ خدا میں ہے تو اس شخصیت سے گناہ کا خیال کیونکر کیا جا سکتا ہے ؟!

دلیل نمبر 4:

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

[مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 11 ص 546]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں اللہ کی نافرمانی ہو۔

دلیل نمبر 5:

عن عائشة رضی اللہ عنہا والمغيرة بن شعبة رضی اللہ عنہ: أن النبي ﷺ كان يقوم من الليل حتى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فقلت له: لم تَصْنَعُ هذا يا رسول الله، وقد غفر اللهُ لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر؟ قال: «أَفَلَا أحب أن أكونَ عبدا شَكُورًا»

(بخاری و مسلم)

عائشہ ؓ اور مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے قدم پھٹ (سوج) جاتے۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف کر دی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا پھر میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں؟"

نوٹ: اس موضوع پر مزید دلائل بمع اعتراضات و جوابات کیلئے ہماری کتاب "**تسكين الأتقياء في مسئلة عصمة الأنبياء**" کو مطالعہ کریں۔

بغاوت:

اب اس شرعی مسئلے کے خلاف غیر مقلدین کا فقہی مسئلہ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہے وہ ملاحظہ کیجیے یعنی ان کا نظریہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم نہیں بلکہ ان سے گناہ ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد (المولود: 1383ھ بمطابق 1962ء) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

انبیاء قبل النبوۃ و بعد النبوۃ کبائر سے معصوم ہیں البتہ صغائر ان (انبیاء کرام علیہم السلام۔۔) سے صادر ہوئے ہیں (الحق الصریح ج1 ص320 طبع اول، ج1 ص302 طبع چہارم جدید، حکمۃ القرآن ج1 ص389، طبع دوم وجدید ص399)

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اس حوالہ کے ذکر کرنے کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کے گناہوں کا ذکر کئے ہیں (اپنی زعم کے مطابق) جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے تھے۔

تو کیا جھوٹ بولنا صغیرہ گناہ ہے ؟ کہ آپ نے لکھا ہے کہ "انبیاء کبائر سے معصوم ہے" یا کہ اصل میں آپ لوگوں کا یہی عقیدہ ہے کہ کبائر سے بھی معصوم نہیں ہے صرف عوام کو تسلی دینے اور اپنے مسلک کو بدنام نہ کرنے کیلئے یہ واویلا کرتے ہیں کہ کبائر سے معصوم ہے ؟؟؟ یاللعجب من سوء صنیع غیر المقلّدین

اور موصوف مزید لکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے بھی گناہ صادر ہوئی ہے اور وہ گناہ بھی حرص اور شہوت کی وجہ سے صادر ہوئی ہے العیاذ باللہ

موصوف لکھتے ہیں:

"معصیت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ معصیت کہ اس کی بنیاد کبر (تکبر) ہو اور دوسرا وہ معصیت کہ اس کی بنیاد حرص اور شہوت ہو اول معصیت دوسری معصیت سے زیادہ سخت ہے۔ اول معصیت ابلیس کا ہے اور دوسرا معصیت آدم علیہ السلام کا ہے۔"

(حکمۃ القرآن ج1 ص386، طبع دوم ص396)

اللہ تعالی ہمیں غیر مقلدین کی اس فقہ سے بچا کر صحیح فقہ کی اپنانے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

42: زنا کی حرمت

قرآن کریم میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی"

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ۔

اِس آیت میں زنا کی حرمت وخباثت کو بیان کیا گیا ہے، ”زنا“ اسلام بلکہ تمام آسمانی مذاہب میں بدترین گناہ اور جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ پرلے درجے کی بے حیائی اور فتنہ وفساد کی جڑ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب مرد زنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان نکل کر سر پر سائبان کی طرح ہو جاتا ہے، جب اِس فعل سے جدا ہوتا ہے تو اُس کی طرف ایمان لوٹ آتا ہے۔“

(ابو داوٗد، کتاب السنّۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، ۴/ ۲۹۳، الحدیث: ۴۶۹۰)

بغاوت:

اب اس شرعی مسئلے کے خلاف ان کی فقہی مسئلہ ملاحظہ کیجیے:

امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی زنا کی ایک قسم صادر ہوئی ہے العیاذ باللہ۔ چنانچہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں

"زنا میں فرق ہوتا ہے بعض لوگوں کی زنا اعلیٰ (حقیقی) ہوتا ہے اور بعض کے وسط درجہ میں ہوتا ہے اور بعضوں کا ادنی درجہ میں ہوتا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے اگرچہ حقیقی زنا نہیں ہوتا لیکن "ھمّ" ہے۔۔۔ اور یہ "ھمّ" زنا کی ایک نوع ہے"

(الحق الصریح ج1 ص336 طبع اول، ج1 ص317 طبع چہارم)

اناللہ وانا الیہ راجعون! یعنی انبیاء کرام علیہم السلام سے "ھمّ" ہوئی ہے اور یہ "ھمّ" زنا کی ایک قسم ہے۔ آخر اس "ھمّ" یعنی ارادے کو کس نے زنا سے تعبیر کیا ہے معاذ اللہ۔ اسی وجہ سے دلیرانہ اور جرأت کے ساتھ ایک صحابی کے متعلق تو کہتے ہیں کہ

"ہر چند قرائن سے صاف یقین ہوتا تھا کہ مغیرہؓ بدکاری کے مرتکب ہوئے مگر چونکہ شرع کا حکم یہ ہے کہ جب تک چاروں گواہ دخول اکو اس طرح نہ دیکھیں جیسے سلائی سرمہ دانی میں جاتی ہے اس وقت تک زنا کی حد نہیں لگ سکتی"

(لغات الحدیث ج1 ص316 مکتبہ نعمانی کتب خانہ لاہور، مادہ ج)

43: نماز میں اذان کا جواب دینا

ابتداءِ اسلام میں دیگر احکامات میں نرمی کی طرح نماز میں سلام اور کلام ممنوع نہیں تھا، تاہم جوں جوں وقت گزرتا گیا اور احکامات نازل ہونے لگے تو نماز کے دوران سلام اور کلام کی ممانعت آئی، جیسے کہ حدیث شریف میں ہے،

عن علقمة، عن عبد الله، قال: كنا نسلم على رسول الله ﷺ وهو في الصلاة، فيرد علينا، فلما رجعنا من عند النجاشي، سلمنا عليه فلم يرد علينا، فقلنا: يا رسول الله كنا نسلم عليك في الصلاة فترد علينا، فقال: «إن في الصلاة شغلا»

"حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں نماز کی حالت میں سلام کر لیا کرتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں سلام کا جواب بھی دیا کرتے تھے، پھر جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے تو ہم نے آپ پر سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نماز میں آپ پر سلام کرتے تھے تو آپ ہمیں سلام کا جواب بھی دیتے تھے! آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز ہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ (نماز میں تسبیحات اور قرأت کے علاوہ کوئی بات نہیں کرنی چاہیے)"

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب تحریم الکلام فی الصلوۃ، رقم الحدیث:538، ج:1، ص:382، ط: دار احیاء التراث العربی)

اسی طرح دیگر ادلّہ بھی اس پر شاہد ہیں لیکن اس پر اکتفاء کرتا ہوں۔

بغاوت:

لیکن غیر مقلدین کا اس شرعی نظریہ سے بالکل برعکس نظریہ ملاحظہ کیجیے امین اللہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں:

"اس حدیث کا ظاہر دلالت کرتی ہے کہ اذان کا جواب ہر حال میں دینا چاہیے خواہ وہ نماز میں ہی ہو یا کسی دوسرے کام میں مصروف ہو۔۔۔

(الحق الصریح ج3 ص335)

سبحان اللہ۔۔۔! سلام کا جواب جو مسلمان کا حق ہے اس سے تو نبی ﷺ منع کریں لیکن اذان کا جواب جو فرض عین نہیں اس کا جواب نماز ہی میں دیا جائے؟

اس کو کہتے ہیں غیر مقلدیت بدون اجتھاد کی فقہ، جو سراسر شریعت کے خلاف ہے لیکن الزام دوسروں کو دیتے ہیں۔ موصوف دوسری جگہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ

"اگر نماز میں چھینک آجائے تو الحمد للہ بغیر کسی کراہت کے پڑھ سکتے ہیں"

(الحق الصریح ج4 ص484و451)

موصوف کے عجیب وغریب مسائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نماز میں باتیں کرنا نماز کی اصلاح کے لئے یا عدم علم کی وجہ سے بالکل جائز ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی (أیضا ص454)

نماز ہی میں سلام کا جواب بھی اشارے سے دے سکتے ہو (الحق الصریح ج4 ص842)

اور مطلق اشارات بھی کر سکتے ہو، نماز میں دائیں بائیں بھی دیکھ سکتے ہو گردن پھیرنے کے بغیر، بلکہ عمل کثیر سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی، دیکھیے (الحق الصریح ج4 ص453)

ضرورت کے وقت گردن بھی پھیر سکتے ہو (ص488)

اسی وجہ سے تکبیر تحریمہ کے بعد عینک اتھارنا اور جیب میں رکھنا جائز ہے (ایضا ص114)

نماز میں پاک حیوان کو اٹھا سکتے ہو (ص470)

اگر کسی امام نے نجس کپڑوں میں نماز کرائی یا امام نے بے وضو نماز پڑھائی اور مقتدیوں کے علم میں یہ بات نہ تھی تو مقتدیوں کے نماز ادا ہو گئی (الحق الصریح ج5 ص158)

اگر کوئی کمرے میں ہو اور اس کو باہر سے جواب دیا جائے اور دوسرا کوئی شخص جواب دینے کے لئے نہ ہو تو نماز ہی میں اس کو سبحان اللہ سے جواب دے سکتے ہو (ص478)

اور باہر سے عام فتحہ بھی دے سکتے ہو (الحق الصریح ج5 ص167)

اور نماز میں دنیاوی اور اخروی دونوں دعائیں کر سکتے ہیں (الحق الصریح ج4 ص297)

گلستان میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا

نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ھی

(اگر اللہ نے چاہا تو نماز کے موضوع پر غیر مقلدین کے عجائب و غرائب مسائل پر تحقیقی مقالہ لکھو نگا ان شاء اللہ)

44: شیر خوار بچے کا پیشاب

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ (ام قیس بنت محصنؓ کا بیٹا) لایا گیا اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا "فدعا بماء فاتبعہ إیاہ" سو آپ نے پانی منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا۔

(بخاری، باب بول الصبیان ص ۳۵)

(۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے۔ آپ ان کے لئے برکت کی دُعا کرتے اور ان کو گھٹی لگاتے ایک مرتبہ بچہ لایا گیا اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا۔

"فدعا بماء فاتبعه بوله ولم يغسله"

پس آپ نے پانی منگوایا اور اس کے پیشاب پر بہایا اور اس کو (مبالغہ کے ساتھ) نہ دھویا۔

(صحیح مسلم ص139)

(3) ابی لیلیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا حضرت حسنؓ نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ فَلَمَّا فَرَغَ صَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ۔ پس جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گئے تو اس پر پانی بہایا۔

(شرح معانی الآثار ص ۱۲۲)

اسی طرح مزید تفصیلی روایات اور بحث کو دیکھنے کے لئے امام المحققین مولانا منیر احمد منوّر صاحب حفظہ اللہ عن کل السوء کی کتاب "تقابلی مطالعہ" مطالعہ کیجئے۔

بغاوت:

اب ان احادیث بالا کے خلاف غیر مقلدین کا فقہی مسئلہ ملاحظہ کیجیے

امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ لڑکے کی پیشاب میں تخفیف ہے (الحق الصریح ج2 ص 571)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

انسان کی پیشاب نجس ہے۔۔۔ سوائے وہ بچہ جو دودھ پیتا ہو اور خوراک اب تک استعمال نہ کیا ہو

(ایضاص148و149)

غیر مقلدین کی ایک اور کتاب میں لکھا گیا ہے کہ

"اگر شیر خوار بچہ (جس کا دودھ نہ چھڑایا گیا ہو) کپڑے پر پیشاب کر دے تو کپڑا دھونا ضروری نہیں۔

(سنن ابن ماجہ مترجم ج1ص522)

45:جماعت ثانیہ فی المسجد

جناب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ایسی کوئی حدیث ثابت نہیں ہے جو اپنے محلے میں جماعت کی گئی ہو اور پھر دوبارہ جماعت کے طور پر نماز مسجد ہی میں کریں اس موضوع پر غیر مقلدین جو ناکام استدلال کرتے ہیں بالکل دعوی کے مطابق ہے ہی نہیں۔

بغاوت:

لیکن غیر مقلدین کی فقہی مزاج کو ملاحظہ کیجیے کہ ان سے جماعت ہو کر دوبارہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں جو ان کے پاس اپنے دعوے کے مطابق ایک دلیل بھی نہیں اس لئے تو امین اللہ پشاوری صاحب بھی لکھتے ہیں کہ حتی الوسع جماعت کی تکرار سے بچنا چاہیے (الحق الصریح ج5ص180) اور سوشل میڈیا پر غیر مقلدین کے مناظر اعظم عمر صدیق صاحب کا ویڈیو بھی وائرل ہو چکا ہے کہ اپنے ہی ہم مسلک ساتھیوں کو کہہ رہے ہیں کہ ایسی کوئی دلیل ہے ہی نہیں اس پر، ورنہ ہمیں بھی ایسی کوئی دلیل سامنے لائیں۔ لہذا غیر مقلدین کا یہ عمل بھی شریعت کے خلاف ہے

46:زانیہ کی مال سے مسجد بنانا

شریعت میں پاک مال ہی مطلوب ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

"عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا (مسلم)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے۔

تو پاک مال ہی اللہ کو محبوب ہے۔

بغاوت:

لیکن غیر مقلدین کا مذہب بھی ملاحظہ کیجیے لکھتے ہیں کہ

"زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد مغصوب زمین کے حکم میں ہے اور نماز پڑھنا مغصوب زمین میں مختلف فیہ ہے لیکن قول صحیح میں جائز ہے"(فتاوی نذیریہ ج1 ص373)

اب قارئین خود سوچ لیں کہ یہ فقہ اہل حدیث شریعت کے خلاف نہیں ہے؟

47: حلال جانور کی پیشاب

شریعت نے پیشاب سے مطلقاً بچنے کی تلقین کی ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث میں ہے:

"عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: «استَنْزِهوا من البول؛ فإنَّ عامَّة عذاب القبر منه»

(سنن الدارقطني، صحيح)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا

"پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچو؛ کیوں کہ عموماً قبر کا عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔"

بغاوت:

لیکن غیر مقلدین کا اس شرعی حکم کے خلاف فقہی مسئلہ ملاحظہ کیجئے چنانچہ امین اللہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں کہ

"اس بات پر دلائل موجود ہے کہ پیشاب اور گندگی مأکول اللحم جانوروں کا پاک ہے"

(الحق الصریح ج3 ص600)

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

"جن جانوروں کی گوشت کھایا جاتا ہے اس کی لید اور گوبر پاک ہے اور اس کے اوپر نماز پڑھنا جائز ہے"

(فتاوی الدین الخالص ج1 ص394 پشتو)

اور مزید لکھتے ہیں کہ

"مأکول اللحم جانوروں کی پیشاب جب پانی کے ساتھ مل جائے تو اس سے پانی پلید نہیں ہوتی"

(فتاوی الدین الخالص ج1 ص395)

48: خطبہ میں اردو اشعار

غیر مقلدین کا یہ مسلک ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کے خطبہ میں اردو اشعار کی اجازت ہے (دیکھیے فتاوی نذیریہ ج1 ص614)

سبحان اللہ! غیر مقلدین کی عرب و عجم اکھٹے ہوکر صرف اور صرف ایک ہی ایسی دلیل لائے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے غیر عربی زبان خطبے میں اشعار کی اجازت دی ہو ایک لاکھ ڈالر اور ایک من کھجور انعام میں دیا جائیگا دیدہ باید۔۔۔۔

49: خود اپنے ہی گھر سے ثبوت

مضمون کے آخر میں دو حوالے ان کی گواہی کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ یہ حضرات خود ہی اپنے مسلک کے متعلق بھی گواہی دیتا ہے کہ ہم شریعت (قرآن وحدیث) کے مطابق نہیں ہے۔ چنانچہ امین اللہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں:

"اب تک ہم مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے باتوں کا تابع نہیں ہوگئے"

(الحق الصریح ج5 ص189)

50: ایک اور ثبوت

غیر مقلدین کے مناظر اعظم اور مجتہد و مفتی عبدالقادر حصاری صاحب اپنے ہی ہم مسلک لوگوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"کس قدر افسوس ہے کہ دعوی تو یہ ہے کہ ہم قرآن وحدیث کے عامل ہیں اور اپنے صحیفوں میں بھی یہ شائع کیا جاتا ہے کہ "یہ شرعی جماعت ہے جس کا دستور خالص بغیر تقلید شخصی واقوال الرجال کے صرف قرآن وحدیث ہے" لیکن فتووں میں عمل اس دعوی کے خلاف ہے۔

(فتاوی حصاریہ ج5 ص475)

شکوے ہمارے سارے غلط ہی سہی مگر
لو تم اب بتاؤ کس کا قصور تھا

اللہ کی فضل و کرم سے ہم نے ان کے چند مختصر مشت نمونہ از خروارے کے مطابق ان کے حقائق دکھا دیا اب ماننا اور نہ ماننا ھر کسی کی اپنی ذمہ داری ہے ہمارا کام صرف لوگوں کو خبر دار اور لوگوں تک ان کے حقائق پہنچانا تھا اور بس۔

انصاف کیجئے گا خوب دیکھ بال کے
کاغذ پہ لکھ دیا ہے حقائق ان کے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محترم عادل زمان فاروقی صاحب حفظہ اللہ فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

کیا ہر عقیدہ پر قرآن مجید پیش کرنا ضروری ہے؟ مماتیوں کے مغالطہ کا جواب

اہل باطل کا ہمیشہ یہ وطیرہ رہا ہے کہ بڑی مکاری اور چالاکی سے کام لیتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو باور کروانے کے لیے اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لوگوں میں اس چیز کی تشہیر کرتے ہیں کہ ہمارا ہر عقیدہ قرآن سے ثابت ہے یہی حال مماتی حضرات کا ہے۔ ان سے جب گفتگو ہوتی ہے تو عقیدہ حیات النبی ﷺ پر قرآن کا مطالبہ کرتے ہیں کہ قرآن سے دکھاؤ یہ دعوی کہنے میں خوشنما لگتا ہے عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے آیا ہر عقیدے کے لیے قرآن کو پیش کرنا ضروری ہے کہ نہیں ضروری نہیں ہے بلکہ ان کا یہ مطالبہ غلط ہے ان کا یہ دعوی بلا دلیل ہے اور اصول کے خلاف ہے اولاً یہ دیکھنا ہو گا کہ اہل السنت والجماعت کے ہاں عقیدہ حیات النبی ﷺ کی حیثیت کیا ہے قطعی ہے یا ظنی ہے۔ مولانا عبد العزیز فرہاروی رحمہ اللہ شرح النبراس میں تحریر کرتے ہیں جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ عقائد دو قسم پر ہیں ایک عقیدے کا تعلق ضروریات دین کے ساتھ ہے اور ایک عقیدے کا تعلق وہ ضروریات اہل السنت والجماعت کے ساتھ ہے جن عقائد کا تعلق ضروریات دین کے ساتھ ہے ان کے اقرار کے ساتھ آدمی اسلام میں داخل ہوتا ہے اور ان میں سے کسی ایک عقیدے کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس لیے کہ یہ عقائد قطعی ہیں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نور اللہ مرقدہ اپنی کتاب عقائد اسلام میں شامی سے نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ضروریات دین اصطلاح شریعت میں ان امور کو کہا جاتا ہے کہ جو آنحضرت ﷺ سے بطریق تواتر ثابت ہوں اور عام طور پر مسلمان ان امور کو جانتے ہوں یعنی ان چیزوں کا علم علماء تک محدود نہ ہو بلکہ عوام کے علم میں بھی وہ چیز آچکی ہو ایسی چیزوں کو ضروریات دین کہتے ہیں جیسے توحید، رسالت، جنت، جہنم، عقیدہ ختم نبوت، قرآن کریم کا کلام الٰہی ہونا وغیرہ عقائد اور جن عقائد و مسائل کا تعلق ضروریات اہل السنت والجماعت کے ساتھ ہے ان تمام کے اقرار کے ساتھ آدمی اہل السنت والجماعت میں داخل ہوتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کے انکار سے آدمی اہل السنت والجماعت سے خارج ہو جاتا ہے اس لیے کہ یہ ظنی ہیں جیسے عقیدہ حیات النبی ﷺ وغیرہ۔ اب یہاں دفع دخل مکدر کے طور پر اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے داخل ہونے کے لیے تمام کا اقرار اور خارج ہونے کے لیے تمام کا نہیں بلکہ کسی بھی

ایک عقیدے کا انکار پایا گیا تو آدمی خارج ہو جاتا ہے۔اس بات کو اس طرح سمجھیں جیسے کسی کپڑے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کپڑا پاک ہے تو تمام ناپاکیوں سے پاک ہونا ضروری ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے تو تمام ناپاکیوں کا پایا جانا ضروری نہیں کوئی ایک ناپاکی پائی گئی تو کپڑے پر ناپاکی کا حکم لگایا جائے گا یا کسی آدمی کے بارے میں کہا جائے کہ یہ آدمی صحت مند ہے تو تمام بیماریوں سے محفوظ ہونا ضروری ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ آدمی بیمار ہے تو تمام بیماریوں کا پایا جانا ضروری نہیں کسی ایک بیماری کے پائے جانے پر اس آدمی پر بیمار کا اطلاق ہو گا اسی طرح اسلام میں داخل ہونے کے لیے تمام ضروریات دین کا اقرار ضروری ہے اور خارج ہونے کے لیے کسی ایک چیز کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اسی طرح ضروریات اہل السنت والجماعت بھی ہے داخل ہونے کے لیے تمام کا اقرار اور نکلنے کے لیے کسی ایک کا انکار منطق کی اصطلاح میں موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ موجبہ کلیہ کا مطلب تمام باتوں کو ماننا سالبہ جزئیہ کا مطلب کسی ایک کا انکار کرنا اسلام میں داخل ہونے کے لیے وہ تمام عقائد جن کا تعلق ضروریات دین کے ساتھ ہے ان پر ایمان لانا ضروری ہے کافر بننے کے لیے تمام کا انکار ضروری نہیں بلکہ کسی ایک کا انکار سالبہ جزئیہ ہے اسی طرح ضروریات اہلسنت والجماعت ہے جن کے اقرار سے اہلسنت میں شامل کسی ایک کے انکار سے خارج عقیدہ قطعی ہو گا تو ثبوت کے لیے قطعی دلیل ہو گی اگر عقیدہ ظنی ہو گا تو ثبوت کے لیے ظنی دلیل ہو گی جس عقیدے کی بنیاد پر کسی کو کافر یا مسلمان قرار دینا ہو تو وہ عقیدہ دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہو گا بلکہ اس کے لیے دلیل قطعی ضروری ہے دلیل قطعی کا معنی قطعی الثبوت قطعی الدلالت ہو قرآن کریم کی وہ آیات مبارکہ جو غیر مئول ہوں جن میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہ ہو غیر محتمل المعانی ہوں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو احادیث متواترہ ہوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع قولی ہو اگر عقیدہ ایسا ہو جس کی بنیاد پر کسی کو کافر یا مسلمان نہ کہا جاتا ہو اس کے لیے دلیل ظنی بھی کافی ہوتی ہے دلیل ظنی کا معنی قطعی الثبوت ظنی الدلالت ظنی الثبوت قطعی الدلالت ظنی الثبوت ظنی الدلالت اگر اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا تو دلیل کے طور پر خبر واحد پیش کریں تو بھی ٹھیک ہے قرآن کریم کی وہ آیت جس میں تاویل ہو سکتی ہو پیش کریں تو بھی ٹھیک ہے قرآن کریم کی ایسی آیت جس کی تفسیریں دو ہوں تو بھی ٹھیک ہے یا اکابر و اسلاف کے فرامین پیش کریں تو بھی ٹھیک ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق ہمارے اکابر علماء دیوبند کے دار الافتاؤں سے یہ فتویٰ صادر ہوا ہے کہ جو جسد عنصری کی حیات کا اور دور سے پڑھا جانے والا صلوۃ و سلام بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے روزہ اقدس کے قریب پڑھا جانے والا آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی عنایت فرماتے کا قائل ہے وہ اہلسنت والجماعت میں سے ہے اور جو نہیں مانتا وہ اہلسنت سے خارج ہے ہمارے نزدیک یہ عقیدہ ظنی ہے اور ظنی دلائل ہم پیش کرتے ہیں ہمارے نزدیک اس عقیدے کی حیثیت قطعی نہیں ہے جو اس عقیدے کا انکاری ہو اسے بھی مسلمان مانتے ہیں ہاں البتہ ایسا شخص اعتقادی بدعتی ہے اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔

منکرین عقیدہ حیات النبی ﷺ کے ہاں ممات کا عقیدہ قطعیات میں سے ہے مطالبہ ہمیں کرنا چاہیے کہ بتاؤ وہ کونسی آیت مبارکہ ہے جو قطعی الثبوت قطعی الدلالت ہو کہ اللہ کے نبی قبر میں زندہ نہیں ہیں اصولاً قرآن کو پیش کرنا ان کے ذمہ ہے کہ وہ قرآن کو پیش کریں یہ لوگ دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں اصول سے عاری لوگ ہیں ان کی مثال اس طرح ہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈھانٹے جو چیز اپنے ذمہ تھی وہ دوسروں کے گلے میں ڈال دی قرآن تو بڑی بات ذخیرہ احادیث میں سے ایک حدیث مبارک بھی ایسی نہیں جس سے ان کا کھوکلا دعوی ثابت ہوتا ہو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا کوئی ایک فرمان ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا کوئی ایک قول یا اکابر علماِ دیوبند کی کوئی ایک عبارت جس سے ان کے بے جان عقیدے کو تقویت ملے اور اس میں جان پیدا کر سکے قرآن پیش کرنا اہلسنت کے ذمہ نہیں ہے بلکہ مماتیوں کے ذمہ ہے ان کے ہاں ممات کا عقیدہ قطعی ہے عوام میں یہ مشہور کروا رکھا ہے کہ ہمارے عقیدے پر قرآن کریم کی ستر آیات ہیں ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ستر چھوڑیں صرف ایک آیت پیش کریں جس سے تمہارا عقیدہ ثابت ہوتا ہو یہ صرف ان کے منہ کی باتیں ہیں ذلك قولكم بافواهكم۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں افراط اور تفریط سے اپنا دامن بچاتے ہوئے اعتدال کے ساتھ اہلسنت والجماعت کے اصول کے مطابق عقائد و نظریات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو تمام اہل باطل سے چاہے قرآن کا نام لے کر نمودار ہوں چاہے حدیث کا لیبل لگا کر یا کسی اور دعوی کو لے کر آئیں اور امت مسلمہ کے عقائد و نظریات پر ڈاکہ ڈالتے ہوں محفوظ فرمائے اور ہمیں اہلسنت والجماعت کے عقائد و نظریات کا تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

محترم ابو سعد لئیق رحمانی صاحب حفظہ اللہ

مسلک حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

حاجی صاحب رضاخانی عقیدے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانے کا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے، مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اس کو سنانا منظور ہے اور روبرو نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ ان کو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افتراء علی اللہ اور دعوی علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے۔۔ الخ"

آگے لکھتے ہیں کہ

"اگر اللہ تعالی اس بزرگ کو خبر پہنچاوے ممکن ہے۔۔۔ مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں لہذا ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں۔"

(کلیات امدادیہ: ص84)

حاجی صاحب مجلس میلاد میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کو ممکن قرار دیتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ

"ہر ممکن کو وقوع ضروری نہیں، ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر دلیل مل جاوے تو اعتقاد جائز ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا چاہیے۔"

نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

"اس سے آپ ﷺ کی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے۔ الخ"

(کلیات امدادیہ: ص80)

مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کے متعلق کچھ نصیحتیں لکھنے کے بعد حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ

اللہ علیہ کے مخالفین کو وصیت کرتے ہیں کہ:

”اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری و باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں، یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے۔“

(کلیات امدادیہ: ص86)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ مسئلہ امکان کذب، ندا غیر اللہ، حاضر و ناظر اور علم غیب وغیرہ میں رضاخانیوں کے ساتھ نہیں تھے۔

چند مغالطوں کا رد

(۱) رضاخانی حضرات حاجی صاحب کو اپنے کھاتے میں ڈالنے کے لئے ان کے وہ اشعار پیش کرتے ہیں جس میں صیغۂ ندا برتا گیا ہے، اور تاثر یہ دیتے ہیں کہ حاجی صاحب عقیدہ حاضر و ناظر کے قائل و موید تھے۔ مگر ان جاہلوں کو کیا پتہ کہ حاجی صاحب نے یہاں بھی ان جہلاء کی جڑ کاٹ دی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

”مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغۂ ندا برتا گیا ہے اور عملدر آمد وہی رکھنا چاہیے جو اوپر تین مسئلوں میں برتا گیا۔“

(کلیات امدادیہ:84)

ذوق و شوق سے صیغۂ ندا برتا گیا یعنی حاضر و ناظر سمجھ کر نہیں۔

(۲) رضاخانی ”شمائم امدادیہ“ اور ”امدادالمشتاق“ وغیرہ سے مبہم عبارتیں پیش کر کے کہتے ہیں دیکھو حاجی صاحب انبیاء اولیا کے حق میں علم غیب کے قائل تھے۔ حالانکہ یہ حوالے رضاخانیوں کو قطعاً مفید نہیں کیونکہ یہاں علم غیب لغوی مراد ہے اور علم غیب اصطلاحی کا رد خود حضرت کے قلم سے ہم نے دکھا دیا۔

(۳) ہم کہتے ہیں کہ حاجی صاحب باقاعدہ عالم نہیں تھے، مگر رضاخانی بضد ہیں کہ بہت بڑے عالم تھے۔ ہم کہتے ہیں حاجی صاحب نے "ہفت مسئلہ" سے رجوع کرلیا تھا رضاخانی اسے بھی ماننے کو تیار نہیں۔ ہم کہتے ہیں مولانا گنگوہی نے فرمایا

"ہفت مسئلہ کو حمام میں جھونک دو" تو رضاخانیو کی دس گز زبانیں باہر آگئیں کہ گنگوہی نے ایسا کیسا بول دیا؟

خلاصہ کلام یہ کہ ہفت مسئلہ ہم پر حجت نہیں، مگر رضاخانیوں پر حجت ہے لہذا رضاخانی مذکورہ حوالوں کو تسلیم کریں اور اپنے باطل عقیدے سے توبہ ورجوع کریں اور حاجی صاحب کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے مولانا رشید احمد گنگوہی کو اپنا امام وپیشوا تسلیم کریں۔!!!

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1)اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2)علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3)تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاء اللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱:امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲:قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

۳:حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۴:بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۵:شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

4)مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5)ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6)مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

واٹس ایپ رابطہ نمبر:03428970409